آوزانِ اقبال

ابوالاعجاز حفیظ صدیقی

جامعة دار الفقه كراتشي
FIQH ACADEMY KARACHI

کتاب : اوزانِ اقبال

مصنف : ابو الاعجاز حفیظ صدیقی

تعدادِ اشاعت : ۵۰۰

سنِ اشاعت : صفر ۱۴۴۷ھ بہ مطابق اگست ۲۰۲۵ء

بارِ اشاعت : دوم

ناشر : شعبۂ تحقیق و تصنیف و ترجمہ، فقہ اکیڈمی

فقہ اکیڈمی کی مطبوعات یہاں دستیاب ہیں

مین کیمپس فقہ اکیڈمی: C-87، بلاک 7، گلستانِ جوہر، کراچی

جوہر کیمپس فقہ اکیڈمی: C-335، بلاک 1، گلستانِ جوہر، بالمقابل جامعہ کراچی، یونیورسٹی روڈ، کراچی

مسجد کیمپس فقہ اکیڈمی: مسجد شفیق الرحمٰن، D 49، گلزارِ ہجری اسکیم 33، صائمہ ایلیٹ ولاز، کراچی

مکتب کیمپس فقہ اکیڈمی: C-122، خیابانِ اقبال، ذوالفقار اینڈ المرتضیٰ کمرشل ایریا، فیز 8، ڈی ایچ اے، کراچی

ہاؤس آف فاتح کراچی: B-190، گلستانِ جوہر، بلاک 3، کراچی

ہاؤس آف فاتح لاہور: N 289، ماڈل ٹاؤن ایکسٹینشن بلاک N، ماڈل ٹاؤن، لاہور

ہاؤس آف فاتح اسلام آباد: AUG-14، دی اسپرنگ اپارٹمنٹ، اسلام آباد ایکسپریس وے، اسلام آباد

الباقیات الصالحات فاؤنڈیشن: مسجد دارالارشاد، 110، بلاک B، عباس بروہی گوٹھ، نزد گلشنِ معمار، عقب ناردرن بائی پاس، کراچی

مین کیمپس الحکمۃ وقف، G -20/4، بلاک B، نارتھ ناظم آباد، نزد ضیاء الدین اسپتال، کراچی

دفتر الحکمۃ وقف، B/264، یونٹ نمبر 9، میر فضل ٹاؤن، لطیف آباد، حیدر آباد

دفتر الحکمۃ وقف، وارڈ 76، شاہ کالونی، کھپرو، سندھ

دفتر الحکمۃ وقف، حفاظ اکیڈمی، مکان 54، بخاری اسٹریٹ، گارڈن ٹاؤن، ملتان

دفتر الحکمۃ وقف، الحکمۃ اکیڈمی، چوریاں بازار، بیروٹ، مری

دفتر الحکمۃ وقف، الحکمۃ اکیڈمی للبنات، محلہ گلفام، گلی 5، ڈھانگڑی، مانسہرہ

دفتر الحکمۃ وقف، مسجد عمر فاروق، موسیٰ آباد، منڈا، ضلع لوئر دیر، خیبر پختون خوا

دفتر الحکمۃ وقف، ہاؤسنگ اسکیم نزد عسکری بینک، راولاکوٹ، آزاد کشمیر

آئینۂ ترتیب

عرضِ ناشر		ڈاکٹر مفتی اویس پاشا قرنی	۵
تعارف		اقبال صلاح الدین	۷
ابوالاعجاز حفیظ صدیقی نابغۂ عصر		ڈاکٹر حسن رضا اقبالی	۸
پیش لفظ		پروفیسر ابوالاعجاز حفیظ صدیقی	۱۹
اوزانِ اقبال پر تبصرے		ڈاکٹر خورشید رضوی	۲۲
		ڈاکٹر محمد فخر الحق نوری	۲۳
		پروفیسر ڈاکٹر بصیرہ عنبرین	۲۴
		ڈاکٹر حسن رضا اقبالی	۲۷
چند ضروری تصریحات		پروفیسر ابوالاعجاز حفیظ صدیقی	۳۰
بابِ اوّل	تعینِ ہیئت ـ مسائل اور طریقِ کار	اس باب میں وہ ہیئتیں زیرِ بحث آئی ہیں جو علامہ اقبال نے استعمال کی ہیں۔	۳۶
بابِ دوم	عروض کی چند اہم اصطلاحات کا تعارف	اس باب میں صرف ایسی اصطلاحات کا ذکر کیا گیا ہے جو اوزانِ اقبال کو سمجھنے کے لیے ضروری ہیں۔	۷۴
بابِ سوم	اوزانِ اقبال	اس باب میں علامہ اقبال کے استعمال کردہ ہر وزن کی ضروری تفصیل دینے کے بعد بقیدِ کتاب ان تمام نظموں کے عنوانات اور مصرع ہاے اولیٰ درج کر دیے گئے ہیں، جو اس وزنِ خاص میں لکھی گئی ہیں۔ ہر نظم کی ہیئت بھی اسی باب میں مذکور ہے۔	۸۲
بابِ چہارم		اس باب میں ہر کتاب کی ترتیبِ منظومات کا لحاظ رکھتے ہوئے ہر نظم کا	

	کلیدِ اوزانِ اقبال	وزن نمبر بتا دیا گیا ہے۔ وزن کا نمبر معلوم ہو جانے پر متعلقہ وزن، اوزانِ اقبال یا ضمیمہ نمبر ا سے بہ آسانی دریافت کیا جا سکتا ہے۔	۲۰۸
	ضمیمے:		۲۵۴
	ضمیمہ نمبر ۱	اوزانِ اقبال ایک نظر میں	۲۵۵
	ضمیمہ نمبر ۲	علامہ اقبال نے اپنی مختلف تصانیف میں کون کون سے اور کل کتنے وزن استعمال کیے ہیں۔	۲۵۷
	ضمیمہ نمبر ۳	کون سا وزن علامہ اقبال کی کون کون سی تصانیف میں استعمال ہوا ہے۔	۲۵۸
بابِ پنجم	ضمیمہ نمبر ۴	کون کون سی ہیئتوں سے علامہ اقبال نے کون کون سی تصانیف میں کام لیا ہے۔	۲۶۰
	ضمیمہ نمبر ۵	علامہ اقبال کی مختلف تصانیف میں بقیدِ وزن مختلف ہیئتوں میں کہی ہوئی نظموں کی تعداد۔ (پچیس جدولیں)	۲۶۲
	ضمیمہ نمبر ۶	تصنیف وار مختلف ہیئتوں میں آنے والی نظموں کی تعداد۔	۲۷۷
	ضمیمہ نمبر ۷	کلامِ اقبال ایک نظر میں (مختلف ہیئتوں کے تحت آنے والی نظموں کی بقیدِ وزن کل تعداد)	۲۷۹
	ضمیمہ نمبر ۸	متفرق نتائج	۲۸۱

عرضِ ناشر

ڈاکٹر مفتی اویس پاشا قرنی
صدر جامعہ دارالفقہ کراچی و فاتح فاؤنڈیشن

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے انسان کو ''بیان'' سکھایا اور قرآنِ کریم کی فصاحت و بلاغت کو معجزہ قرار دیا، ایسا معجزہ کہ نہ کوئی زبان و بیان میں اس کلام کی مثل پیش کر سکا اور نہ ہی معانی و مفاہیم میں اس جیسا نمونہ دکھا سکا، وَ فَوْقَ كُلِّ ذِي علمٍ عَلِيم۔ درود و سلام صاحبِ جوامع الکلم، نبیِ معلم سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ پر، جو افصح العرب ہیں۔ جن کا ''اُمی'' ہونا بھی ایک معجزہ ہے اور جن کی قادر الکلامی بھی حق و باطل کی میزان ہے۔ ہزار ہا رحمتیں آپ ﷺ کے اصحاب پر اور آپ ﷺ کے اہلِ بیت پر جن کی روایات، فصاحت و بلاغت کی معراج ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو۔

فصاحت و بلاغت عطائے خداوندی ہے اور اس کا وافر حصہ شعرائے کرام کو عطا ہوتا ہے۔ انھی شعرا میں سے ایک ہمارے ممدوح علامہ محمد اقبال مرحوم ہیں۔ ہم کسی افراط کے بغیر یعنی علامہ اور ان کے اشعار کو حکم کا درجہ دیے بغیر ان کے کلام میں مغربی فکر و فلسفے اور تہذیبِ جدید کے رد، ایمان و عمل کی دعوت، قرآنِ حکیم کی طرف التفات اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور اس سے استفادے کے قائل ہیں۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں، علامہ کی زندگی ہی میں علمائے کرام نے ان سے استفادہ و استشہاد، روا رکھا ہے۔ مفکرِ اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی عربی تالیف ''روائع اقبال'' اس کا ایک بڑا ثبوت ہے۔ علامہ کی شاعری کے معنوی پہلو پر کام تو عام ہے۔ بے شمار مستقل تصانیف اس ضمن میں سامنے آچکی ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ البتہ علامہ کی شاعری کی بُنَت و بناوٹ پر ٹھیٹھ فنی حوالے سے کام کم کم ہی سامنے آیا ہے جس میں پروفیسر ابوالاعجاز حفیظ صدیقی مرحوم کی تصنیف ''اوزانِ اقبال'' کو اہم مقام حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے فقہ اکیڈمی کو یہ اعزاز حاصل ہو رہا ہے کہ ''اوزانِ اقبال'' جیسی وقیع اور نادر کتاب کی اشاعتِ نو کا سہرا اس ادارے کے سر باندھا گیا۔ اقبالیات کے قارئین و شائقین ''اوزانِ اقبال'' کے چند صفحات پڑھ کر ہی اس کتاب کی عظمت اور صاحبِ کتاب کی حذاقت کا اندازہ بخوبی لگا سکتے ہیں، محض یہی کتاب نہیں، فاضل مصنف محترم ابوالاعجاز حفیظ صدیقی مرحوم کی تمام تصانیف علمیت کے اس بلند درجے پر ہیں کہ آپ کے بعد آنے والے محققین کے لیے اِن سے استغنا برتنا ممکن نہیں ہے۔

یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۹۸۳ء میں شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور کے زیرِ اہتمام شائع ہوئی اور ادبی دنیا پر چھا گئی۔ اقبالیات کے طلبہ کے لیے یہ اپنی نوعیت کی منفرد اور ممتاز تخلیق تھی، لیکن جلد ہی اس کتاب کے تمام نسخے فروخت ہوگئے اور قارئین کے لیے اس تک رسائی محض قدیم نسخوں ہی تک محدود ہوگئی۔ اور اب الحمدللہ ۴۲ سال بعد فقہ اکیڈمی کراچی کے زیرِ اہتمام اسے دوبارہ زیورِ طبع سے آراستہ کیا جارہا ہے۔

گذشتہ سال محترم ڈاکٹر عارف صدیقی صاحب (مصنف کے صاحب زادے) نے اس کتاب کا تذکرہ کیا تو اس کی اہمیت و افادیت کا اندازہ ہوا۔ بعد ازاں ڈاکٹر صاحب نے پیشکش کی کہ اگر آپ چاہیں تو اوزانِ اقبال کو فقہ اکیڈمی سے شائع کر سکتے ہیں، ڈاکٹر صاحب کی اس پیشکش کو شعبۂ تحقیق و تصنیف، فقہ اکیڈمی نے سر آنکھوں پر رکھا اور اپنی بے بضاعتی اور محدود وسائل کے باوجود اوزانِ اقبال کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا۔ پہلا مرحلہ کتابت کا تھا جس میں کئی مہینے صرف ہوگئے۔ کوشش کی گئی کہ تمام تر جدول اور عروضی ترتیب سابقہ اشاعت کے موافق رہے۔ دوسرا مرحلہ حرف چینی اور اغلاط کی تصحیح کا تھا اور یہی سب سے مشکل اور کٹھن مرحلہ تھا۔ نہ ہم بحروں کے اختلافات اور تنوع سے کماحقہٗ واقف تھے اور نہ ہی زحافات کی تفصیلات پر مطلع تھے۔ اس دشوار کام کے لیے اوکاڑہ سے محترم ڈاکٹر حسن رضا اقبالی صاحب نے اغلاط کی تصحیح کے لیے کمر کس لی اور اشاعتِ نو سے قبل اہتمام کے ساتھ دو مرتبہ حرف چینی کا کام سر انجام دیا۔ ہم ڈاکٹر عارف صدیقی صاحب اور ڈاکٹر حسن رضا اقبالی صاحب کے بے حد مشکور ہیں کہ انھوں نے اپنے قیمتی اوقات اس کتاب کی تیاری میں صرف کیے اور اس مشکل کام میں شعبۂ تحقیق و تصنیف، فقہ اکیڈمی کو مکمل معاونت فراہم کی۔

خصوصی شکریے کے مستحق ہیں ہمارے شعبۂ تحقیق و تصنیف کے مدیر صوفی جمیل الرحمٰن عباسی صاحب اور نائب مدیر مولانا حماد احمد ترک صاحب کہ انھوں نے اس کتاب کی تیاری میں اہم کردار ادا کیا اور اسے دوبارہ اشاعت کے قابل بنایا۔ خوش بختی سے یہ دونوں باذوق اور زبان و ادب سے تعلق رکھنے والے حضرات ہیں۔ عزیزم مولوی حماد احمد ترک صاحب تو اچھا خاصا شعر بھی کہہ لیتے ہیں اور ہماری ہفتہ وار مجلسِ اقبالیات میں بندے کی غیر حاضری پر درسِ اقبالیات کی ذمے داری بھی اچھے طور پر نباہ رہے ہیں۔

یہ فنّی نوعیت کی کتاب قارئین کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے تاکہ وہ اس علمی و ادبی سرمایے سے استفادہ کرسکیں جو برسوں تک پردۂ خفا میں رہا۔ ہمیں امید ہے کہ ''اوزانِ اقبال'' کی یہ اشاعتِ نو، نہ صرف اقبالیات کے طلبہ و محققین کے لیے رہنمائی کا ذریعہ بنے گی بلکہ عروض و شعریات سے شغف رکھنے والے اہلِ ذوق قارئین کے لیے بھی فکر و فہم کے نئے در وا کرے گی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کوشش کو فہم کلامِ اقبال میں معاون بنائے اور اسے خیر کی نشر و اشاعت کا ذریعہ بنائے، آمین۔

۸، اگست، ۲۰۲۵ء

تعارف

اقبال صلاح الدین

معروف شاعر، ادیب اور محقق

اقبالیات کے بعض موضوعات ایسے ہیں کہ ان پہ بہت کچھ کہا گیا اور ابھی بہت کچھ کہا جانے کی گنجائش موجود ہے۔ مثال کے طور پر علامہ اقبال کے نظریۂ خودی، نظریۂ فن، نظریۂ تقدیر، نظریۂ قوت اور نظریاتِ مدنیت پر عالموں اور نقادوں نے بہت کچھ لکھا ہے۔ بہت کچھ لکھا جا رہا ہے اور ابھی بہت کچھ لکھا جائے گا، لیکن جناب پروفیسر ابوالاعجاز حفیظ صدیقی نے اقبالیات کے ایک ایسے موضوع پر قلم اٹھایا ہے، جس پر پہلے کوئی باقاعدہ کوئی کام نہیں ہوا۔ اور پھر اس موضوع کے تمام امکانات کو انھوں نے اس طرح احاطہ کیا ہے کہ اس موضوع پر مزید کچھ لکھنے کی گنجائش نہیں رہی۔ اس کتاب میں علامہ اقبال کی ہر نظم کا وزن پوری طرح تحقیق کے ساتھ معین کر دیا گیا ہے اگر کسی نظم میں دو یا دو سے زیادہ وزن استعمال ہوئے ہیں، تو اس نظم کے مختلف حصوں کی الگ الگ نشان دہی کر کے ہر حصے کا وزن بھی الگ الگ بتا دیا گیا ہے۔ گویا یہ کتاب اپنے اختصار کے باوجود کلامِ اقبال کو پوری طرح محیط ہے۔

اوزان و بحور کا تسمیہ ایک پیچیدہ اور میکانکی عمل ہے، جس سے بڑے بڑے محققین بھی کترا کر نکل جاتے ہیں، لیکن حفیظ صدیقی نے تسمیۂ اوزان و بحور کے سمجھانے کے لیے نہایت آسان طریقِ کار اختیار کیا ہے۔ انھوں نے چند صفحات میں اہم زحافات کا عروضی عمل سمجھا دیا ہے اور پھر ہر وزن کے تعارف میں کسی بحر کے بنیادی رکن یا ارکان پر ان زحافات کے عروضی عمل کی مناسب تشریح بھی کر دی ہے، اس طرح اوسط عملی استعداد رکھنے والا قاری بھی ان تشریحات کی مدد سے تسمیۂ اوزان و بحور کے عمل کو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔

کتاب میں ہیئت کا مسئلہ بھی زیرِ بحث آیا ہے اور اس نقطۂ نظر سے بھی کتاب کی جامعیت لائقِ ستائش ہے۔ مصنف نے علامہ اقبال کی ہر نظم کی ہیئت پوری قطعیت کے ساتھ معین کر دی ہے۔ تعیینِ ہیئت کا باب مختصر ہونے کے باوجود اپنی جامعیت کے اعتبار سے بجائے خود ایک الگ کتاب کا درجہ رکھتا ہے۔

ان چند اوراق کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ ایک عام قاری بھی ان کی مدد سے کسی نظم کی ہیئت پوری قطعیت کے ساتھ معین کر سکتا ہے۔ کتاب کے آخر میں کلامِ اقبال کے اعداد و شمار پر مشتمل چند جدولیں ضمیموں کے طور پر شامل کی گئی ہیں۔ ان جدولوں کا تعلق بھی علامہ اقبال کے استعمال کردہ اوزان اور ہیئتوں سے ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ضمیمے بھی اقبالیات میں زندۂ جاوید دستاویزات کی حیثیت اختیار کر لیں گے۔ آخر میں یہ کہنا بھی ضروری ہے کہ فاضل مصنف نے اقبالیات کا یہ میدان مراکزِ علمی سے دور اوکاڑا جیسے شہر میں رہ کر سر کیا ہے۔

ابو الاعجاز حفیظ صدیقی نابغۂ عصر

ڈاکٹر حسن رضا اقبالی
استاذ ادبیاتِ اردو، گورنمنٹ گریجویٹ کالج اوکاڑا

بعض افراد کی شخصیتیں ان کے کارناموں پر فوقیت رکھتی ہیں اور بعض کے کارنامے ان کی شخصیتوں سے بڑے معلوم ہوتے ہیں، لیکن چند خوش قسمت افراد ایسے بھی ہیں، جن کی شخصیتوں اور کارناموں میں ایک حسین و جمیل توازن نظر آتا ہے۔ ابو الاعجاز حفیظ صدیقی بھی ایسے ہی خوش نصیب انسان تھے، جن کی شخصیت اور کارناموں میں دل آویز توازن اور خوبصورت ہم آہنگی ملتی ہے۔ اگر ایک طرف ان کے گراں قدر علمی و ادبی کارناموں سے متاثر ہو کر چند اہلِ نظر نے انھیں فاضلِ اجل، عالمِ بے بدل، استاذ الکل اور ماہرِ عروض کے نام سے یاد کیا ہے تو دوسری طرف ان کی دل کش و دل آویز سیرت و شخصیت سے مسحور ہو کر ان کے قریباً تمام واقف کاروں نے اس بات کا اظہار و اعتراف کیا ہے کہ وہ ظاہری و باطنی خوبیوں کا ایک حسین پیکر تھے، شاید یہی وجہ ہے کہ اکثر اساتذہ نے ان کا جانشین اور خلیفہ بننے میں فخر محسوس کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بیسویں صدی کی ساتویں دہائی میں اوکاڑا میں جو شخصیتیں نمایاں ہوئیں، ان میں سب سے زیادہ متوازن شخصیت ابو الاعجاز حفیظ صدیقی کی ہے اور اس دل کش توازن کا اثر ان کی نگارشات پر بھی نظر آتا ہے۔

ابو الاعجاز حفیظ صدیقی ایک ذی علم اور دین دار خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ وہ ۱۹۳۰ء میں جالندھر کے ایک مردم خیز گاؤں ''ساندہ'' کے علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ابو الاعجاز حفیظ صدیقی نابغۂ عصر اور یگانۂ روزگار تھے۔ ایسی جامع کمالات ہستی صدیوں بعد پیدا ہوتی ہے، اپنے والدِ گرامی کے فیضِ تربیت سے کمال حاصل کرنے والوں میں ان کا نام سرِ فہرست ہے۔ وہ ایک دیدہ ور محقق، گراں پایہ ادیب، صاحبِ طرز انشا پرداز اور اُمورِ شعر کے ایک متبحّر عالم تھے۔ انھوں نے اپنی ساری زندگی بلند علمی، وقار و متانت کے ساتھ شعر و ادب کی خدمت میں گزاری۔ ان کی ہمہ گیری اور جامعیت کا اندازہ ان کی معیاری تصانیف سے لگایا جا سکتا ہے، جو انھوں نے مختلف النوع موضوعات پر لکھیں۔ انھوں نے ہر موضوع پر اعلیٰ سنجیدہ تحقیقی شان کے ساتھ قلم اٹھایا ہے اور ان کی ہر تصنیف اس مخصوص موضوع پر حرفِ آخر کا درجہ رکھتی ہے، ان کی تصانیف صرف معلومات کا خزانہ ہی نہیں، خیال انگیز بھی ہیں اور موجودہ صدی کے علمائے ادب میں ذہنی و فکری انقلاب کی نقیب بھی۔ اس موضوع پر لکھنے کا ارادہ کیا تو راہ کی دشواریوں کا اس قدر احساس نہیں تھا۔ ابو الاعجاز حفیظ صدیقی کی تحقیق و

تدقیق کے جلوے اس قدر متنوّع اور گوناگوں ہیں کہ ان کی تصنیف کے ہر صفحے پر بکھرے ہوئے ہیں۔ ان کو ایک مضمون میں سمیٹنا دریا کو کوزے میں بند کرنے کی سعیِ لاحاصل کرنا ہے۔

انھیں علم و ادب سے محض رسمی شغف نہیں، ان کے رگ و پے میں شعر و ادب کا صالح اور سلیم ذوق سرایت کیے ہوئے ہے۔ عربی، فارسی، ہندی اور پنجابی کے علاوہ انگریزی زبان کا ادب بھی ان کے مطالعے میں رہا ہے، جس سے فکر میں گہرائی، نگاہ میں وسعت و پہنائی، جذبے، خیال اور وجدان میں گیرائی پیدا ہوتی ہے اور ان کے اُسلوبِ بیان اور طرزِ نگارش کو اسی بنا پر پذیرائی ملی ہے۔

آپ کی تصنیفات اردو زبان و ادب کے متنوع موضوعات پر محیط تھیں، جن میں مبادیاتِ فنِ مباحثہ (مطبوعہ)، کہاوتیں اور کہانیاں (مطبوعہ)، ایک یادگار مباحثہ (مطبوعہ)، اوزانِ اقبال (مطبوعہ)، کشاف تنقیدی اصطلاحات (مطبوعہ)، ادبی اصطلاحات کا تعارف (مطبوعہ)، بابا بالک اور بجوگ (مطبوعہ)، تفہیم و تحسینِ شعر (مطبوعہ)، ریگستان کا سفر (شعری کلیات، زیرِ طبع)، مشرق و مغرب کی اہم اصناف (غیر مطبوعہ)، ادھوری رفاقتوں کی گھٹن (غیر مطبوعہ)، سعدی اور فیضانِ سعدی (غیر مطبوعہ)، اردو شاعری کے موضوعات (غیر مطبوعہ)، ساتھی ہاتھ بڑھانا (زیرِ طبع)، زہراب (انشائیے، زیرِ طبع) لغتِ قوافی (غیر مطبوعہ)، مقالاتِ حفیظ صدیقی (زیرِ طبع) وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔ یہاں ان کی چند اہم تصانیف کا تعارف پیش کیا جائے گا۔

"اوزانِ اقبال" پہلی دفعہ ۱۹۸۳ء میں پاکستان کے موقر ادبی ادارے شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور سے شائع ہوئی۔ اس کتاب میں ابو الاعجاز حفیظ صدیقی کی علمی حیثیت ایک معتبر اور مستند محقق، نقاد، اور عروض و قوافی کے ماہر کی حیثیت سے مسلّم ہے۔ انھوں نے اقبال کے شعری اوزان، بحور، اور فنی ساخت پر گہرا علمی و تحقیقی کام کیا ہے، جو اردو تنقید اور اقبالیات کے سنجیدہ قارئین کے لیے نہایت اہم ہے۔ ابو الاعجاز حفیظ صدیقی نے صرف عروضی تجزیہ پر اکتفا نہیں کیا بلکہ بعض مقامات پر اقبال کے شعری رجحانات، فکری تلازمات اور عروضی تجربات کو فلسفیانہ تناظر میں بھی دیکھنے کی کوشش کی ہے۔ وہ اقبال کی شعری انفرادیت کو محض زبانی کمال نہیں سمجھتے بلکہ عروضی سطح پر بھی ان کے جدت پسندانہ رجحان کو تسلیم کرتے ہیں۔ "اوزانِ اقبال" ایک علمی و ادبی کارنامہ ہے جو فکرِ اقبال کی شعری ہیئت پر نہایت باریک بینی اور محققانہ انداز سے روشنی ڈالتی ہے۔ مصنف نے اس میں اقبال کی شاعری کے عروضی پہلوؤں کو جس حسن و خوبی سے واضح کیا ہے، وہ نہ صرف عروض کے طالب علموں کے لیے ایک رہنما ہے بلکہ اقبال شناسوں کے لیے بھی ایک قیمتی اضافہ ہے۔ "اوزانِ

اقبال'' ہمیں بتاتی ہے کہ اقبال کے اشعار صرف فکری اور فلسفیانہ گہرائی ہی نہیں رکھتے، بلکہ ان کی ساخت اور وزن بھی کلاسیکی اردو شاعری کے اعلیٰ ترین معیار پر پورا اترتے ہیں۔ کتاب میں اقبال کے اشعار کو مختلف بحور میں تقسیم کر کے نہایت سلیقے سے پیش کیا گیا ہے، جس سے قاری پر یہ منکشف ہوتا ہے کہ اقبال نے ہر خیال کے لیے موزوں وزن کا انتخاب کس قدر شعوری طور پر کیا۔ یہ تصنیف ایک طرف عروض کے رموز و نکات سے آگاہ کرتی ہے، تو دوسری طرف اقبال کی فکری بلندیوں کو ناپنے کے لیے ایک نیا زاویہ فراہم کرتی ہے۔ مصنف کی محنت، فنی شعور اور محبتِ اقبال قابلِ داد ہیں۔ ''اوزانِ اقبال'' اردو عَروض اور اقبالیات کے میدان میں ایک اہم سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے اور یہ اردو شعریات کے فہم میں ایک نہایت وقیع اضافہ ہے جو نہ صرف اقبالیات کے سنجیدہ طلبہ کے لیے ایک رہنما ہے بلکہ عروض اور اوزانِ شعر کے رموز سے شغف رکھنے والوں کے لیے بھی ایک علمی نعمت ہے۔ ابو الاعجاز حفیظ صدیقی نے جس باریک بینی، عروضی بصیرت، اور تحقیقی دیانت داری سے علامہ اقبال کے اشعار کے اوزان و بحور کی تحلیل کی ہے، وہ اردو تحقیق میں کم ہی نظر آتی ہے۔ ان کی یہ کاوش اس جانب ایک مؤثر قدم ہے کہ اقبال کے فکری جہان کے ساتھ ساتھ ان کے شعری اسلوب کی فنی پیچیدگیوں کو بھی سمجھا جائے۔ اوزانِ اقبال میں عروضی اصطلاحات کی وضاحت اور ہر بحر کی تفصیل کے ساتھ مثالیں دینا کتاب کو نہایت قابل فہم اور عام فہم قارئین کے لیے بھی مفید بناتا ہے۔ یہ کتاب اس لحاظ سے بھی منفرد ہے کہ اس میں محض عروضی تجزیہ نہیں، بلکہ اقبال کے کلام میں صوتی آہنگ، بحر کے انتخاب اور فکری پیغام کے باہمی تعلق پر بھی بصیرت افروز نکات موجود ہیں۔ ابو الاعجاز حفیظ صدیقی کا قلم علمی وقار اور فنی بلوغت کا آئینہ دار ہے۔ ان کی یہ خدمت اقبالیات کی دنیا میں یقیناً دیرپا اثرات چھوڑے گی اور نئی نسل کے محققین و طلبہ کے لیے رہنمائی کا ذریعہ بنے گی۔

ابو الاعجاز حفیظ صدیقی نے ''ادبی اصطلاحات کا تعارف'' کے عنوان سے ایک بڑے کام کا بیڑا اٹھایا تھا۔ انھوں نے ستر کی دہائی میں ادبی اصطلاحات کی تشریحی لغات مرتب کی۔ یہ کام انسائیکلوپیڈیا کے انداز کا تھا، اس لیے خاصا ضخیم تھا۔ اس وقیع کام کو مقتدرہ قومی زبان سے اشاعت کے لیے بھیجا گیا، لیکن انھوں نے بعض توضیحات اور تفصیلات، نیز بعض اصطلاحات پر خطِ تنسیخ کھینچ کر اسے مختصر کر دیا۔ پھر یہ مسودہ مقتدرہ قومی زبان نے اپنے دیے گئے نام یعنی ''کشاف تنقیدی اصطلاحات'' کے نام سے ۱۹۸۵ء میں شائع کیا، جسے بعد ازاں جناب امجد علی شاکر صاحب نے حفیظ صدیقی کے رکھے گئے ابتدائی نام یعنی ''ادبی اصطلاحات کا تعارف'' کے عنوان سے ۲۰۱۵ء میں ادارہ اسلوب، لاہور سے شائع کروایا۔

کشاف تنقیدی اصطلاحات سے قبل ادبی اصطلاحات پر چند ایک کتب ملتی ہیں جن میں وحید الدین سلیم کی وضعِ

اصطلاحات، اصطلاحات سازی سے متعلق اولین کتاب ہے، جس کی افادیت مسلّم ہے۔ اس کتاب میں دوسری زبانوں سے اردو زبان میں اصطلاحات کے ترجمے کے لیے اصول و ضوابط بیان کیے گئے ہیں، لیکن اصطلاحات کی جامع وضاحت و صراحت سے اس کا دامن خالی ہے۔

افتخار حسین کی تصنیف تلمیحات و مصطلاحات اور حامد حسین جیلانی کی کتاب ''اردو شاعری میں مستعمل تلمیحات و مصطلحات'' کا تعلق تلمیحات کی وضاحت و صراحت سے ہے۔ ان کتب میں بعض دیگر اصطلاحوں کو بھی بیان کیا گیا ہے، لیکن ان اصطلاحوں میں شاعری کا فنی اور تنقیدی اصطلاحات کو موضوعِ بحث نہیں بنایا گیا۔

کلیم الدین احمد کی کتاب ''فرہنگِ ادبی اصطلاحات'' انگریزی ادب میں مستعمل اصطلاحات کا اردو ترجمہ ہے۔ کہیں کہیں ان اصطلاحات کی معمولی وضاحت بھی کی گئی ہے، جن میں مزید وضاحت و صراحت اور مثالوں کی گنجائش ہے۔ ان محولہ بالا کتب میں اصطلاحوں سے مآخذ کی نشان دہی نہیں کی گئی ہے۔ عیوب و محاسن کو بیان نہیں کیا گیا، اختلافی امور کو واضح نہیں کیا گیا اور اصطلاحوں کے لغوی معنیٰ بھی بیان نہیں کیے گئے۔ گویا ابوالاعجاز حفیظ صدیقی سے قبل اصطلاحات پر مبنی کتب کئی اعتبار سے ناقص ہیں۔

''کشافِ تنقیدی اصطلاحات'' اردو تنقید کے میدان میں ایک اہم اور وقیع حوالہ ہے۔ یہ کتاب اردو کے ادبی و تنقیدی ذخیرے میں ایک لغت کی حیثیت رکھتی ہے جو نہ صرف کلاسیکی بلکہ جدید تنقیدی اصطلاحات کو بھی محیط ہے۔ اس میں مغربی، عربی، فارسی اور اردو تنقیدی روایت سے وابستہ اصطلاحات کی وضاحت، تاریخی تناظر اور معنوی ارتقا کو اختصار مگر جامع انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ ''کشافِ تنقیدی اصطلاحات'' ایک انسائیکلوپیڈیائی نوعیت کی کتاب ہے جس میں تنقیدی اصطلاحات کی جامع فہرست فراہم کی گئی ہے۔ ہر اصطلاح کی لغوی تشریح، اصطلاحی تعریف، تاریخی پس منظر، اہم نقادوں کی آرا کا احاطہ کیا گیا ہے۔ یہ کتاب خاص طور پر ادبی تحقیق، تدریس، اور تنقید کے طلبہ و اساتذہ کے لیے ایک بنیادی ماخذ (reference work) کی حیثیت رکھتی ہے۔ ابوالاعجاز حفیظ صدیقی نے صرف اردو کی روایتی اصطلاحات پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ مغرب سے آنے والی جدید نظریاتی اصطلاحات جیسے: ساختیات (Structuralism)، پسِ ساختیات (Post-Structuralism)، ردِ تشکیلیت (Deconstruction)، جدیدیت و مابعد جدیدیت (Modernism & Postmodernism) جیسے مضامین کو بھی شامل کر کے اردو تنقید کو عصری سطح پر ہم آہنگ کیا ہے۔ یہ کتاب صرف معلوماتی یا وضاحتی نہیں، بلکہ اس میں تنقیدی شعور بھی کارفرما ہے۔ بعض اصطلاحات کی تشریح کے ساتھ ان پر ناقدانہ تبصرے بھی موجود ہیں، جو مصنف کی تنقیدی بصیرت کا ثبوت ہیں۔ ''کشافِ تنقیدی اصطلاحات'' اردو تنقید کی لغت کے طور پر ایک مرجع کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔

اسے جامعات میں تحقیق اور تدریس کے میدان میں حوالہ جاتی کتاب کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

ابو الاعجاز حفیظ صدیقی کا یہ کارنامہ اردو تنقیدی سرمایہ میں ایک نادر، سنجیدہ، اور تحقیقی اضافہ ہے۔ یہ کتاب نہ صرف اردو تنقید کو جدید تنقیدی مباحث سے جوڑتی ہے بلکہ اسے ایک زبان، ثقافت، اور روایت کے تناظر میں خود کفیل بنانے کی کوشش بھی کرتی ہے۔ علمی دنیا میں ایسے کام کم یاب ہوتے ہیں جو بیک وقت لغوی، فکری، اور تنقیدی سطحوں پر اثر انداز ہوں ـــ ''کشافِ تنقیدی اصطلاحات'' بلاشبہہ ان میں شامل ہے۔

ابو الاعجاز حفیظ صدیقی کی کتاب ''ادبی اصطلاحات کا تعارف''۔ اس کتاب میں تقریباً ۳۳۰، اصطلاحات شامل ہیں، جن کی وضاحت و تعریف کے ضمن میں ان اصطلاحوں کے لغوی معنٰی کے ساتھ لازمی مثالوں کو پیش کیا گیا ہے، جن میں کلاسیکی اور مستند شعرا کے معروف اشعار کے ساتھ جدید شعرا کے اشعار بھی بطورِ مثال پیش کیے گئے ہیں۔ اصطلاحوں کی تعریف مستند ناقدین کے حوالے کی گئی ہیں، جن اصطلاحوں کی تعریف دستیاب نہیں تھی۔ ان کا مفہوم سیاق و سباق سے اخذ کیا گیا ہے۔ ہر اصطلاح کے ضمن میں اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ اس اصطلاح کے منبع و ماخذ کی نشان دہی کی جائے اور اس زبان میں مذکورہ اصطلاح کے معنٰی و مفہوم کی وضاحت کے ساتھ اردو میں رائج اس اصطلاح کے معنٰی و مفہوم کو بیان کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی اصطلاح کے درمیان نازک فرق کو بھی بطورِ مثال واضح کیا گیا ہے۔

یہ ایک اہم کتاب ہے، جو اردو تنقید کی اصطلاحوں کی وضاحت، صراحت، معنٰی و مفہوم اور تعمیر و تشکیل میں نہایت ہی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے قدیم و جدید اصطلاحات سے لے کر دورِ حاضر کی بعض اصطلاحات، جن کا تعلق اہم ادبی رجحانات اور تنقیدی میلانات سے رہا ہے، بالکل واضح طور پر پیش کر دیا ہے۔ اس کتاب کے مصنف کو ماہرِ لسانیات، شاعر اور نقاد کے زمرے میں رکھا جا سکتا ہے۔ ان کی زیرِ نظر کتاب میں بتایا گیا ہے کہ زبان و ادب کا مطالعہ کرتے ہوئے کثیر تعداد میں ان اصطلاحات سے سابقہ پڑتا ہے، جن میں بعض عام فہم، بعض مشکل اور بعض مبہم مفہوم ہوتے ہیں۔ اصطلاحات کے مشکل ہونے کے سبب قاری ادب کے مطالعے میں ادیب، شاعر یا ناقد کے خیال تک نہیں پہنچ پاتا۔ ان دشواریوں کو حل کرنے کے مقصد سے اس کتاب میں ادبی اصطلاحات کی معنویت اجاگر کرنے اور اس سے قاری کو متعارف کرانے کی سعی ہوئی ہے اور اس میں ان اصطلاحات کو شامل کیا گیا ہے جو اردو میں عام طور پر استعمال ہوتی ہیں۔ اس فرہنگ میں ادبی، فنی اور علمی اصطلاحات کا احاطہ کیا گیا ہے۔ اس نظریے کے تحت کہ تمام اصطلاحات کسی نہ کسی طرح ادب سے ضرور مربوط ہوتی ہیں۔ تمام اصطلاحات حروفِ تہجی کے اعتبار سے مرتب کی گئی ہیں، لہٰذا کتاب میں جس اصطلاح

کو تلاش کرنا مقصود ہو حروفِ تہجی کے سہارے آسانی سے تلاش کیا جا سکتا ہے۔ اس میں موجود تمام اصطلاحات کے پس منظر میں جہانِ معنیٰ کو دریافت کر کے اردو ادب کے طالبِ علموں اور عام قاری کے لیے ایک جہانِ نو کی تخلیق کی ہے، جس کی بو قلمونیاں آنکھوں کو خیرہ کرنے کے ساتھ ساتھ ہماری علمی پیاس بھی بجھاتی ہیں۔

کتاب کا اسلوب اور پیش کش کا انداز انتہائی دل پذیر اور دل کش ہے۔ اس کتاب کی ایک اہم خوبی یہ ہے کہ اتنے ادق موضوع کو انھوں نے اتنے سادہ اور عام فہم اسلوب سے پر کشش بنا دیا ہے۔

ابو الاعجاز حفیظ صدیقی کا شعری مجموعہ ''بابا بالک اور بجوگ'' ۱۹۸۹ میں ادب خیمہ اوکاڑا سے شائع ہوا۔ یہ شعری مجموعہ زندگی اور کائنات کی سحر آفریں جھلکیوں پر مبنی ہے۔ بقول ابو الاعجاز حفیظ صدیقی ''بابا بالک اور بجوگ'' کے تین کردار ہیں: پہلا کردار ''بالک'' ہے، جسے حفیظ صدیقی جہاں گرد بالک کہتا ہے، جو نفسِ امارہ کے خلاف لڑ رہا ہے۔ مرکزی کردار یہی ہے۔ دوسرا کردار ''بابا'' ہے، جو تجربے کی بھٹی میں کندن بن چکا ہے، اور زندگی میں رعنائیوں، چکا چوند روشنیوں سے منھ موڑ چکا ہے۔ تیسرا کردار ''حسن'' ہے، جو کائنات بالخصوص کرہ ارض پر بکھرا ہوا ہے، جس میں بالک کے لیے بڑی کشش ہے۔ جو کبھی ''بابا'' کے لیے بھی دامن کشش دل ثابت ہو چکا ہے۔ یوں کہیے کہ ابو الاعجاز حفیظ صدیقی کی شاعری میں کائنات کے سارے رنگ نمایاں ہیں، سارے کردار زندہ ہیں۔ جس میں زندگی کی امنگ نظر آتی ہے۔ ''بابا بالک'' کے دو کردار ایک دوسرے کے متوازی چلتے ہیں، اور دریا کے کناروں کی طرح ان میں بجوگ اور جدائی پائی جاتی ہے، جو دو نسلوں کے تفاوت کا علامتی اظہار بھی ہو سکتا ہے۔ بقول ڈاکٹر محمد فخر الحق نوری: ''بابا بھی شاعر خود ہی ہیں، اور بالک بھی خود۔ بابا اس کی شخصیت کا عقلی حصہ ہے، اور بابا بالک جذباتی۔ پھر یوں کہیے کہ شاعر نے اپنے ایقان اور اعتقاد کو بابا کے ساتھ منسوب کر دیا ہے۔ تشکیک و استفہام کو بالک کے ساتھ شاعر کا اعتدال پسند رویہ اپنی شخصیت کے دونوں حصوں میں توازن پیدا کرنے کی فکر میں رہا ہے۔ جس کے باعث بابا اور بالک کے ظاہری کرداروں میں بجوگ کی کیفیت صحیح معنوں میں پیدا نہیں ہو سکی۔ جذباتی شدت کے فقدان کے باعث کئی مقامات پر دونوں میں مصالحت بھی ہوتی دکھائی دیتی ہے''۔

ابو الاعجاز حفیظ صدیقی خارجی مشاہدات اور داخلی کیفیات کے باہمی ارتباط سے کیف آور تمثالیں تشکیل دیتے ہیں۔ ان کی سحر انگیز تمثالوں میں لفظی دروبست ایک وحدت کی صورت میں متشکل ہو کر حقائق کی باز آفرینی کا فریضہ سر انجام دیتی ہے۔ اور زندگی کے عوامل ذوق بخش تمثالوں کی صورت میں ابھرتے دکھائی دیتے ہیں۔ وہ ماحول اور مناظر سے خوشبوئیں کشید کرتے ہیں اور حسنِ کشیدگی کا یہ اظہار قاری کو مسرت و بہجت سے دوچار کرتا ہے۔ ابو الاعجاز حفیظ صدیقی اس میں

کرداروں کو تخلیق کرتے ہیں جو کہ ایک ڈرامے یا افسانے کی طرح آگے بڑھتے ہیں اور اس نظم کا حصہ بن جاتے ہیں۔ ان کرداروں کا اثر نظم پر اول سے آخر تک ہوتا ہے۔ نظموں کے اندر بالکل کہانی کا سا انداز آجاتا ہے۔ ابو الاعجاز حفیظ صدیقی مہجور ساعتوں کے شاعر ہیں۔ ان کی شاعری میں جدید عہد کے تنہا انسان کی ذہنی کیفیات کا اظہار ملتا ہے۔ اس پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے حفیظ صدیقی کی شاعری میں زندگی کے تجربات کی عکاسی جابجا ملتی ہے۔ ان کا اصل فن یہ ہے کہ زندگی کے تجربے سے حاصل کیے ہوئے اس تاثر کو دوبارہ واقعات و کردار، علامتوں اور مکالموں کی شکل دی جائے، جس سے پڑھنے والا اس تاثر تک پہنچ سکے جو شاعر کا مقصود ہے۔ اس لیے اس کا تخلیقی عمل دہرایا ہے۔ ایک زندگی کے تجربے سے کسی تاثر یا کیفیت یا معنویت تک پہنچنا اور دوسرے پھر اسی تاثر کو دوبارہ واقعہ اور کردار کے روپ میں ڈھالنے کا عمل انھیں پھر اسی تاثر کو دوبارہ واقعے اور کردار کے روپ میں ڈھالنے کا عمل انھیں اختر الایمان، میراجی اور ن۔م راشد سے الگ کرتا ہے۔

"تفہیم و تحسینِ شعر" پہلی دفعہ ۲۰۰۶ء میں سنگت پبلشرز لاہور سے شائع ہوئی۔ یہ کتاب اردو تنقید میں ایک اہم اضافہ ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے شعری فن پاروں کے فنی، فکری اور جمالیاتی پہلوؤں پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے اور شعر فہمی کے اصول شاعری سے اخذ کیے ہیں۔ انھوں نے ذوقِ شعر اور فکرِ سلیم کو راہنما بنایا ہے۔ ان کے نزدیک شاعری کسی اور مقصد کے حصول کا ذریعہ نہیں رہی۔ یہ شاعری ہے اور اسے شاعری ہی رہنا چاہیے۔ ابو الاعجاز حفیظ صدیقی نہ صرف شعری اسالیب اور اصناف کے ماہر نقاد ہیں بلکہ وہ کلاسیکی اور جدید اردو شاعری دونوں کے ساتھ گہری وابستگی رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا تجزیہ یک رخی نہیں بلکہ ہمہ جہت ہوتا ہے۔ کتاب کا اسلوب علمی و ادبی ہے مگر اس میں پیچیدگی نہیں پائی جاتی، جس سے یہ قاری کو الجھانے کے بجائے فہم و شعور میں اضافہ کرتی ہے۔ ابو الاعجاز حفیظ صدیقی نے شاعری کو محض جذبات یا تخیل کا اظہار نہیں سمجھا، بلکہ اسے ایک فنی تجربہ قرار دیا ہے جو زبان، عروض، معنویت اور سیاق و سباق سے مربوط ہوتا ہے۔ ایک اور نمایاں پہلو ان کی تفہیم کی گہرائی اور تحسین کا توازن ہے۔ وہ نہ صرف شعر کی معنوی پرتیں کھولتے ہیں بلکہ اس کی ساختیاتی خوبیوں، علامتی نظام، صوتی آہنگ اور موضوعاتی انسلاک کو بھی عمدگی سے بیان کرتے ہیں۔ وہ تنقید کو محض تحقیر یا مدح کا ذریعہ نہیں بناتے بلکہ قاری کو شعر کی روح تک رسائی فراہم کرتے ہیں۔ "تفہیم و تحسینِ شعر" اردو شعری تنقید میں ایک سنجیدہ اور معیاری کوشش ہے، جو نہ صرف طالب علموں بلکہ ادبی ذوق رکھنے والے عام قارئین کے لیے بھی نہایت مفید ہے۔ ابو الاعجاز حفیظ صدیقی کی علمی گہرائی، تنقیدی بصیرت اور فنی شعور اس کتاب کو ایک معتبر حوالہ بنا دیتے ہیں۔

"یادوں کی دھول" پہلی دفعہ ۱۹۹۲ء میں مقبول اکیڈمی لاہور سے شائع ہوئی۔ ابو الاعجاز حفیظ صدیقی اردو کے ممتاز نثر

نگار، محقق، مترجم اور ادبی نقاد تھے۔ ان کی تصنیف ''یادوں کی دھول'' ایک خود نوشت خاکہ ہے جو نہ صرف ذاتی مشاہدات و تجربات کا آئینہ دار ہے بلکہ ایک دور کی ادبی، سماجی اور تہذیبی جھلکیاں بھی اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ ''یادوں کی دھول'' جو ماضی کی بھولی بسری یادوں، گزرے لمحوں، اور پرانی باتوں کو علامتی طور پر ''دھول'' سے تشبیہ دیتا ہے۔ ''یادوں کی دھول'' ان ماضی کی یادوں کا استعارہ ہے جو وقت گزرنے کے ساتھ دل و دماغ کے کسی گوشے میں دھندلا سی جاتی ہیں، لیکن ایک جھونکا، ایک خوشبو، یا ایک منظر اچانک انھیں تازہ کر دیتا ہے۔ ''یادوں کی دھول'' بنیادی طور پر ایک خود نوشت ہے جو مصنف کی زندگی کے مختلف ادوار، مشاہدات، تعلقات، علمی و ادبی تجربات اور احساسات پر مبنی ہے۔ کتاب کا اسلوب بے حد دلنشین، سادہ مگر پر اثر ہے، جس میں کہیں طنز کی ہلکی سی چٹکی ہے تو کہیں جذبات کی شدت۔ یہ کتاب یادداشتوں کی وہ دھندلی مگر معنویت سے بھرپور تصویریں سامنے لاتی ہے جو قاری کو نہ صرف ماضی میں لے جاتی ہیں بلکہ ایک عہد کی فکری فضا سے بھی روشناس کراتی ہیں۔ ابو الاعجاز کا اندازِ تحریر پختگی، روانی، اور برجستگی سے بھرپور ہے۔ انھوں نے الفاظ کے چناؤ میں بے حد احتیاط برتی ہے، جس سے ان کی علمی و ادبی تربیت کا اظہار ہوتا ہے۔ وہ کہیں بھی قاری کو بوریت کا شکار نہیں ہونے دیتے۔ سادہ زبان کے باوجود تحریر میں ادبی چاشنی نمایاں ہے۔ ''یادوں کی دھول'' نہ صرف ایک خود نوشت ہے بلکہ اردو خاکہ نگاری کی روایت میں ایک اہم اضافہ بھی ہے۔ یہ کتاب اُن افراد کے لیے خاص دل چسپی کا باعث ہے جو اردو ادب، صحافت، اور تحقیق کے میدان میں گہری دل چسپی رکھتے ہیں۔ مصنف نے جن شخصیات، اداروں، اور واقعات کا ذکر کیا ہے، وہ اردو ادب کی تاریخی دستاویز کا درجہ رکھتے ہیں۔ مصنف نے کئی مشہور شخصیات کے خاکے بڑے خلوص اور حقیقت پسندی کے ساتھ پیش کیے ہیں، جن میں نہ تو غیر ضروری مداحی ہے اور نہ ہی کسی قسم کی تلخی۔ یہ توازن ابو الاعجاز کی علمی دیانت داری کا ثبوت ہے۔ ''یادوں کی دھول'' ایک ایسی کتاب ہے جو صرف ماضی کی تصویریں نہیں دکھاتی بلکہ قاری کو یہ سمجھنے میں مدد دیتی ہے کہ ادب، انسان اور سماج کس طرح وقت کے ساتھ بدلتے ہیں، اور ان بدلاؤ کو ایک حساس انسان کس نظر سے دیکھتا ہے۔ یہ کتاب اردو ادب کے سنجیدہ قارئین کے لیے ایک قابلِ قدر تحفہ ہے۔

''ایک یادگار مباحثہ'' (جس کے نتیجے میں دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت معرضِ وجود میں آئی) ''ایک یادگار مباحثہ'' اپنی اوّلین شکل میں گورنمنٹ کالج اوکاڑا کے مجلّے احساس کے ''قائدِ اعظم نمبر'' میں شائع ہوا، جسے بعض اضافوں کے ساتھ حفیظ صدیقی نے ۱۹۸۰ء میں پنجاب پبلشنگ کارپوریشن لاہور سے کتابی شکل میں شائع کروایا۔

کتاب ایک مباحثے کی روداد ہے، جس میں بانی پاکستان اپنے نقطۂ نظر کو مضبوط استدلال کے ساتھ پیش کرتے ہوئے نظر

آتے ہیں۔ دراصل اس کتابچے میں قیامِ پاکستان کے مباحثے کو یادگار مباحثے کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ ایک اور زاویۂ نظر سے یہ فنِ مباحثہ کی کتاب ہے، جس میں قائدِ اعظم جیسے فصیح البیان مقرر کے خطبات کی روشنی میں فنِ مباحثہ کے قواعد و ضوابط، مباحثے کے طریقِ کار، مباحثے کے مختلف منازل و مراحل، ان کے تقاضوں اور ان تقاضوں سے عہدہ بر آ ہونے کے صحیح اور منطقی اسلوب سے قارئین کو روشناس کرایا گیا ہے، میرے ذہن میں اس کتاب کا خاکہ اس طرح ابھرتا ہے:

موضوع ________ تحریکِ پاکستان

مواد ________ قائدِ اعظم کی تقاریر

مقصد ________ نظریۂ پاکستان کی تبلیغ و اشاعت

تکنیک ________ مباحثے کی

ترتیب و پیشکش ________ حفیظ صدیقی کے ذہنِ رسا کا نتیجہ

یہ خاکہ بجائے خود اس کتاب کی عظمت، نُدرت اور اہمیت و افادیت کی قابلِ اعتماد ضمانت ہے۔ جب بانیِ پاکستان قائدِ اعظم محمد علی جناح مرحوم نے ہندوستان کے سیاسی رجحانات، تاریخی عوامل، مسلمانوں کی زبوں حالی، کانگرس کی بدنیتی اور ہندوؤں کی عددی اکثریت جیسے معاملات پر پوری توجہ سے غور و خوض کیا تو مسلمانوں کی بہتری کے لیے ایک الگ اور خود مختار مملکت کا مطالبہ کیا تو دعویٰ کیا کہ:

"برِ صغیر کے مسلمانوں کے لیے ایک الگ، خود مختار اور آزاد وطن ہونا چاہیے"۔

یہ گویا ایک قرارداد تھی، پالیسی کی قرارداد، پورا برِ صغیر بلکہ (پوری دنیا) جلسے کا پنڈال تھی۔ برِ صغیر کے تمام باشندے بلکہ دنیا بھر کے لوگ سامعین تھے۔ قائدِ اعظم مرحوم اس عظیم الشان مباحثے میں گویا قائدِ ایوان کی حیثیت رکھتے تھے اور ان کے ساتھ مسلم لیگی زُعما کی ایک پوری ٹیم تھی۔ دوسری طرف انڈین نیشنل کانگریس گویا حزبِ اختلاف تھی اور گاندھی جی اس کے قائد تھے۔ برطانوی حکومت کو منصف کے فرائض انجام دینے تھے۔ یعنی یہ دیکھنا کہ قائدِ اعظم اپنے اس دعوے میں کس حد تک حق بجانب ہیں اور گاندھی جی اس کی مخالفت میں جو جواز پیش کر رہے ہیں، اس میں کتنا وزن ہے اور اس معرکہ آرا مباحثے کے نتیجے پر برِ صغیر کے کروڑوں مسلمانوں کی تقدیر کا انحصار تھا۔ یہ مباحثہ مدتِ مدید تک جاری رہا۔ فریقین کو بار بار اپنے موقف کی تائید اور مخالفین کے موقف کی تردید کے لیے اسٹیج پر آنا پڑا۔ اس طویل المیعاد مباحثے میں قائدِ اعظم نے بحیثیتِ قائدِ ایوان اپنی پیش کردہ قرارداد کو کس طرح ثابت کیا۔ مخالفین کے دلائل کو کس طرح رد کیا اور

برِ صغیر کے مسلمانوں کے مسائل و معاملات کو حل کرنے کے لیے کس طرح اپنی تجویز کو واحد اور بہترین حل تسلیم کرایا۔ اس کشمکش کا مطالعہ مباحثے کے فن کو سمجھنے کے لیے ایک مکمل اور بہترین مثال کا کام دے سکتا ہے۔ اس مباحثے کی مکمل روداد پیش کرنے کے لیے کئی دفتر درکار ہیں۔ اس مباحثے کو پوری طرح سمجھنے کے لیے اور اس کی جزئیات و تفصیلات سے کماحقہ آگاہی حاصل کرنے کے لیے قارئین کو چاہیے کہ وہ قائدِ اعظم کی سوانح، اس عہد کی سیاسی کشمکش سے متعلق تاریخی کتب اور قائدِ اعظم کے خطبات سے استفادہ کریں۔ یہاں ابو الاعجاز حفیظ صدیقی نے قائدِ ایوان کے موقف کے لیے صرف چند سر سری اشاروں کا سہارا لیا ہے۔ قائد کی تقاریر و بیانات سے اخذ و انتخاب کر کے مباحثے کی شکل میں پیش کرنا مصنف کا نادر اور اچھوتا کارنامہ ہے۔

ابو الاعجاز حفیظ صدیقی نے شعر و ادب اور سیرت کے موضوع پر بھی قلم اٹھایا ہے۔ ان کے تنقیدی مضامین رسالہ جواہر ریز، رسالہ احساس، تخلیق اور ادبِ لطیف میں چھپتے رہے۔ ویسے تو ان کے بے شمار مقالات و مضامین ہیں جن میں ''ایامِ جاہلیت کا عرب معاشرہ''، ''اقبال کا نظریۂ فن''، ''مے خانۂ حافظ''، ''فیض اور حافظ''، ''داستانوں کی خصوصیات''، ''ہزار داستان کا تنقیدی جائزہ''، ''دیومالا اور دیومالائی طرزِ فکر''، ''ترجمے کی نارسائیاں'' شامل ہیں۔

ان کے مقالات، مضامین اور دیباچے مختصر، جامع اور کم سے کم الفاظ میں ایجاز کا بہترین کمال پیش کرتے ہیں لیکن قاری ان کی تحریر کی شگفتگی کی وجہ سے نہ تو تھکن محسوس کرتا ہے اور نہ مکدر ہوتا ہے نہ ان کے بیان سے ملول ہوتا ہے، کیوں کہ بسا اوقات فکری اور عقلی موضوعات کی پیچیدگی بیان کو ژولیدہ اور پیچیدہ بنا دیتی ہے، لیکن ابو الاعجاز حفیظ صدیقی کا تبحّر علمی عبارت کو بھاری نہیں بناتا، بلکہ پیچیدہ سے پیچیدہ موضوعات کو ان کا اسلوبِ بیان شگفتہ، عام فہم، رواں دواں اور سلیس بنا دیتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ زبان پر غیر معمولی قدرت رکھتے ہیں۔ محاورے اور روز مرہ کے دل نشیں استعمال سے بھی واقف ہیں اور معرّب، مفرّس اور مہنّد لفظوں کے مزاج، مذاق اور آہنگ سے بھی انھیں کماحقہ واقفیت ہے اور ان کے استعمال کا انھیں ملکہ ہے۔ غالباً اس کی وجہ تو یہ ہے کہ موصوف کو علمِ لسانیات سے خصوصی شغف رہا ہے۔ علمِ لسانیات کے مبادیات کو محض سائنس کے طور پر جان لینا اور بات ہے اور اسے برتنا بجائے خود ایک علیحدہ علم ہے۔ لفظوں کی اصوات، ان کے مصوتّے اور مصمتّے ہمارے اسلوبیاتی اور ساختیاتی نقادوں کے مذاق کی چیزیں ہیں۔ ابو الاعجاز حفیظ صدیقی لفظوں کے دروبست اور ان کی اصوات کے جمالیاتی فن سے فطری لگاؤ رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی عبارت میں شگفتگی، اُن کے بیان میں خوبصورتی، دل کشی اور جاذبیت پائی جاتی ہے۔ وہ ترسیلِ خیال پر خصوصی توجہ دیتے ہیں اور اظہار مافی الضمیر

میں کسی قسم کی رکاوٹ کو، خواہ وہ خیال ہو یا ادائی کی، حائل نہیں ہونے دیتے۔ یعنی وہ چیز جسے انگریزی زبان میں Clearty of Thought کہتے ہیں، جو انشا پردازی کا جوہرِ اوّل ہے، ان کی تحریروں میں توانائی پیدا کرتا ہے، جس میں استدلال، منطق اور تاریخی شواہد سے کام لیا جاتا ہے۔

مذہبیات، ادبیات، ثقافت، تہذیبِ ادب اور شعر کے ساتھ ساتھ سیرت کے موضوعات پر وہ بے تکلفی سے اظہارِ خیال کرتے ہیں۔ انھیں تاریخ اور اسلامی تاریخ اور فلسفۂ تاریخ سے بھی دل چسپی ہے۔ اخلاقیات اور حسنِ اخلاق سے بھی لگاؤ ہے اور ہر جگہ اعتدال کو ملحوظ رکھ کر افراط و تفریط سے بچ کر اپنے انداز سے اپنی بات کہنے کا انھیں ڈھنگ ہے۔ ابو الاعجاز حفیظ صدیقی کا اسلوبِ نگارش صاف، پُر معنٰی اور شگفتہ ہے۔ عربی و فارسی کے بہت بڑے عالم ہونے کے باوجود ابو الاعجاز حفیظ صدیقی کی عبارت میں ثقاہت جتنی بھی ہو، ثقالت بالکل نہیں۔ ان کے الفاظ دقیق نہیں، دبیز ہیں۔ ان کے جملے پیچیدہ نہیں، تراشیدہ ہیں۔ ان کے بیانات پُر پیچ نہیں، سلیس ہیں۔ ان کی ترکیبوں میں کوئی اغلاق نہیں اور تشبیہیں اشکال سے خالی ہیں۔ فقروں کی دروبست چست ہے اور استعارات و کنایات نہایت واضح ہیں۔ ابو الاعجاز حفیظ صدیقی کی نثر کا رنگ شستہ اور آہنگ رواں ہے۔ اس طرزِ تحریر میں شائستگی بھی ہے اور چاشنی بھی۔ ابو الاعجاز حفیظ صدیقی ”ایک یادگار مباحثہ“ میں ہر نکتہ منطقی اور مدلل انداز میں پیش کرتے ہیں۔ اپنی بات مثالوں اور حوالوں سے ثابت کرتے ہیں، لیکن فقیہِ شہر کی طرح لغت ہائے حجازی کی قارونی کا مظاہرہ نہیں کیا، بلکہ ایک خوش مزاج صوفی کی طرح بڑے دل چسپ اُسلوب سے اپنے موقف کو قاری کے لیے دل نشیں بنایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تحقیق کی ساری خشکی ادب کی شادابی میں بدل جاتی ہے اور تنقید کی صلابت ایک لطافت کے ساتھ آشکار ہوتی ہے۔

پیش لفظ

ابو الاعجاز حفیظ صدیقی

آج سے کوئی بارہ سال ادھر کی بات ہے، میں نے اوزانِ اقبال پر قلم اٹھانے کا ارادہ کیا تھا بلکہ عروض کے نقطۂ نظر سے بانگِ درا کا مطالعہ کر کے کچھ اشارات بھی مرتب کر لیے تھے۔ لیکن بعض مخلص احباب نے مشورہ دیا کہ علمی کساد بازاری کے اس دور میں ایسی خشک کتاب متاعِ کس مخر ہو کر رہ جائے گی۔ اس لیے اس نیک ارادے سے باز آؤ اور اگر دماغ سوزی کا اتنا ہی شوق ہے تو کسی یونیورسٹی سے کوئی اچھا سا موضوع منظور کرا کے، پی۔ ایچ۔ ڈی کے لیے مقالہ لکھ دو۔ میں نے احباب کے اس مشورے کا نصفِ اول منظور کر لیا اور نصفِ ثانی مسترد کر دیا۔ یعنی اوزانِ اقبال پر قلم اٹھانے کا ارادہ بھی ترک کر دیا اور پی۔ ایچ۔ ڈی کے لیے مقالہ بھی نہ لکھا۔ لیکن دل میں یہ خلش سی باقی رہی کہ اوزانِ اقبال کا پروگرام منسوخ کر کے کچھ اچھا نہیں کیا۔ جب حکومتِ پاکستان نے سن ۱۹۷۷ء کو سالِ اقبال قرار دے دیا۔ تو میں نے سوچا کہ چلو چھٹی ہوئی۔ اب کلامِ اقبال سے دل چسپی رکھنے والے اہلِ علم، اقبالیات کے متخصّصین اور حکومت کی مالی اعانت سے چلنے والے اشاعتی ادارے کلامِ اقبال کے ان پہلوؤں کی طرف لازماً متوجہ ہوں گے، جن پر ابھی تک کام نہیں ہُوا۔ چنانچہ کوئی صاحب اوزانِ اقبال پر بھی قلم اٹھائیں گے اور اقبالیات کے ایوان کا یہ گوشہ بھی منور ہو جائے گا۔ لیکن یہ اطمینان عارضی ثابت ہوا۔ جلد ہی معلوم ہو گیا کہ کسی اشاعتی ادارے نے اوزانِ اقبال کو اپنے پروگرام میں شامل نہیں کیا اور اہلِ علم طبقے نے بھی اس موضوع کو درخورِ التفات نہیں جانا۔ بالآخر ''قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند'' کے مصداق میں نے محسوس کیا کہ قدرت کو یہی منظور ہے کہ وہ کام جسے اہلِ علم ہاتھ لگاتے ڈرتے ہیں، ایک طالبِ علم کے ہاتھوں انجام پائے۔ چنانچہ جب قرعہ میرے نام نکل آیا تو میں نے کمرِ ہمت باندھی اور احباب سے تعاون کی درخواست کی۔ انھوں نے کھلے دل سے تعاون کیا یعنی قرار داد کے ذریعے متفقہ طور پر مجھے نا قابلِ اصلاح قرار دیا اور پھر کمال فراخدلی سے مجھے میرے حال پر چھوڑ دیا۔

مری روش سے وہ ہیں غیر مطمئن تو بہت الجھتے رہتے ہیں پر بد دعا نہیں دیتے
یہ میرے حال پہ احباب کی عنایت ہے مرے خلوص کی مجھ کو سزا نہیں دیتے

مختصر یہ کہ میں نے اوزانِ اقبال پر دن رات کام کرنا شروع کیا اور بالآخر اسے پایۂ تکمیل تک پہنچا کے دم لیا۔ کتاب ۱۹۷۷ء ہی میں مکمل ہو گئی تھی۔ میں سمجھتا تھا کہ کتاب مکمل ہو گئی تو کام ختم ہو گیا۔ لیکن معلوم ہوا کہ کام تو اب شروع ہوا ہے۔

کتاب لکھنا تو کوئی کام نہیں، اصل کام تو کسی ناشر کو گھیرنا ہے۔ اور یہ ایک ایسا فن ہے، جس سے یہ خاکسار نا آشنائے محض ہے۔ تب مجھے ذوالفقار احمد تابش یاد آئے۔ وہ کتابوں کی دنیا کے آدمی ہیں۔ میں نے انھیں مفصل خط لکھا۔ اور کام شروع کرنے کو کہا وہ جاپان گئے ہوئے تھے۔ واپس آکر انھوں نے میرے خط کا جواب لکھا۔ فرماتے ہیں: ''آپ کی نئی کتاب۔ ''اوزانِ اقبال'' کی آؤٹ لائن دیکھی۔ ماشاء اللہ آپ نے ایک ایسے موضوع پر قلم اٹھایا ہے جس کی مثال پہلے موجود نہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ کتاب سنجیدہ ادبی حلقوں میں بے حد پسند کی جائے گی''۔

لیجیے، اسے کہتے ہیں سوال از آسماں جواب از ریسماں۔ ارے بھائی میں کہتا ہوں: ''کام شروع کرو''۔ تم کہتے ہو: ''کتاب سنجیدہ ادبی حلقوں میں بے حد پسند کی جائے گی''۔ لیکن دیوانہ بکارِ خویش ہشیار، میں نے بھی اس جملے کی پاداش میں انھیں گھیر لیا۔ چونکہ ذوالفقار احمد تابش خود بھی ایک سنجیدہ ادبی حلقے سے تعلق رکھتے ہیں، بلکہ بذاتِ خود ایک سنجیدہ ادبی حلقہ ہیں، اس لیے میں نے اس موقعے کو غنیمت جانا اور فیصلہ کیا کہ اوزانِ اقبال کا مسوّدہ اس ''حلقے'' تک پہنچا دیا جائے اور اس حلقے سے توقع کی جائے کہ وہ اسے دوسرے سنجیدہ ادبی حلقوں تک پہنچا دے گا۔ میں نے کتاب کا مسودہ تابش صاحب کے حوالے کر دیا۔ تابش صاحب نے تھوڑے ہی عرصے کے بعد یہ خوشخبری سنائی کہ لاہور کا ایک ناشر کتاب چھاپنے پر رضا مند ہو گیا ہے۔ اب میں نچنت ہو کر بیٹھ گیا۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد تابش صاحب نے ایک اور خوشخبری سنائی کہ ایک نسبتاً بڑا اور وقیع تر ادارہ مُصر ہے کہ یہ کتاب انھیں دے دی جائے کیونکہ وہ اس نوعیت کی کتابوں کے بہتر ناشر اور قدردان ہیں۔ تابش صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ اگر مؤخر الذکر ادارے سے کتاب چھپوائی جائے۔ تو اس کی کتابت وطباعت یقیناً بہتر ہو گی۔ تابش صاحب کی باتوں سے اندازہ ہوا کہ وہ خود بھی مؤخر الذکر ادارے کو ترجیح دیتے ہیں۔ چنانچہ میں نے معاملہ کلیتاً انھی کے صواب دید پر چھوڑ دیا اور انھوں نے اپنے اختیارات سے کام لیتے ہوئے اول الذکر ادارے سے کتاب واپس لے کر مؤخر الذکر ادارے کو دے دی۔ یہ غالباً ۱۹۷۸ء کی بات ہے۔ گاہے ماہے مسودے کی خیر وعافیت معلوم ہوتی رہی، حتیٰ کہ ۱۹۸۲ء کا سال شروع ہو گیا۔ آخر ایک دن برادرم اقبال صلاح الدین کی رگِ حمیّت پھڑک اٹھی۔ بولے: ''مسوّدہ کہاں ہے؟''

عرض کیا: ''لاہور میں۔ مؤخر الذکر ادارے کے پاس''۔

تب انھوں نے تابش صاحب سے مل کر کچھ سازباز کی اور مسوّدہ حاصل کر کے اپنی تحویل میں لے لیا۔ چند ماہ اور گزر گئے۔ ۲۰ ستمبر ۱۹۸۲ء کو ملاقات ہوئی تو بولے: ''بہت ہو چکی آوارگی۔ کل سے کام شروع ہو گا''۔

''کیسا کام؟''

''کل سے پروف ریڈنگ شروع ہو گی'' انھوں نے اعلان کیا ''اوزانِ اقبال کی کتابت مکمل ہو چکی ہے'' پروف ریڈنگ سے مجھے بہت الجھن ہوتی ہے جب کہ اقبال صاحب اس صبر آزما اور جانگسل کام کو اتنے خضوع خشوع سے انجام دیتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ چنانچہ گزارش کی کہ ''جب آپ اس کام کو پورے ذوق و شوق سے اور بطریقِ احسن انجام دے سکتے ہیں تو مجھ ہیچ میرز کو کیوں زحمت دیتے ہیں؟'' فرمایا: ''کتاب کی نوعیت کا تقاضا ہے کہ کم از کم دو آدمی مل کر پروف ریڈنگ کریں'' تب مجھے عزیز القدر منظور حسین عباسی یاد آئے۔ وہ جغرافیے کے پروفیسر ہیں، لہٰذا ہر خشک کام میں دل چسپی لینے کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں۔ ان سے تعاون کی درخواست کی، جو انھوں نے بکمال رغبت منظور فرمالی۔ اس طرح پروف پڑھنے کا مرحلہ بھی طے ہو گیا۔

۱۹۷۷ء میں لکھی ہوئی یہ مایوس الاشاعت کتاب بالآخر ملک رب نواز صاحب کی علم دوستی کے طفیل اکتوبر ۱۹۸۲ء میں پریس میں جارہی ہے۔ موصوف موقر اشاعتی ادارے ''شیخ غلام علی اینڈ سنز'' کے مہتممِ مطبوعات ہیں۔ خدا انھیں جزائے خیر دے اور علمی کتب کی سرپرستی کی توفیق و استطاعت عطا فرمائے۔

۳۰، ستمبر ۱۹۸۲ء

اوزانِ اقبال

ڈاکٹر خورشید رضوی
سابق صدر شعبۂ عربی، جی سی یونیورسٹی لاہور

شعر کی تاثیر میں اُس کے آہنگ کو بڑا دخل ہے۔ یہ مطالعہ دل چسپ اور اہم ہے کہ کسی بڑے شاعر کے ہاں کون کون سا آہنگ کس تناسب سے استعمال ہوا ہے۔ اگرچہ شاعرانہ آہنگ محض عروضی اوزان سے عبارت نہیں تاہم عروضی بحور و زحافات کسی شاعر کے آہنگ میں اساسی میلانات کا پتا ضرور دیتی ہیں۔ عروض سے آشنائی اب کم سے کم تر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ لیکن ہر دور میں کچھ لوگ متروک سکّوں کے خریدار بھی ہوتے ہیں۔ ابو الاعجاز حفیظ صدّیقی اِسی کمیاب زُمرے سے تعلق رکھتے تھے۔ انھوں نے تقریباً پچاس سال قبل "اوزانِ اقبال" کے عنوان سے نہایت قابلِ قدر کام کیا، جس میں علاّمہ کے سارے کلام کے اوزان و بحور کے تجزیے کے علاوہ ہر منظومے کی ہیئت کی تعیین بھی کی گئی ہے۔ کتاب کی تبویب میں بڑی محنت صرف ہوئی ہے اور مصنف کے جامع اشارات نے مشمولات سے استفادہ آسان کر دیا ہے۔ کتاب کا نقشِ اول ۱۹۸۳ء میں سامنے آیا تھا۔ اب اُس کی تازہ اشاعت علمی حلقوں کے لیے نویدِ مسرّت ہے۔

اوزانِ اقبال

ڈاکٹر محمد فخر الحق نوری
سابق پرنسپل و صدرِ شعبۂ اردو، اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی، لاہور

اقبال کا متصورہ مردِ مسلمان ہی نہیں، حرفِ شیریں بھی صفتِ سورۂ رحمٰن آہنگ میں یکتا ہے۔ اس یکتائی کے ظہور کرنے میں جہاں لسانی آہنگ کے جملہ لوازم کار فرما ہوئے وہاں فکری مناسبت سے عروضی اوزان و بحور کے انتخاب، ان کی متداول صورتوں کے تتبع اور اس کے علاوہ بعض نظموں کے منتخب مصرعوں میں معنوی ہم آہنگی کے پیشِ نظر ارکان و زحافات کی تکرار میں کیے گئے تصرف و تبدل کے نتیجے میں نو دریافت شدہ شعری سانچوں کے خلاقانہ استعمال نے بھی بے مثال کردار ادا کیا اور شعرِ اقبال کو معجزۂ فن کی لازوال عظمت سے ہم کنار کر دیا۔ یوں کلامِ اقبال میں جوہر و عرض اور روح و جسد کی ناقابلِ تقسیم وحدت پیدا ہو گئی۔

کلامِ اقبال کی اس رمز کو اول اول جن دانش وروں نے شناخت کیا، ان میں ابو الاعجاز حفیظ صدیقی کا نام اس اعتبار سے سرِ فہرست ہے کہ انھوں نے مذکورہ رمز کی تفہیم و تحسین کے لیے ”اوزانِ اقبال“ کے نام سے ایک مستقل کتاب تصنیف کر ڈالی۔ فقہ اکیڈمی کراچی نے اس کم یاب کتاب کی اشاعتِ نو کا اہتمام کر کے قارئینِ اقبال کی خدمت میں نہایت قیمتی ارمغان پیش کر دیا ہے۔

اوزانِ اقبال

پروفیسر ڈاکٹر بصیرہ عنبرین
ڈائریکٹر ادارۂ زبان و ادبیاتِ اردو، پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج، لاہور
سابق ڈائریکٹر اقبال اکادمی، لاہور

علامہ اقبال کی مفکرانہ حیثیت مسلّم ہے۔ وہ اجتہادی بصیرت سے مستفیض تھے اور ایک عظیم مفکر ہونے کے ساتھ ساتھ باکمال فن کار بھی تھے۔ ایک اعلیٰ درجے کے تخلیق کار کے ہاں فکر و فن کا جو مثالی اتصال ہوا کرتا ہے، کہنا چاہیے کہ ادبیاتِ عالم میں کلامِ اقبال اس کی ایک روشن مثال کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ باوجود اس امر کے اقبال شاعر کہلانے سے کہیں زیادہ ایک پیغام بر کے طور پر اپنے کلام کی افادیت افرادِ قوم کے اذہان و قلوب میں راسخ کرنے کے خواہاں تھے۔ یہ بات معلوم ہے کہ فن شعر پر اقبال کی گہری نظر تھی اور بطور ایک جدت پسند شاعر انھوں نے دیگر فنّی کرشمہ کاریوں کے ساتھ ساتھ ہیئت سازی کے متعدد تجربات کیے اور اس دوران میں ایک سے زائد بحروں کو منتخب فرمایا، جو ان کی فنّی ریاضت کی دلیل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اصنافِ سخن اور شعری ہئیتوں میں اقبال کی تخلیقی جدت و جودت قابلِ رشک ہے اور ان کے بعد کی شاعری پر ان تجرباتِ شعری کے گہرے اثرات دیکھے جا سکتے ہیں۔

ابوالاعجاز حفیظ صدیقی کی کتاب ''اوزانِ اقبال'' شعری مطالعاتِ اقبال کی ذیل میں ایک منفرد کتاب ہے، جو ان کی متذکرہ شاعرانہ جولانیوں کا احاطہ کرتی ہے اور صاحبِ کتاب کے گہرے تحقیقی شعور کے ساتھ ساتھ ان کی محنت و ریاضت، علمیت و ذکاوت اور کمال درجے کے ذوقِ شعری کی عکاس ہے۔ گو کہ انھوں نے یہ علمی و تحقیقی منصوبہ 'اقبال صدی' کی مناسبت سے ۱۹۷۷ء میں ترتیب دیا تھا، تاہم ۱۹۸۳ء میں اس کی اشاعت عمل میں آئی اور یہ امر خوش آئند ہے کہ اب کم و بیش چالیس برس کے بعد ہی سہی، یہ دوسری بار زیورِ طبع سے آراستہ ہو رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسی علمی و تحقیقی کتب کا منظرِ عام پر آنا علم و تحقیق کے بے شمار در وا کرتا ہے۔ اس میں کوئی دوسری رائے نہیں کہ حفیظ صدیقی مرحوم لسانی، تحقیقی اور شعری مباحث پر مکمل گرفت رکھتے تھے۔ ان کا ادبی و شعری ذوق، قواعد و عروض سے گہری واقفیت، اصنافِ سخن اور شعری ہئیتوں پر عمیق نظر اور شعری نظام کی دیگر تخلیقی رمزوں سے مکمل آگاہی ایسی خصوصیاتِ عالیہ ہیں جو فی زمانہ تو نایاب ہو چکی ہیں لیکن آغاز ہی سے کمیاب اوصاف میں ہی شمار ہوتی رہی ہیں۔ ''اوزانِ اقبال'' کے مشمولات سے اس امر کی

تائید ہوتی ہے کہ یہ روایتی انداز میں کیا گیا حسابی کتابی اور شماریاتی نوعیت کا کام ہر گز نہیں بلکہ مطالعہ اقبالیات میں سر تا سر علمی، شعری اور تحقیقی روایت کا امین و علم بر دار تحریری سرمایہ ہے۔

''اوزانِ اقبال''میں ابو الاعجاز حفیظ صدیقی نے شعرِ اقبال میں مستعمل تمام تر اوزان (بقیدِ اصنافِ نظم و غزل) کی تعیین کا فریضہ انجام دیا ہے اور ان کے مختلف حصوں میں برتے جانے والے اوزان کے اشتراکات بھی یہاں زیرِ بحث لائے گئے ہیں۔ اس سارے عمل کے دوران میں انھوں نے متعین اوزان و بحور کے انتساب و تسمیہ کی تفہیم کا فریضہ بھی احسن طور پر انجام دیا ہے۔ ان کے ہاں تعیینِ اوزان و بحور کی ذیل میں میکانکی عمل نام کو نہیں، اس کے بر عکس وہ بھر پور شعری و ادبی فضائیں ترتیب دیتے ہیں۔ وہ اپنے قاری کی انگلی تھامے اوزان و بحورِ اقبال کی دل کش دنیا میں کشاں کشاں لیے جاتے ہیں اور بڑی سہولت سے اس بحرِ زخار کی دقیق رمزیں دل میں اتارتے چلے گئے ہیں۔

اس پر طُرّہ یہ کہ حفیظ صدیقی کا تحقیقی اسلوب خالص علمی اور دوٹوک ہونے کے ساتھ ساتھ ابہام اور تصنع کے عیوب سے مُبرّا ہے۔ وہ کمال درجے کی روانی سے بحر و عروض کی مبادیات و اصطلاحات، ارکان و زحافات کی تصریحات، ہیئت و اصناف کی جزئیات اور دیگر شعری مسائل و معاملات سے آشنا کراتے چلے جاتے ہیں۔ مطالعۂ اوزان کے باب میں وہ ہیئت اور صنف کے تعیّن کے مسئلے کی حساسیت سے بھی کماحقہ آگاہ ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ شعری اجتہادات اور شاعر کی ترجیحات اس سلسلے میں کس حد تک اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

زیرِ نظر تصنیف میں حفیظ صدیقی نے شعری عمل کی پیچیدگیوں کو بھر پور لطافت سے پیش کر دیا ہے۔ خواہ وہ عروض کی مبادیات و اصطلاحات ہوں یا اقبال کے ہاں مستعمل کُل اوزان کا تذکرہ یا روایتی و کلاسیکی ہیئتوں کا بیان ہو یا اس سلسلے میں اقبال کی اختراعات، کلامِ اقبال میں متفرق اوزان کی تفاصیل ہوں یا پھر نظم و غزل کے تمام مصاریع پر ان کا اطلاق، بقیدِ وزن مختلف ہیئتوں میں کہی گئی کُل نظمیں ہوں یا غزلیں یا تصنیف وار تذکرۂ ہیئت و صنف یا اس قبیل کے تعیینِ ہیئت کے دیگر مسائل ہوں یا کہ اس حوالے سے علامہ کا منفرد طریق کار، حفیظ صدیقی کی ان سب امور پر گہری نظر ہے اور وہ اپنے نتائج کو مدلل انداز میں پیش کرنے کا قرینہ و سلیقہ بخوبی جانتے ہیں۔ متذکرہ حوالوں سے ان کے پیش کردہ تمام تر علمی و تحقیقی نتائج و ثمرات تفصیلی تذکرے کے ہمراہ اعداد و شمار پر مبنی متفرق کلیدوں، جدولوں، گوشواروں میں ڈھل کر ضمیموں کی صورت میں بھی پیش کر دیے گئے ہیں اور ظاہر ہے کہ اس کا مقصد قاری کو سہولت فراہم کرنا ہے اور اس سارے عمل میں سے تحقیقِ اقبالیات کے در وا کرنا مقدم ہے۔

لطف کی بات یہ ہے کہ اس تحقیق کے نتیجے میں اقبال کے تخلیقی تجربات کا اندازہ بھی ہوتا ہے اور ان کے محبوب اوزان کا سراغ ملتا ہے۔ یہ بھی علم ہوتا ہے کہ علامہ کے اختیار کردہ کم و بیش ۲۵ اوزان میں ان کی پسندیدہ ہیئتیں اور مرغوب اصنافِ سخن کونسی ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ جان کر خوش گوار حیرت ہوتی ہے کہ اقبال نے کس طرح کمال درجے کی خلاقی سے اس قدر خوش آہنگ، متحرک و مترنم، رواں دواں، شستہ و برجستہ اور انقلاب و تحرک پر مبنی بحور و اوزان کا انتخاب کیا اور یوں گویا اصنافِ سخن اور شعری ہیئتوں کے خلاقانہ تجربات سے تخلیقیت کے نئے در وا کر دیے۔

نغمہ ہندی ہے تو کیا، لَے تو حجازی ہے مری!

ڈاکٹر حسن رضا اقبالی
استاذِ ادبیاتِ اردو، گورنمنٹ گریجویٹ کالج، اوکاڑہ

اقبال کا شعری آہنگ کامل، متنوع اور بو قلموں ہے۔ اقبال ہندی نغمہ، عجمی خم اور عجمی مضراب کے بجائے صرف حجازی لے اور عربی نوا پر فخر کرتا ہے۔ اقبال کے کلام میں یہ ارتقا صاف نظر آتا ہے کہ وہ مختصر آسان اور زیادہ مقبول اوزان سے آہستہ آہستہ دور ہوتے جاتے ہیں اور اپنے گہرے افکار کے لیے مشکل دشوار اور رجزیہ قسم کے اوزان کا انتخاب کرتے ہیں۔ اقبال نے کم و بیش تمام بحریں چابک دستی اور پوری مہارت کے ساتھ فارسی اور اردو میں برتی ہیں۔ علامہ اقبال کی شاعری عروضی اعتبار سے نہایت متنوع ہے۔ انھوں نے اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شاعری کی، اور ہر دو میں مختلف بحور (عروضی اوزان) کو نہایت مہارت سے برتا ہے۔ ان کی شاعری میں کلاسیکی بحور کا استعمال بڑی فنی چابک دستی سے ہوا ہے۔ اقبال کے ہاں بحور کا تنوع ان کے عروضی شعور، صوتی جمالیات، اور معنوی تقاضوں کی گہری سمجھ کا مظہر ہے۔

کسی شاعر کے لب و لہجے اور اس کے اسلوب کی تشکیل میں دیگر امور کے علاوہ ان بحور و اوزان کا بھی بڑا دخل ہوتا ہے جنھیں وہ اپنے جذبات کی ترسیل کے لیے اختیار کرتا ہے۔ اگرچہ یہ عمل عموماً غیر شعوری ہی ہوتا ہے تاہم مختلف بحور و اوزان کے انتخاب پسند و ناپسند کا یہ عمل کسی شاعر کے مزاج اور اس کی افتادِ طبع کو سمجھنے میں معاون ہوتا ہے اور اسی طرح کس شاعر کے کلام کا عروضی جائزہ اس کے اسلوب کے ایک مخصوص پہلو کو سمجھنے اور اس کا اسلوبیاتی مطالعہ کرنے میں ہماری مدد کرتا ہے۔ اس سلسلے میں ابو الاعجاز حفیظ صدیقی کی زیرِ نظر تصنیف اوزانِ اقبال شاعر کے مزاج اور اس کے شعری اسلوب کی تفہیم کے کئی در وا کرے گی۔ اوزانِ اقبال اقبال کے پورے کلام کی عروضی تشکیل پر مبنی نہایت اہم اور نادر کتاب ہے جو اس موضوع پر حرفِ آخر کا درجہ رکھتی ہے۔ اوزانِ اقبال پر ابو الاعجاز حفیظ صدیقی کی علمی حیثیت ایک معتبر اور مستند محقق، نقاد، اور عروض و قوافی کے ماہر کی حیثیت سے مسلّم ہے۔ انھوں نے اقبال کے شعری اوزان، بحور، اور فنی ساخت پر گہرا علمی و تحقیقی کام کیا ہے، جو اردو تنقید اور اقبالیات کے سنجیدہ قارئین کے لیے نہایت اہم ہے۔ ابو الاعجاز حفیظ صدیقی نے صرف عروضی تجزیہ پر اکتفا نہیں کیا بلکہ بعض مقامات پر اقبال کے شعری رجحانات، فکری تلازمات اور عروضی تجربات کو فلسفیانہ تناظر میں بھی دیکھنے کی کوشش کی ہے۔ وہ اقبال کی شعری انفرادیت کو محض زبانی کمال نہیں سمجھتے بلکہ

عروضی سطح پر بھی ان کے جدت پسندانہ رجحان کو تسلیم کرتے ہیں۔ ''اوزانِ اقبال'' ایک علمی و ادبی کارنامہ ہے جو فکرِ اقبال کی شعری ہیئت پر نہایت باریک بینی اور محققانہ انداز سے روشنی ڈالتی ہے۔ مصنف نے اس میں اقبال کی شاعری کے عروضی پہلوؤں کو جس حسن وخوبی سے واضح کیا ہے، وہ نہ صرف عروض کے طالب علموں کے لیے ایک رہنما ہے بلکہ اقبال شناسوں کے لیے بھی ایک قیمتی اضافہ ہے۔ ''اوزانِ اقبال'' ہمیں بتاتی ہے کہ اقبال کے اشعار صرف فکری اور فلسفیانہ گہرائی ہی نہیں رکھتے، بلکہ ان کی ساخت اور وزن بھی کلاسیکی اردو شاعری کے اعلیٰ ترین معیار پر پورا اترتے ہیں۔ کتاب میں اقبال کے اشعار کو مختلف بحور میں تقسیم کر کے نہایت سلیقے سے پیش کیا گیا ہے، جس سے قاری پر یہ منکشف ہوتا ہے کہ اقبال نے ہر خیال کے لیے موزوں وزن کا انتخاب کس قدر شعوری طور پر کیا۔ یہ تصنیف ایک طرف عروض کے رموز و نکات سے آگاہ کرتی ہے، تو دوسری طرف اقبال کی فکری بلندیوں کو ناپنے کے لیے ایک نیا زاویہ فراہم کرتی ہے۔ مصنف کی محنت، فنی شعور اور محبتِ اقبال قابلِ داد ہیں۔ ''اوزانِ اقبال'' اردو عَروض اور اقبالیات کے میدان میں ایک اہم سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے اور یہ اردو شعریات کے فہم میں ایک نہایت وقیع اضافہ ہے جو نہ صرف اقبالیات کے سنجیدہ طلبہ کے لیے ایک رہنما ہے بلکہ عروض اور اوزانِ شعر کے رموز سے شغف رکھنے والوں کے لیے بھی ایک علمی نعمت ہے۔ ابوالاعجاز حفیظ صدیقی نے جس باریک بینی، عروضی بصیرت، اور تحقیقی دیانت داری سے علامہ اقبال کے اشعار کے اوزان و بحور کی تحلیل کی ہے، وہ اردو تحقیق میں کم ہی نظر آتی ہے۔ ان کی یہ کاوش اس جانب ایک مؤثر قدم ہے کہ اقبال کے فکری جہان کے ساتھ ساتھ ان کے شعری اسلوب کی فنی پیچیدگیوں کو بھی سمجھا جائے۔ اوزانِ اقبال میں عروضی اصطلاحات کی وضاحت اور ہر بحر کی تفصیل کے ساتھ مثالیں دینا کتاب کو نہایت قابل فہم اور عام فہم قارئین کے لیے بھی مفید بناتا ہے۔ یہ کتاب اس لحاظ سے بھی منفرد ہے کہ اس میں محض عروضی تجزیہ نہیں، بلکہ اقبال کے کلام میں صوتی آہنگ، بحر کے انتخاب اور فکری پیغام کے باہمی تعلق پر بھی بصیرت افروز نکات موجود ہیں۔ ابوالاعجاز حفیظ صدیقی کا قلم علمی وقار اور فنی بلوغت کا آئینہ دار ہے۔ ان کی یہ خدمت اقبالیات کی دنیا میں یقیناً دیرپا اثرات چھوڑے گی اور نئی نسل کے محققین و طلبہ کے لیے رہنمائی کا ذریعہ بنے گی۔

اگر ہم نے پابندیِ عروض کی خلاف ورزی کی تو شاعری کا قلعہ ہی منہدم ہو جائے گا [1]

اقبال

[1] ۔ اقبال نامہ حصہ اوّل ص ۲۸۰

کتاب سے کماحقہٗ استفادہ کرنے کے لیے چند ضروری تصریحات

پروفیسر ابوالاعجاز حفیظ صدیقی

اوزانِ اقبال اور کلیدِ اوزانِ اقبال دونوں میں نمبر شمار کے معنیٰ ہیں: کسی غزل، نظم یا باب کا وہ نمبر جو علّامہ اقبال نے کسی کتاب کی فہرستِ منظومات یا متنِ کتاب میں خود درج کیا ہے۔ اگر نمبر علّامہ اقبال نے نہیں دیا بلکہ ہم نے اپنی سہولت کی خاطر دے لیا ہے، تو اسے عنوان کے خانے میں لکھا ہے، نمبر شمار میں نہیں۔

کلیاتِ اقبال کے نام سے علامہ اقبال کا سارا کلام دو الگ الگ جلدوں میں طبع ہُوا ہے۔ ایک جلد میں سارا اردو کلام اور دوسری جلد میں سارا فارسی کلام۔ لیکن اس میں علامہ اقبال کی نظموں کی وہ ترتیب جو تصانیفِ اقبال کے متعدد ایڈیشنوں کے ذریعے پہلے سے متعارف ہے، پورے طور پر ملحوظ نہیں رکھی گئی۔ اس لیے یہ بتا دینا ضروری ہے کہ میں نے سبھی کتابوں کی اس ترتیبِ منظومات کا لحاظ رکھا ہے جو پہلے سے متعارف ہے۔

اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہیں کہ علّامہ اقبال نے اپنی کسی تصنیف یا اپنی تمام اردو اور فارسی تصانیف میں کسی خاص وزن میں کون کون سی نظمیں کہی ہیں تو اوزانِ اقبال کا باب آپ کی مدد کرے گا۔ اس باب میں وزن بتا کر بقیدِ کتاب ان تمام نظموں کے عنوانات اور مصرع ہائے اولیٰ درج کر دیے گئے ہیں جو اس وزنِ خاص میں لکھی گئی ہیں۔ یعنی اوزانِ اقبال میں علامہ اقبال کی ہر نظم کی نشان دہی اس وزنِ خاص کے تحت کر دی گئی ہے جس کے تحت اسے آنا چاہیے۔ اگر کسی نظم کے مختلف حصّے مختلف اوزان میں ہیں تو ہر حصے کی نشان دہی اس وزنِ خاص کے تحت کر دی گئی ہے جس سے وہ حصّہ عروضی اعتبار سے تعلق رکھتا ہے۔

اگر آپ کسی کتاب کی تمام نظموں کے اوزان سے علی الترتیب آگاہی حاصل کرنا چاہیں تو کلیدِ اوزانِ اقبال کا باب آپ کی مدد کرے گا۔ کلیدِ اوزانِ اقبال میں ہر کتاب کی ترتیبِ منظومات کا لحاظ رکھتے ہوئے ہر نظم کا وزن نمبر بتا دیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر علامہ اقبال نے بانگِ درا کی نظموں کے لیے فہرست میں ۱۴۷ عنوانات قائم کیے ہیں۔ کلیدِ اوزانِ اقبال میں بانگِ درا کے تحت ایک سے ایک سو سینتالیس تک ان نظموں کے نمبر شمار اور عنوانات بالترتیب درج کر کے ان کا وزن نمبر بتا دیا گیا ہے۔ وزن کا نمبر معلوم ہو جانے پر متعلقہ وزن اوزانِ اقبال یا ضمیمہ نمبر ا سے بہ آسانی دریافت کیا جا سکتا ہے۔

اگر آپ کسی خاص نظم کا وزن معلوم کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو پہلے کلیدِ اوزانِ اقبال سے رجوع کرنا ہو گا جہاں کتاب وار

ہر نظم کا وزن نمبر بتا دیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر آپ پیامِ مشرق کی نظم "کرِمِ کتابی" کا وزن معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ پیامِ مشرق کی فہرست میں اس کا نمبر ۱۸ ہے۔ کلیدِ اوزانِ اقبال میں پیامِ مشرق کے تحت اٹھارہویں نمبر پر آپ کو یہ اندراج ملے گا۔

نمبر شمار	نظم کا عنوان	وزن نمبر
۱۸	کرمِ کتابی	۱۴

وزن نمبر معلوم ہو جانے پر متعلقہ وزن اوزانِ اقبال یا ضمیمہ نمبر ا سے بہ آسانی دریافت کیا جا سکتا ہے۔ اگر ہیئت بھی دریافت کرنا مطلوب ہو تو باب اوزانِ اقبال میں وزن نمبر ۱۴ کے تحت پیامِ مشرق سے رجوع کیجیے۔

اگر کسی نظم میں دو یا دو سے زیادہ وزن استعمال ہوئے ہیں تو کلیدِ اوزانِ اقبال میں ان دو یا دو سے زیادہ وزنوں کے نمبر مذکور ہیں تا کہ قاری اوزانِ اقبال میں ان سے رجوع کر سکے۔ مثال کے طور پر ارمغانِ حجاز کی اردو نظم "عالمِ برزخ" کے مختلف حصوں میں تین مختلف وزن استعمال ہوئے ہیں۔ کلیدِ اوزانِ اقبال میں اس عنوان کے سامنے تینوں وزنوں کے نمبر درج ہیں۔

اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہیں کہ علامہ اقبال نے اپنی کسی تصنیف میں کون کون سے اور کل کتنے وزن استعمال کیے ہیں تو کلیدِ اوزانِ اقبال کا باب آپ کی مدد کرے گا۔ تاہم آپ کو زحمت سے بچانے کے لیے کتاب کے آخر میں ایک گوشوارہ ضمیمہ نمبر ۲ بھی شامل کر دیا گیا ہے۔ ضمیمہ نمبر ۳ میں یہ بتایا گیا ہے کہ کون سا وزن علامہ اقبال کی کون کون سی تصانیف میں استعمال ہُوا ہے۔

اگر کسی نظم کا عنوان خود علامہ اقبال نے نہیں دیا تو کلیدِ اوزانِ اقبال میں نظم کے مصرعِ اولیٰ کو نظم کا عنوان فرض کر لیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر بانگِ دِرا حصہ اول کے آخر میں تیرہ غزلیات آئی ہیں۔ ان غزلیات کا نمبر فہرست میں ۵۰ درج ہے۔ لیکن اس نمبر کے تحت یہ تیرہ غزلیں ہیں جن پر نہ نمبر دیا گیا ہے نہ عنوان۔ کلیدِ اوزانِ اقبال میں آپ کو نمبر شمار ۵۰ کے تحت ان تیرہ غزلوں کے مصرع ہائے اولیٰ علی الترتیب درج کیے ہوئے ملیں گے۔ اور ہر مصرعے کے سامنے اس غزل کا وزن نمبر درج ہو گا۔ اگر آپ اپنے نسخۂ بانگِ دِرا کی ان غزلوں پر علی الترتیب نمبر درج کر لیں تو مزید سہولت ہو جائے گی۔ اسی طرح پیامِ مشرق کی فہرستِ مطالب میں آخری عنوان "خردہ" ہے جس پر نمبر شمار ۸۰ درج ہے۔ اس عنوان کے تحت چھوٹی بڑی سولہ نظمیں ہیں۔ چنانچہ کلیدِ اوزانِ اقبال میں "نمبر شمار ۸۰ خردہ" کے تحت ان سولہ نظموں کے مصرع ہائے اولیٰ علی الترتیب درج کر کے ان کا وزن نمبر الگ الگ بتا دیا گیا ہے۔ اگر آپ اپنے نسخۂ پیامِ مشرق میں ان سولہ نظموں پر ایک

سے سولہ تک نمبر لگا لیں تو کسی نظم کا وزن تلاش کرنے میں مزید سہولت ہو جائے گی۔

جہاں علّامہ اقبال نے کسی غزل کے عنوان کے طور پر لفظِ غزل درج کیا ہے وہاں کلیدِ اوزانِ اقبال میں بھی لفظِ غزل (اور اگر نمبر دیا گیا ہے تو نمبر بھی) درج کرنے کے بعد پہلا مصرع درج کیا گیا ہے۔

اوزانِ اقبال اور کلیدِ اوزانِ اقبال دونوں میں ابواب کے عنوانات بھی ''نظم کا عنوان'' کے خانے میں درج کر دیے گئے ہیں۔ مگر نظم کے عنوانات سے ممیز کرنے کے لیے ان کے نیچے دو لکیریں لگا دی گئی ہیں۔ اگر پورا باب ایک ہی وزن میں ہے تو کلیدِ اوزانِ اقبال میں اس کے سامنے وزن بھی درج کر دیا گیا ہے۔ اور اگر کسی باب کی منظومات مختلف اوزان میں ہیں تو ذیلی عنوانات دے کر یا ذیلی عنوانات کی عدم موجودگی میں ہر نظم کا پہلا مصرع دے کر اس کا وزن نمبر بتا دیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر ارمغانِ حجاز کے باب ''حضورِ حق'' کی منظومات ایک ہی وزن میں ہیں۔ اس لیے کلیدِ اوزانِ اقبال میں ہر نظم کا وزن الگ الگ بتانے کی ضرورت نہ تھی۔ جب کہ ملّا زادہ ضیغم لولابی کشمیری کا بیاض ایسا باب ہے جس کی نظمیں مختلف اوزان سے تعلق رکھتی ہیں۔ چنانچہ ہر نظم کا نمبر اور پہلا مصرع دے کر اس کے وزن نمبر کی نشان دہی کر دی گئی ہے۔

اگر علامہ اقبال کی کسی تصنیف میں وزن نمبر ۹ یعنی بحرِ ہزج مسدس محذوف مقصور کے وزن میں دو دو شعر پر مشتمل چند قطعات یا دو بیتیاں مسلسل آگئی ہیں تو کتاب کی ضخامت بڑھ جانے کے ڈر سے اوزانِ اقبال میں ہر دو بیتی یا قطعے کا پہلا مصرع دے کر اس کا وزن بتانے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ بلکہ عنوان کے خانے میں ایک نوٹ دے دیا گیا ہے کہ اس کتاب میں اس مقام پر اتنی دو بیتیاں یا قطعات مسلسل آئے ہیں اور پہلی دو بیتی یا قطعے کا پہلا مصرع درج کر دیا گیا ہے۔

اگرچہ کلیدِ اوزانِ اقبال میں ہیئت کا ذکر نہیں کیا گیا لیکن اگر آپ کسی خاص نظم کی ہیئت معلوم کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو پہلے کلیدِ اوزانِ اقبال ہی سے رجوع کرنا ہو گا۔ جہاں کتاب وار ہر نظم کا وزن نمبر بتایا گیا ہے۔ مثال کے طور پر آپ بانگِ درا کی نظم خضرِ راہ کی ہیئت معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ فہرستِ بانگِ درا میں اس نظم کا نمبر ۱۴۴ ہے۔ کلیدِ اوزانِ اقبال میں نمبر ۱۴۴ کے تحت آپ کو یہ اندراج ملے گا۔

نمبر شمار	نظم کا عنوان	وزن نمبر
۱۴۴	خضرِ راہ	۱

اب اوزانِ اقبال میں وزن نمبر ۱ کے تحت بانگِ درا کا حصّہ دیکھیے۔ نمبر شمار ۱۴۴ کے تحت آپ کو یہ اندراج مل جائے گا۔

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
۱۴۴	خضرِ راہ	ترکیب بند	ساحلِ دریا پہ میں اک رات تھا محوِ نظر
			(نوٹ: بیش تر بند مطلعے سے عاری ہیں)

اگر کسی نظم کے مختلف حصوں میں مختلف ہیئتوں سے کام لیا گیا ہے تو اوزانِ اقبال میں آپ کو ہر حصّے کی ہیئت کا ذکر الگ الگ مل جائے گا۔ مثال کے طور پر بالِ جبریل کی نظم ”یورپ سے ایک خط“ میں قطعہ اور مثنوی دو ہیئتیں استعمال ہوئی ہیں۔ اوزانِ اقبال میں اس نظم کے ساتھ اس امر کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ کون سا حصہ کسی ہیئت میں ہے۔

جن نظموں کو ہیئت کے اعتبار سے نظمِ جدید کہا گیا ہے ان کے ساتھ ہیئت کے خانے میں ہیئت نمبر بھی درج ہے۔ ہیئت کے ان مختلف نمبروں کی تفصیل آپ کو ”نظمِ جدید (کلامِ اقبال میں ہیئت کے چند اور تجربے)“ میں ملے گی۔ یہ مضمون بابِ اول (تعینِ ہیئت) کا ایک حصّہ ہے۔

اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہیں کہ علّامہ اقبال نے اپنی کسی تصنیف میں کون کون سی اور کل کتنی ہیئتوں سے کام لیا ہے تو ضمیمہ نمبر ۴ آپ کی مدد کرے گا۔ اس ضمیمے میں کتاب وار ہیئتوں کا ذکر کر دیا گیا ہے۔

اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہیں کہ علّامہ اقبال کی مختلف تصانیف میں بقیدِ وزن مختلف ہیئتوں میں کہی ہوئی نظموں کی تعداد کیا ہے تو ضمیمہ نمبر ۵ آپ کی مدد کرے گا۔ اس ضمیمے میں پچیس جدولیں ہیں جو کلامِ اقبال میں استعمال ہونے والے پچیس اوزان سے علی الترتیب متعلق ہیں۔ ہر جدول اس وزنِ خاص کی حد تک پورے کلامِ اقبال کا احاطہ کرتی ہے۔

اگر آپ تصنیف وار مختلف ہیئتوں میں آنے والی نظموں کی تعداد معلوم کرنا چاہیں تو ضمیمہ نمبر ۶ آپ کی مدد کرے گا۔ یہ جدول تصنیف وار اور ہیئت وار پورے کلام کو محیط ہے۔

اگر آپ بقیدِ وزن مختلف ہیئتوں کے تحت آنے والی نظموں کی کل تعداد معلوم کرنا چاہیں تو ضمیمہ نمبر ۷ آپ کی مدد کرے گا۔ یہ جدول گویا ضمیمہ نمبر ۵ کی پچیس جدولوں کا خلاصہ ہے۔

اگر کسی کتاب میں مختلف مقامات پر دو نظمیں ایسی آ گئی ہیں جن کا عنوان ایک ہے تو رفعِ التباس کی غرض سے نظم کے عنوان کے ساتھ کتاب کا صفحہ نمبر بھی درج کر دیا گیا ہے۔ مثلاً پیامِ مشرق میں مختلف مقامات پر ”کرمکِ شب تاب“ کے عنوان سے دو نظمیں آئی ہیں۔ دونوں کے ساتھ صفحہ نمبر بھی درج کر دیا گیا ہے۔ جاوید نامہ، اَسرارِ خودی، رموزِ بے خودی، مثنوی پس چہ باید کرد اور مثنوی مسافر کے اوزان اور کلیدِ اوزان میں بعض مقامات پر صفحہ نمبر اس لیے درج کرنا پڑا ہے کہ

یہ طویل مثنویاں ہیں لیکن ان کے ضمن میں بعض اشعار دوسرے اوزان اور ہیئتوں میں بھی آگئے ہیں۔ عام قاری کے لیے انھیں تلاش کرنا بہت مشکل ہے کیونکہ بعض ضمنی عنوانات کے تحت دوسرے اوزان بھی آگئے ہیں۔ اور یہ عنوانات فہرست میں مذکور نہیں۔ بعض اوقات کسی ضمنی عنوان کے بغیر ہی ایک یا چند شعر دوسرے وزن میں آگئے ہیں۔ چنانچہ صفحے کا نمبر دیے بغیر قاری سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ مثنوی میں ان اشعار کو ڈھونڈ نکالے گا۔ اسی طرح بعض اور صورتوں میں بھی کسی تصنیف کا صفحہ نمبر حسبِ ضرورت درج کر دیا گیا ہے۔

جاوید نامہ، اسرارِ خودی، رموزِ بے خودی، گلشنِ رازِ جدید، پس چہ باید کرد اور مثنوی مسافر طویل مثنویاں ہیں لیکن تنوع کے فطری تقاضے کے تحت علامہ اقبال نے ان مثنویوں میں دیگر اوزان اور ہیئتوں کے اشعار بھی کہیں کہیں شامل کر دیے ہیں۔ اصل وزن اور ہیئت کو نمایاں کرنے کی غرض سے اوزانِ اقبال میں ہیئت کے گرد اور کلیدِ اوزانِ اقبال میں وزن کے گرد دائرہ بنا دیا گیا ہے اور حسبِ ضرورت وضاحت بھی کر دی گئی ہے۔

زبورِ عجم حصہ اول میں غزلیات کا نمبر شمار متداول ایڈیشنوں میں بہت سی غلطیوں کا شکار ہوا ہے۔ غزل نمبر ۲۴ کے بعد غزل نمبر ۲۵ ہونی چاہیے۔ یہاں ۳۵ درج ہے۔ خیر یہ ۲۵ ہے۔ اس کے بعد ۲۶ سے ۲۹ تک سلسلہ نمبر درست ہے۔ اس کے بعد آنے والی غزل کا نمبر ۳۰ ہونا چاہیے مگر اس پر ۴۰ درج ہے اور دس کا یہ فرق غزل نمبر ۳۶ تک چلتا ہے۔ جس پر ۴۶ درج ہے۔ ۳۶ کے بعد غزل نمبر ۳۷ سے پھر سلسلہ نمبر درست ہو جاتا ہے اور ۴۲ تک ٹھیک چلتا ہے۔ اس کے بعد ۴۳ کے بجائے ۵۳ درج ہے اور دس کا یہ فرق حصہ اول کی آخری غزل یعنی غزل نمبر ۵۶ تک چلتا ہے۔ جس پر سلسلہ نمبر ۶۶ درج ہے۔ حصہ دوم میں پہلے ایک شعر ہے اور پھر ایک غزل جو کسی سلسلہ نمبر کی حامل نہیں۔ آگے باقاعدہ سلسلہ نمبر شروع ہو جاتا ہے۔ سلسلہ نمبر ۱۵ کے بجائے غلطی سے ۱۳ درج کر دیا گیا ہے۔ اپنے نسخۂ زبورِ عجم پر ان اغلاط کی تصحیح کر لیں۔ اس کے بعد اوزانِ اقبال کے نمبروں سے رجوع فرمائیں۔

بالِ جبریل کی غزلیات کو خود علّامہ اقبال نے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا حصہ سولہ غزلیات پر مشتمل ہے اور علّامہ اقبال نے ان پر باقاعدہ سلسلہ نمبر درج کیا ہے۔ اس کے بعد غزلیات کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے جو اکسٹھ غزلیات پر مشتمل ہے۔ ان غزلوں پر بھی علی الترتیب ایک سے اکسٹھ تک سلسلہ نمبر درج ہے۔ لیکن علّامہ اقبال نے غزلیات کے ان دو حصوں کو حصہ اول یا حصہ دوم جیسے کسی نام سے موسوم نہیں کیا۔ چنانچہ یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ غزل حصہ اوّل میں ہے یا حصہ دوم میں، اوزانِ اقبال میں غزل کے سلسلہ نمبر کے نیچے ۱ یا ۲ درج کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ $\frac{۱۵}{۱}$ کے معنی ہیں۔ حصہ اول کی

پندرھویں غزل اور $\frac{۴۲}{۲}$ کے معنی ہیں حصہ دوم کی بیالیسویں غزل۔

کلامِ اقبال میں دوسرے شعرا کے جو اشعار ضمناً آ گئے ہیں۔ انھیں بعض صورتوں میں کلامِ اقبال سے الگ کر کے شمار کرنا ممکن نہ تھا۔ تضمین کی صورت میں تو وہ شعر اس طرح جزوِ کلام ہو جاتا ہے کہ اسے الگ شمار کرنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ بعض صورتوں میں کسی مستعار شعر کو الگ کرنا ہیئت میں بگاڑ پیدا کرتا ہے۔ چنانچہ ایسی تمام صورتوں کے لیے یکساں طریقِ کار یہی ہو سکتا تھا کہ انھیں اقبال کے اشعار کے ساتھ ہی شمار کیا جائے۔ تاہم بعض مقامات پر حسبِ ضرورت نوٹ دے کر وضاحت کر دی گئی ہے کہ یہ شعر یا اشعار علّامہ اقبال کے نہیں۔

بابِ اول

تعینِ ہیئت

اس باب میں وہ ہیئتیں زیرِ بحث آئی ہیں جو علامہ اقبال نے استعمال کی ہیں۔ پہلے ان ہیئتوں کا ذکر ہے جو علامہ اقبال کو شعرائے متقدمین سے ادبی ورثے میں ملیں اور انھوں نے ان ہیئتوں کو بلا تغیر یا کسی جزوی تغیر کے ساتھ استعمال کیا۔ جیسے غزل، قصیدہ، قطعہ، رباعی، ترکیب بند اور مستزاد وغیرہ۔ پھر ان ہیئتوں کا ذکر ہے جو علامہ اقبال کے اپنے قابلِ اعتماد ادبی شعور اور تربیت یافتہ ذوقِ جمال کا نتیجہ ہیں۔ ان ساری جدید ہیئتوں کے لیے ہم نے نظمِ جدید کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ البتہ انھیں ایک دوسرے سے ممیز کرنے کے لیے انھیں الگ الگ نمبر دے دیے گئے ہیں۔ ہر ہیئت کے تعارف میں اس امر کی کوشش بھی کی گئی ہے کہ وہ حدود اور خط و خال واضح ہو جائیں جن کی بدولت وہ ہیئت دوسری ہیئتوں سے ممیز ہوتی ہے۔ چنانچہ اس باب میں تعینِ ہیئت کے اہم مسائل بھی زیرِ بحث آ گئے ہیں۔

مسائل اور طریقِ کار

اس کتاب میں اصناف کے بجائے ہیئتوں سے بحث کی گئی ہے۔ قارئین اور ناقدین سے گزارش ہے کہ لفظِ ہیئت کو پورے طور پر سمجھ لیں۔ اور اسے صنف کے ساتھ گڈ مڈ نہ کریں۔ اصناف کا ذکر جہاں کہیں بھی آیا ہے ضمنی طور پر آیا ہے۔ ہیئت کا تعلق نظم کے خارجی پیکر سے ہے اگر کسی نظم کا خارجی پیکر مثنوی کا ہے۔ تو وہ حمد ہو یا نعت، مرثیہ ہو یا ساقی نامہ، اسے مثنوی قرار دے دیا گیا ہے۔ میں نے کلامِ اقبال میں سے ایسی چار ہیئتیں بھی دریافت کی ہیں جنھیں اصناف نہیں کہا جا سکتا۔ یہ ہیئتیں حسبِ ذیل ہیں۔

۱۔ قطعہ بتصریعِ شعرِ اول

۲۔ غزل + بیتِ مصرّع

۳۔ قصیدہ + بیتِ مصرّع

۴۔ قطعہ + بیتِ مصرّع

اگر اصناف زیرِ بحث ہوتیں تو ساقی ناموں کے لیے الگ خانہ بنایا جاتا اور بالِ جبریل کا ساقی نامہ اس خانے میں رکھا جاتا۔ مرثیے کے لیے الگ خانہ بنایا جاتا اور بانگِ درا کی نظم ''داغ'' اس خانے میں رکھی جاتی لیکن چونکہ بحث اصناف سے نہیں ہیئتوں سے ہے اور بالِ جبریل کا ساقی نامہ باقاعدہ ساقی ناموں کی طرح مثنوی کی ہیئت میں ہے اس لیے اسے مثنوی کی ذیل میں رکھا گیا ہے اور بانگِ درا کی نظم ''داغ'' کو بھی مثنوی کے تحت رکھا گیا ہے کیونکہ وہ اسی ہیئت میں ہے۔ غرض یہ کہ اس کتاب میں جہاں کہیں بھی لفظِ ہیئت استعمال ہوا ہے، اس کے معنٰی ہیں کسی نظم کا وہ خارجی پیکر جو نظامِ قوافی، مصرعوں یا بندوں کی تعداد، مصرعوں کے طول کی یکسانیت یا عدمِ یکسانیت، کسی مصرعے یا شعر کی تکرار اور کسی وزنِ خاص کی شرط و غیرہ سے معین ہوتا ہے۔

غزل یا قصیدہ؟

تعینِ ہیئت کے اس طریقِ کار میں غزل اور قصیدے کا مسئلہ خاصا اُلجھا ہوا ہے۔ اس سلسلے میں پہلا اہم سوال یہ ہے کہ قصیدے کو رباعی، قطعہ، مخمس اور مسدس کی طرح بلحاظِ ہیئت قصیدہ کہا جاتا ہے یا حمد، نعت، مرثیہ وغیرہ کی طرح بہ لحاظِ

معانی؟ یہ سوال اس لیے پیدا ہُوا کہ عوام الناس قصیدے اور مدح کو لازم و ملزوم جانتے ہیں یعنی عام تصوّر یہ ہے کہ قصیدہ مدحیہ نظم کو کہتے ہیں اور ہر مدحیہ نظم کو قصیدہ کہا جاسکتا ہے، یہ ایک غلط تصور ہے۔ کیونکہ شعرا نے مدح کے لیے رباعی، قطعہ، مخمس اور مسدس کی ہیئتیں بھی اپنائی ہیں۔ اور ان رباعیوں، قطعوں، مخمسوں اور مسدسوں کو مدحیہ ہونے کے باوجود قصیدے نہیں کہا جاسکتا۔ انھیں رباعی، قطعہ، مخمس یا مسدس ہی کا نام دیا جائے گا۔ دوسری طرف قصیدے کے لیے بھی یہ ضروری نہیں کہ وہ مدحیہ ہی ہو۔ عشق و محبت، جنگ و جدل، گلہ و معذرت، اخلاق و حکمت اور ہجو و رِثا جیسے موضوعات کے لیے قصیدے کے دروازے کھلے ہیں۔ چنانچہ قصیدہ اور مدح لازم و ملزوم نہیں۔ قصیدہ ایک شعری ہیئت کا نام ہے۔ بالفاظِ دیگر حمد، نعت اور مرثیہ وغیرہ کے برعکس اور رباعی، قطعہ، مخمس اور مسدس کی طرح قصیدہ بھی اردو، فارسی اور عربی شاعری کی ایک ہیئت ہے۔ قصیدے کی ہیئت میں حسبِ ذیل امور شامل ہیں۔

۱۔ مطلع: قصیدے کا پہلا شعر مطلع کہلاتا ہے۔ اس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں۔

۲۔ قصیدے کے باقی اشعار میں مصرع ہائے ثانی میں قافیہ ہوتا ہے یعنی مصرع ہائے ثانی مطلع کے مصرعوں سے ہم قافیہ ہوتے ہیں۔ مصرع ہائے اولیٰ میں قافیہ ہونا لازم نہیں۔

۳۔ قصیدے کے لیے کسی خاص وزن کی شرط نہیں۔

یہی باتیں غزل کے بارے میں بھی کہی جاسکتی ہیں۔ مقطع غزل میں بھی ہو سکتا ہے اور قصیدے میں بھی لیکن مقطعے کا ہونا نہ قصیدے کے لیے لازم ہے نہ غزل کے لیے۔ تعدادِ اشعار بھی فیصلہ کن ثابت نہیں ہوتی۔ قصیدے کے لیے کم از کم اشعار کی تعداد بعض حضرات نے پندرہ، بعض نے بیس اور بعض نے پچیس مقرر کی ہے۔ ادھر غزل میں اگرچہ بیش تر نقادوں کے نزدیک کم از کم پانچ اشعار کا ہونا لازم ہے لیکن زیادہ سے زیادہ اشعار کے لیے کوئی قطعی حد مقرر نہیں۔ چنانچہ پندرہ پندرہ، بیس بیس اور پچیس پچیس اشعار کی غزلیں شعرا کے ہاں بکثرت موجود ہیں پھر ایک مسئلہ یہ ہے کہ اس خاص ہیئت میں تین یا چار شعر کی کوئی نظم ہو تو اسے نہ قصیدہ کہا جاسکتا ہے نہ غزل۔ کیونکہ غزل کے لیے کم از کم پانچ اور قصیدے کے لیے کم از کم پندرہ شعر کا ہونا لازم ہے۔ البتہ ایک بات ممکن ہے یعنی ایسی نظم کی ہیئت کو ہم قصیدے کی ہیئت کہہ سکتے ہیں۔ چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا ہے۔

ہیئت کے اس محدود تصور میں جو خارجی پیکر سے متعلق ہے، معانی سے بحث نہیں ہو سکتی۔ تاہم بحث کی تکمیل کی خاطر اس نقطۂ نظر سے بھی زیرِ بحث مسئلے پر نظر ڈالی جاسکتی ہے۔ مجھے ایک بار پھر یہ بات کہنے کی اجازت دیجیے کہ غزل کا

نظامِ قوافی قصیدے کے نظامِ قوافی سے پوری طرح مطابقت رکھتا ہے۔ چنانچہ ۱۱+۱+۱+۱+۱ کے نظامِ قوافی میں لکھی ہوئی کسی نظم کو باعتبارِ ہیئت قصیدہ بھی کہا جا سکتا ہے اور غزل بھی۔ اور یہ اشتباہ اس وقت بالخصوص زیادہ شدید ہو جاتا ہے جب کسی نظم کے مطالب بھی کسی فیصلے پر پہنچنے میں معاون ثابت نہ ہوں۔ چونکہ قصیدے کی تشبیب میں ہر طرح کے مضامین کی گنجائش موجود ہے اور غزل کے دروازے بھی ہر طرح کے موضوعات کے لیے وا رہے ہیں اس لیے جیسی باتیں غزل میں کہی جاتی ہیں ویسی ہی باتیں قصیدوں میں بھی کہی گئی ہیں۔ تشبیب سے قطعِ نظر (کہ وہ تو ہے ہی غزل کا دوسرا نام) قصیدے میں فکر و فلسفے کی جو گنجائش موجود ہے۔ اس سے اکثر بڑے شعرا نے فائدہ اٹھایا ہے۔ چنانچہ ایسی غزلوں اور قصیدوں کی معنوی فضا ہی نہیں مفاہیم و مطالب بھی بسا اوقات ہم رنگ ہوتے ہیں۔ جو فکر و فلسفے کا آہنگ رکھتی ہے۔ فیضی، نظیری، عرفی اور غالب کے فارسی قصیدوں میں ایسے اشعار بہ کثرت موجود ہیں جنھیں فلسفیانہ غزل اپنی معراج قرار دے سکتی ہے۔ اقبال فکر و فلسفے کے شاعر ہیں۔ چنانچہ ان کا فلسفیانہ آہنگ ان کی نظموں میں بھی موجود ہے۔ اور ان کی غزلوں میں بھی۔ مسلسل غزل کی صورت میں یہ اشتباہ دو چند ہو جاتا ہے۔ اگر اقبال کی غزلیں جرأت، مومن، داغ یا جلال کے رنگ میں ہوتیں تو فیصلہ بہت آسان ہوتا تاہم عشقیہ واردات اور معاملہ بندی کی باتوں پر مشتمل نظموں کو جو قصیدے کے فارم میں لکھی ہوئی ہوں بہ آسانی غزل قرار دے سکتے تھے۔ لیکن اقبال کی کسی نظم کو بہ آسانی غزل نہیں قرار دیا جا سکتا کیونکہ معنوی فضا، مفاہیم و مطالب اور ہیئت کے اعتبار سے ان نظموں کو اگر غزل کہا جا سکتا ہے تو انھیں قصیدہ کہنے میں بھی کوئی امر مانع نہیں۔ عام طور پر یہ فرض کر لیا جاتا ہے کہ اگر شاعر نے نظم کا عنوان نہیں دیا اور اس کا نظامِ قوافی غزل یا قصیدے کا ہے تو اسے غزل قرار دے دینا چاہیے۔ یہ بات ایک حد تک درست ہے۔ لیکن اقبال کی بعض غزلیں ایسی بھی ہیں جو دو مختلف مجموعوں میں آئی ہیں۔ ایک جگہ عنوان دیا ہے۔ دوسری جگہ عنوان نہیں دیا۔ مثال کے طور پر زبورِ عجم حصہ دوم میں ایک غزل آئی ہے جس کا مطلع ہے۔

فروغِ مشتِ خاک از نوریاں افزوں شود روزے
زمیں از کوکبِ تقدیرِ او گردوں شود روزے

یہی غزل جاوید نامہ میں نغمۂ ملائک کے عنوان سے درج ہے۔ اسی طرح زبورِ عجم حصہ دوم کی ۵۲ ویں غزل جاوید نامہ میں ”توبہ آوردن زنِ رقاصۂ عشوہ فروش“ کے عنوان کے تحت گوتم کی تقریر کے ایک جزو کے طور پر بھی پیش کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں علامہ اقبال کی بعض غزلیں ایسی بھی ہیں جو مطلع نہیں رکھتیں۔ خیر ایسی غزلوں کو غزل بلا مطلع کہا جا سکتا

ہے۔ لیکن ان غزلوں کا کیا کیجیے گا جن کا آخری شعر بیتِ مصرّع ہے اور اس کے لیے الگ قوافی استعمال کیے گئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسی غزل کو ہیئت کے اعتبار سے غزل نہیں کہا جا سکتا۔ مثلاً زبورِ عجم حصہ اول کی بارہویں اور سینتالیسویں غزل اور حصہ دوم کی پینسٹھویں غزل کا آخری شعر بیتِ مصرّع ہے اور الگ قوافی میں ہے۔ (میں نے ایسی غزلوں کے لیے ہیئت کے خانے میں غزل + بیتِ مصرع کے الفاظ درج کیے ہیں) کہنا یہ مقصود ہے کہ ان دقّتوں کے پیشِ نظر میں نے کسی نظم کو اسی صورت میں غزل قرار دیا ہے۔ جب اسے قصیدہ کہنے کا کوئی جواز موجود نہ ہو اور لفظِ قصیدہ کو اس لیے ترجیح دی گئی ہے کہ بحث ہیئت سے ہے اور غزل کی ہیئت بجائے خود قصیدے سے مستعار ہے۔

قطعہ

قطعے کے لغوی معنیٰ ٹکڑے کے ہیں۔ قطعے میں قوافی کی ترتیب غزل یا قصیدے کے مطابق ہوتی ہے یعنی تمام اشعار کے مصرع ہائے ثانی ہم قافیہ ہوتے ہیں۔ لیکن غزل اور قصیدے کے برعکس قطعے میں مطلع نہیں ہوتا۔ قطعے کے لیے کم از کم دو شعروں کا ہونا لازم ہے۔ زیادہ سے زیادہ اشعار کی کوئی قید نہیں۔ البتہ غزل کی طرح قطعے کا طول بھی دس بارہ شعروں تک ہی مناسب سمجھا جاتا ہے۔ زین العابدین موتمن نے تحولِ شعرِ فارسی میں خاقانی کے تین طویل قطعات کا ذکر کیا ہے جن میں سے پہلا ترپن اشعار پر، دوسرا اسّاٹھ اشعار پر اور تیسرا باسٹھ اشعار پر مشتمل ہے۔ ان قطعات کے موضوعات قصائد کے عام موضوعات ہیں: ایک امیر کے انعام واکرام کا تذکرہ، وعظ و حکمت اور مدح وستائش۔ اگر ہر قطعے کا پہلا شعر بصورتِ مطلع ہوتا تو یہ اچھے خاصے قصائد تھے لیکن اس قسم کی مثالیں مستثنیات ہیں۔ کیونکہ قطعے کا رجحان ہر دور میں اختصار ہی کی جانب رہا ہے۔ بہرکیف قصیدے اور قطعے کی ہیئتوں کے درمیان حدِّ فاصل یہی ہے کہ قصیدے میں مطلع ہوتا ہے جب کہ قطعے میں مطلع نہیں ہوتا۔

قطعہ بتصریعِ شعرِ اوّل

علّامہ اقبال کے کلام میں دس ایسے قطعات شامل ہیں جو دو دو شعروں پر مشتمل ہیں لیکن ان کا پہلا شعر بصورتِ بیتِ مصرّع ہے یعنی ان قطعات میں رباعی کی طرح پہلے مصرعے میں بھی قافیہ آیا ہے۔ اگر یہ نظمیں بحرِ ہزج مثمن کے اوزان اخرب واخرم میں ہوتیں تو انھیں رباعی کہا جاتا اور اگر بحرِ ہزج مسدس محذوف یا مقصور میں ہوتیں تو انھیں دوبیتی کا نام دیا جا سکتا تھا، لیکن یہ نظمیں نہ رباعی کے وزن میں ہیں نہ دوبیتی کے وزن میں اس لیے ان کی ہیئت کو ظاہر کرنے کے لیے ہم نے قطعہ بتصریعِ شعرِ اوّل کی اصطلاح وضع کی ہے قطعۂ مصرّع کہنا اس لیے مناسب نہیں سمجھا کہ رباعی کے سلسلے میں مصرّع کا لفظ تیسرے

مصرعے میں قافیہ کی موجودگی کو ظاہر کرتا ہے۔ جب کہ یہاں پہلے مصرعے میں قافیہ کی موجودگی کا اظہار مقصود ہے۔
(نوٹ: خیال رہے کہ ہم نے قصیدے کی ہیئت کو تین شعر کی کم از کم حد سے تسلیم کیا ہے)

دوبیتی

اگرچہ دوبیتی کا لفظ عام طور پر رباعی ہی کے لیے استعمال ہوتا رہا ہے۔ لیکن اب بقول زین العابدین موتمن (تحولِ شعرِ فارسی ص:۹۹ تا ص:۱۰۴) رباعی اور دوبیتی میں فرق پیدا ہو گیا ہے اور دوبیتی نے رباعی سے الگ اپنی جداگانہ اور مستقل حیثیت حاصل کرلی ہے۔ اس قسم کی دوبیتی کو پرانے زمانے میں فہلوی اور جمع کی صورت میں فہلویات کہا جاتا تھا۔ علمی مراکز کی ادبی فارسی کے مقابلے میں اس کی لسانی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں فارسی کے علاقائی لہجوں اور عوامی بولیوں سے کام لیا جاتا تھا۔ باباطاہر عریاں کی دوبیتیاں خاصی مشہور ہیں۔

دوبیتی بحرِ ہزج مسدس محذوف یا مقصور میں لکھی جاتی ہے۔ بہار مرحوم (ڈاکٹر ذبیح اللہ صفا نے گنجِ سخن میں اور فتح اللہ مجتبائی نے ترجمۂ تاریخِ ادبیاتِ ایران میں دوبیتی کے بارے میں لگ بھگ یہی باتیں کہی ہیں۔ ابو الاعجاز) کی تحقیق کے مطابق یہ وزن ساسانی شعری اوزان میں سے ہے جو اسلامی تمدن کے دور میں بعض اصلاحات سے گزر کر عروضی قالب میں ڈھل گیا ہے۔ دوبیتی کا وزن حسبِ ذیل ہے:

مفاعیلن مفاعیلن فعولن (یا مفاعیل) دوبار

رباعی کی طرح دوبیتی میں بھی پہلے، دوسرے اور چوتھے مصرعے کا ہم قافیہ ہونا ضروری ہے، چنانچہ ہم نے بھی علّامہ اقبال کی ایسی نظموں کو جو حسبِ ذیل شرطوں پر پوری اترتی ہیں، دوبیتی کے تحت شمار کیا ہے۔

۱۔ وزن: مفاعیلن مفاعیلن فعولن یا مفاعیل (دوبار)

۲۔ طول: دو شعر یا بالفاظِ دیگر چار مصرعے۔

۳۔ نظامِ قوافی: ۱۱+۱ (یعنی پہلا، دوسرا اور چوتھا مصرع ہم قافیہ)

رباعی

رباعی کی ہیئت حسبِ ذیل قواعد و شرائط کی پابند ہے:

۱۔ رباعی صرف چار مصرعوں پر مشتمل ہوتی ہے۔

۲۔ پہلا، دوسرا اور چوتھا مصرع لازماً ہم قافیہ ہوتے ہیں۔ تیسرے مصرعے میں قافیہ ضروری نہیں۔ تیسرے مصرعے

میں قافیہ موجود نہ ہو تو ایسی رباعی خصّی یا غیر مصرّع کہلاتی ہے۔ اور اگر چاروں مصرعوں میں قافیہ ہو تو ایسی رباعی کو مصرّع کہیں گے۔

۳۔ رباعی کے لیے بحرِ ہزج مثمن کے اوزان اخرب و اخرم مقرر ہیں جو تعداد میں چوبیس ہیں۔ بارہ اوزان کا تعلق بحرِ ہزج کے دائرۂ اخرب الصّدر والابتداء سے ہے اور بارہ کا تعلق دائرۂ اخرم الصّدر والابتداء سے۔ رباعی انھی اوزان میں کہی جاتی ہے۔

۴۔ رباعی کے لیے یہ ضروری نہیں کہ سارے مصرعے ایک ہی وزن میں ہوں۔ رباعی کے چار مصرعے چار مختلف اوزان میں لکھے جاسکتے ہیں۔ شرط یہ ہے کہ چاروں اوزان بحرِ ہزج کے مقررہ چوبیس اوزان میں سے ہوں۔ بعض سخت گیر نقادوں نے اخرب اور اخرم اوزان کو ایک رباعی میں جمع کرنا جائز نہیں سمجھا۔ یعنی وہ چاہتے ہیں کہ ایک رباعی میں یا اوزانِ اخرب سے کام لیا جائے یا اوزانِ اخرم سے۔ لیکن رباعی گو شعرا نے اوزانِ اخرب اور اوزانِ اخرم کو الگ الگ رکھنے کی یہ پابندی قبول نہیں کی۔ علّامہ اقبال کے کلام میں صرف دو رباعیاں ملتی ہیں۔ ایک اردو میں ہے جو بانگِ درا میں شامل ہے اور دوسری فارسی میں جو پیامِ مشرق میں آئی ہے۔ علّامہ اقبال نے رباعی کے چوبیس اوزان میں سے صرف دو استعمال کیے ہیں۔ اور دونوں کا تعلق اوزانِ اخرب الصّدر والابتداء سے ہے۔

مثنوی

مثنوی اردو فارسی شاعری کی ایک معروف ہیئت ہے۔ مثنوی میں دو دو مصرعے باہم مُقفّٰی ہوتے ہیں یا یوں کہیے کہ ہر شعر بیتِ مصرّع ہوتا ہے اور ہر شعر کے قافیے الگ ہوتے ہیں۔ یعنی کوئی شعر قافیے کے اعتبار سے کسی دوسرے شعر یا مصرعے کا تابع نہیں ہوتا۔ مثنوی میں قوافی کا نظام حسبِ ذیل ہوتا ہے:

__________ ا

__________ ا

__________ ب

__________ ب

__________ ج

__________ ج علیٰ ہذا القیاس

مثنوی میں اشعار کی تعداد پر کوئی پابندی نہیں۔ فردوسی کا شاہنامہ مثنوی میں ہے اور ساٹھ ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔ غزل اور قصیدے کے برعکس مثنوی ہر وزن میں نہیں کہی جا سکتی۔ اس کے لیے سات بحریں مقرر کر دی گئی ہیں جو حسبِ ذیل ہیں:

ا۔ بحرِ متقارب مثمن محذوف الآخر یا مقصور الآخر یعنی فعولن فعولن فعولن فعل یا فعول (دو بار) شاہنامۂ فردوسی، بوستانِ سعدی اور میر حسن کی مثنوی سحر البیان اسی وزن میں ہیں۔ علّامہ اقبال کا ساقی نامہ (بالِ جبریل) اسی وزن میں ہے۔ اس وزن اور مثنوی کی ہیئت میں دس چھوٹی چھوٹی نظمیں بھی علامہ اقبال کے کلام میں موجود ہیں۔

ب۔ بحرِ ہزج مسدس محذوف الآخر یا مقصور الآخر یعنی مفاعیلن مفاعیلن فعولن یا مفاعیل (دو بار) غنیمت کنجاہی کی مثنوی نیرنگِ عشق اسی وزن میں ہے۔ علّامہ اقبال کی مثنوی گلشنِ رازِ جدید بھی اسی وزن میں لکھی گئی ہے۔

ج۔ بحرِ ہزج مسدس اخرب مقبوض محذوف الآخر یا مقصور الآخر یعنی مفعول مفاعلن فعولن یا مفاعیل (دو بار) گلزارِ نسیم اسی وزن میں ہے۔ یہ وزن علامہ اقبال نے مثنوی کی ہیئت میں چند چھوٹی نظموں کے لیے استعمال کیا ہے۔ مثال کے طور پر بانگِ درا کی چار نظمیں چاند اور تارے، ایک شام، تنہائی اور دو ستارے مثنویاں ہیں۔ اور اسی وزن میں ہیں۔

د۔ بحرِ خفیف مسدس مخبون محذوف الآخر یا مقصور الآخر معنی فاعلاتن مفاعلن فعلن یا فعلان (دو بار) میر تقی میر کی مثنوی دریائے عشق اور قلق کی طلسمِ الفت اسی وزن میں ہیں۔ علّامہ اقبال نے اس وزن میں جہاں تک مثنوی کی ہیئت کا تعلق ہے صرف ایک نظم کہی ہے جو بانگِ درا میں ''ایک گائے اور بکری'' کے عنوان سے شامل ہے۔

ہ۔ بحرِ رمل مسدس محذوف الآخر یا مقصور الآخر یعنی فاعلاتن فاعلاتن فاعلن یا فاعلان (دو بار) مثنوی مولانا روم اسی وزن میں ہے۔ منظوماتِ اقبال میں سے اسرارِ خودی، رموزِ بے خودی، بندگی نامہ، جاوید نامہ، پس چہ باید کرد اور مثنوی مسافر اسی وزن میں ہیں۔ طویل مثنویوں کے لیے یہ وزن علامہ اقبال کا مرغوب ترین وزن ہے۔

و۔ بحرِ رمل مسدس مخبون محذوف الآخر یا مقصور الآخر یعنی فعلاتن (یا فاعلاتن) فعلاتن فعلن (یا فعلان) دو بار۔ غلام امام شہید کی نغمۂ عشق اسی بحر میں ہے۔ علامہ اقبال نے یہ وزن مطلق استعمال نہیں کیا۔

ز۔ بحرِ سریع مسدس محذوف الآخر یا مقصور الآخر یعنی مفتعلن مفتعلن فاعلن یا فاعلان (دو بار) نظامی کی مخزن الاسرار اسی وزن میں ہے۔ یہ وزن بھی کلامِ اقبال میں موجود نہیں۔

شعرا نے دوسرے اوزان میں بھی مثنویاں کہی ہیں۔ جامیؔ نے سات بحروں میں مثنویاں کہی ہیں۔ سعادت یار خاں رنگیں نے قدرتِ کلام کے اظہار کے لیے گیارہ بحروں میں مثنوی کہی ہے۔ زین العابدین موتمن تو مثنوی کے لیے اوزان کی تخصیص ہی کے منکر ہیں۔ لکھتے ہیں:

”مثنوی مقیّد بہ وزنِ مخصوصی نیست ولے عموماً اوزانِ کوتاہ وخفیف برائے آں اختیار می کنند“۔ ۱

علّامہ اقبال نے بھی بعض چھوٹی چھوٹی نظمیں مثنوی کے نظامِ قوافی میں مگر مثنوی کے اوزان سے ہٹ کر دوسرے اوزان میں کہی ہیں۔ مثال کے طور پر رمل مثمن محذوف یا مقصور مثنوی کا مسلّمہ وزن نہیں لیکن علامہ اقبال نے اس وزن میں پچیس نظمیں مثنوی کی ہیئت میں کہی ہیں۔

مُسَمَّط

مسمّط تسمیط سے بنا ہے جس کے لغوی معنٰی ہیں موتی پرونا اور شاعری کی اصطلاح میں مسمّط کے معنٰی ہیں وہ نظم جو تین تین، چار چار، پانچ پانچ، چھے چھے، سات سات، آٹھ آٹھ، نو نو یا دس دس مصرعوں پر مشتمل دو یا دو سے زیادہ بندوں کی شکل میں لکھی جائے۔ مسمّط میں بندِ اول کے تمام مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں۔ بعد میں آنے والے ہر بند کے مصرعے (سوائے مصرعِ آخر کے) پہلے بند سے مختلف قافیے رکھتے ہیں۔ مگر آپس میں متحد القوافی ہوتے ہیں۔ آخری مصرع بندِ اول کے ساتھ ہم قافیہ ہوتا ہے۔ ہر بند میں مصرعوں کی تعداد برابر ہوتی ہے۔ ہر بند تین مصرعے کا ہو تو اسے مثلث کہیں گے۔ ہر بند چار مصرعے کا ہو تو اس ہیئت کو مربّع کہا جائے گا۔ ہر بند پانچ مصرعوں پر مشتمل ہو تو اسے مخمس کہیں گے۔ (اگر ہر بند میں پانچویں مصرعے کی تکرار ہو یعنی بندِ اول کا پانچواں مصرع ہر بند کے آخر میں پانچویں مصرعے کے طور پر بعینہٖ دہرا دیا جائے تو اسے مخمس ترجیع بند کا نام دیا جائے گا)۔ کسی مسمّط کا ہر بند چھے مصرعوں کا ہو تو اسے مُسَدَّس، سات مصرعوں کا ہو تو مُسَبّع، آٹھ مصرعوں کا ہو تو مثمن، نو مصرعوں کا ہو تو مُتَسَّع اور دس مصرعوں کا ہو تو اسے مُعَشَّر کہیں گے۔

۱۔ تحولِ شعرِ فارسی ص۱۰۵

نقشہ ملاحظہ ہو:

مسمّط کی اقسام اور ان کا نظامِ قوافی

بند	مثلّث	مربع	مخمس	مسدّس	مسبع	مثمن	متسع	معشر	وضاحت
پہلا بند	ا ا ا	ا ا ا ا	ا ا ا ا ا	ا ا ا ا ا ا	ا ا ا ا ا ا ا	ا ا ا ا ا ا ا ا	ا ا ا ا ا ا ا ا ا	ا ا ا ا ا ا ا ا ا ا	تمام مصرعے ہم قافیہ
دوسرا بند	ب ب ا	ب ب ب ا	ب ب ب ب ا	ب ب ب ب ب ا	ب ب ب ب ب ب ا	ب ب ب ب ب ب ب ا	ب ب ب ب ب ب ب ب	ب ب ب ب ب ب ب ب	آخری مصرع بندِ اول کے ساتھ ہم قافیہ باقی مصرعے الگ قافیے میں مگر باہم متحد القوافی

							ا	ب ا	
تیسرا بند	ج ج ا	ج ج ج ا	ج ج ج ج ا	ج ج ج ج ج ا	ج ج ج ج ج ج ا	ج ج ج ج ج ج ج ا	ج ج ج ج ج ج ج ج ا	ج ج ج ج ج ج ج ج ج ا	آخری مصرع بندِ اول کے ساتھ ہم قافیہ باقی مصرعے الگ قافیے میں مگر باہم متحد القوافی

مسمّط علّامہ اقبال کی پسندیدہ ہیئت نہیں۔ مسمّط کی ان آٹھ اقسام میں سے علّامہ اقبال نے صرف مثلث، مربع اور مخمس سے کام لیا ہے۔ پورے کلامِ اقبال میں صرف چار مسمّط آئے ہیں جن میں سے ایک مثلث ہے۔ ایک مربع (جو بندِ اول سے عاری ہے) اور دو مخمس ہیں۔ کلامِ اقبال میں ایک مخمس ترجیع بند بھی ملتا ہے اگر اسے بھی شامل کر لیا جائے تو مسمّط کی مختلف ہیئتوں میں کہی ہوئی نظموں کی تعداد پانچ تک پہنچ جائے گی۔ مسدس کی ہیئت میں علامہ اقبال نے کوئی نظم نہیں کہی البتہ دو نظمیں فقر (بالِ جبریل) اور رومی (ضربِ کلیم) مسدس کے بندِ اول کی ہیئت میں موجود ہیں جنھیں ہم نے نظمِ جدید ہیئت نمبر ے میں شمار کیا ہے۔ مسبّع کی ہیئت میں علامہ اقبال نے کوئی نظم نہیں کہی۔ البتہ مسبع کے بندِ اول کی ہیئت میں ایک نظم موجود ہے۔ یہ نظم ارمغانِ حجاز کی نظم عالمِ برزخ کا ایک حصّہ ہے جو زمین کے ذیلی عنوان کے تحت آیا ہے۔ اسے ہم نے نظمِ جدید ہیئت نمبر ۸ قرار دیا ہے۔

مسدس ترکیب بند

مسدس اس نظم کو کہتے ہیں جو چھے چھے مصرعوں کے بندوں کی شکل میں لکھی جائے۔ پہلے بند کے تمام مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں بعد میں آنے والے ہر بند کے پہلے پانچ مصرعے الگ قافیہ رکھتے ہیں اور باہم متحد القوافی ہوتے ہیں جب کہ چھٹا مصرع بندِ اول کے ساتھ ہم قافیہ ہوتا ہے جیسا کہ مسمط کے بیان میں ذکر ہوا۔ مسدس کی صحیح ہیئت یہی ہے۔ لیکن اردو شاعروں نے مسدس کے نظامِ قوافی میں ایک ایسا تغیر کیا ہے جو اردو شاعری کو بہت راس آیا ہے۔ اس بدلی ہوئی ہیئت میں مسدس کا نظامِ قوافی یہ ہوتا ہے:

پہلا بند ________ ا

________ ا

________ ا

________ ا

________ ب

________ ب

________ ج

________ ج

________ ج

________ ج

________ د

________ د علیٰ ہذا القیاس

یعنی پہلے چار مصرعے متحد القوافی کہے جاتے ہیں اور پھر دو مصرعے الگ قافیے میں بصورتِ بیتِ مصرّع کہہ کر ان پر اضافہ کر دیے جاتے ہیں۔ اس طرح چھے مصرعوں کا ایک بند مکمل ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں کوئی بند اپنے کسی قافیے کے لیے کسی دوسرے بند کا محتاج یا تابع نہیں ہوتا۔ نجم الغنی رامپوری نے بحر الفصاحت میں اس قسم کے مسدس کو مسمّط کی ایک قسم ماننے سے انکار کیا ہے۔ دراصل اس قسم کے مسدس کو مسدس ترکیب بند کہنا ہی مناسب ہے۔ اردو میں مسدس

کے بجائے مسدس ترکیب بند کی ہیئت ہی زیادہ متعارف ہے اور عام طور پر مسدس ترکیب بند ہی کو مسدس کہہ دیا جاتا ہے۔ انیس و دبیر کے بیش تر مراثی، حالی کا مسدس مد و جزرِ اسلام اور امانت لکھنوی کے واسوخت، مسدس ترکیب بند ہی کی ہیئت میں لکھے گئے ہیں۔ علامہ اقبال کو شروع شروع میں مسدس ترکیب بند سے بہت دل چسپی تھی مگر یہ دل چسپی کم ہوتے ہوتے بالکل ختم ہو گئی۔ بانگِ درا کے حصہ اول میں حسبِ ذیل نو نظمیں مسدس ترکیب بند کی ہیئت میں لکھی گئی ہیں:

۱۔ ہمالہ	۲۔ گلِ رنگیں	۳۔ عہدِ طفلی
۴۔ مرزا غالب	۵۔ ابرِ کوہسار	۶۔ آفتابِ صبح
۷۔ شاعر ص۵۳ (نظم نمبر ۲۹)	۸۔ موجِ دریا	۹۔ نالۂ فراق

بانگِ درا کے دوسرے حصّے میں کوئی مسدس ترکیب بند موجود نہیں۔ تیسرے حصے میں صرف حسبِ ذیل تین مسدس آئے ہیں:

۱۔ وطنیت

۲۔ شکوہ

۳۔ جوابِ شکوہ

بانگِ درا کے سوا کسی اور مجموعے میں علامہ اقبال نے کوئی نظم اس ہیئت میں نہیں لکھی۔

ترکیب بند

ترکیب بند علامہ اقبال کی مرغوب ہیئتوں میں شامل ہے۔ اپنی شاعری کے پہلے ہی دور میں انھیں ترکیب بند کی اہمیت کا احساس ہو گیا تھا چنانچہ بانگِ درا میں بہت سے ترکیب بند موجود ہیں۔ مثال کے طور پر بانگِ درا کی حسبِ ذیل نظمیں ترکیب بند کی ہیئت میں لکھی گئی ہیں: تصویرِ درد، عشق اور موت، ستارہ، پرندے کی فریاد، جگنو، نیا شوالہ، چاند، شاعر ص۲۳۵، حضور رسالتِ مآب میں، طلوعِ اسلام۔

لیکن یہ بات خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ بعض دوسری ہیئتوں کے برعکس ترکیب بند سے علامہ اقبال کی دل چسپی اپنی شاعری کے آخری دور تک برقرار رہی۔ ''محاورہ مابینِ خدا و انسان'' اور ''محاورۂ علم و عشق'' پیامِ مشرق میں شامل ہے اور ترکیب بند کی ہیئت میں لکھی گئی ہیں۔ بالِ جبریل کی دو نہایت مشہور نظمیں ذوق و شوق اور مسجدِ قرطبہ بھی اسی ہیئت میں لکھی گئی ہیں۔ ارمغانِ حجاز علامہ اقبال کا آخری مجموعۂ کلام ہے جو ان کی وفات کے بعد منظرِ عام پر آیا۔ اس مجموعے میں بھی ''مسعود مرحوم'' جیسا ترکیب بند شامل ہے۔

علامہ اقبال نے ترکیب بند کی ہیئت میں بعض دل چسپ اور مفید تجربے بھی کیے ہیں۔ اصناف کے خارجی پیکر یعنی ان کے نظامِ قوافی کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دینے والے حضرات ان تجربات کو مقررہ ہیئت سے انحراف کی مثالیں قرار دیں گے لیکن ہر قابلِ قدر تجربہ روایت کے کسی جز سے انحراف ہی کے بعد وجود میں آتا ہے۔ علامہ اقبال روایت اور تجربے کے رشتوں سے پوری آگہی رکھتے ہیں۔ وہ ایسے تجربات کے حق میں نہیں جو روایت کا رشتہ چھوڑ کر وجود میں آئیں یا روایت کے صالح اور پائدار عناصر کے تسلسل کو منقطع کر دیں اور اس طرح روایت آشنا ذہن کے لیے ناقابلِ فہم ہو جائیں۔ قارئینِ ادب کے ذوق میں ایسا فوری تغیر لانے کی کوئی کوشش کہ وہ اپنے ورثے کو یکسر فراموش کر کے نئے تجربے کی اہمیت کو تسلیم کر لیں۔ اور اس سے محظوظ ہو سکیں، کامیاب نہیں ہو سکتی۔ ادب کی دنیا میں ہیئت کے وہی تجربات زندگی پاتے ہیں جن میں جدت طرازی کی کوشش کے ساتھ ساتھ روایت کا احترام بھی موجود ہو۔ چنانچہ ہیئت کے کامیاب اور قابلِ قدر تجربے ہمیشہ ہیئت کے پرانے اصولوں میں کسی قطع و برید، کسی حک و اضافے، یا کسی پیوند کاری کے عمل سے وجود میں آتے ہیں۔ تجربہ خلا میں معلق نہیں رہ سکتا۔ اسے پیر ٹکانے کے لیے بہر حال زمین کی ضرورت ہے۔ (یورپی زبانوں کی سی نظمِ آزاد جو وزن اور قافیہ دونوں سے عاری ہو ہمارے ہاں پروان نہ چڑھ سکی اور جب تک وزن کا اہتمام نہیں کیا گیا قارئین نے اسے نظم تسلیم نہیں کیا۔ البتہ جب وزن کی شکل میں نظمِ آزاد کے تجربے کو روایت کی زمین میسر آ گئی تو نظمِ آزاد نے بھی

اصنافِ سخن میں اپنا مقام حاصل کر لیا)۔ علامہ اقبال کو اس امر کا گہرا احساس ہے کہ تجربہ روایت سے کٹ جائے تو ابلاغ میں بہت سی پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور قارئین کا حلقہ متخصّصینِ ادب تک سمٹ آتا ہے۔ علامہ اقبال تو اپنے افکار کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے کے لیے بے تاب تھے اس لیے وہ اس قسم کا کوئی خطرہ مول نہیں لے سکتے تھے۔ چنانچہ انھوں نے مروجہ اصنافِ سخن کے خارجی پیکر میں ایسے تغیرات پر اکتفا کیا جو اظہار و ابلاغ میں معاون ثابت ہوں اور قاری کا روایت آشنا ذہن انھیں آسانی سے قبول کر لے۔ ترکیب بند کی ہیئت میں انھوں نے جو تجربے کیے ہیں۔ ان کی تفصیل میں جانے سے پیش تر یہ جان لینا ضروری ہے کہ ترکیب بند کی اصل ہیئت کیا ہے۔

ترکیب بند میں دو یا دو سے زیادہ بند قصیدے (یا غزل) کی ہیئت میں لکھے جاتے ہیں۔ ہر بند ایک بیتِ مصرّع (مطلع) اور نئے قافیے کے ساتھ شروع ہوتا ہے تمام بندوں میں اشعار کی تعداد بالعموم برابر ہوتی ہے اور ہر بند کے آخر میں ایک بیتِ مصرّع یا بالفاظِ دیگر دو مقفیٰ مصرعے اسی وزن مگر الگ قافیے میں لکھ کر لگا دیے جاتے ہیں۔ اس شعر کو بیتِ واسطہ کہتے ہیں چنانچہ ترکیب بند میں قوافی کا نظام یہ ہو گا:

پہلا بند

________ ا

________ ا

________ x

________ ا

________ x

________ ا

________ x

________ ا

________ x

________ ا

________ ب

________ ب

دوسرا بند ________ ج

________ ج

________ x

________ ج

________ x

________ ج

________ x

________ ج

________ x

________ ج

________ د

علیٰ ہذا القیاس ________ د

اگر شاعر چاہے تو ابیات واسطہ کو جو مذکورہ بالا نقشے میں ب ب د د سے ظاہر کیے گئے ہیں۔ متحد القوافی بھی لکھ سکتا ہے۔

علامہ اقبال نے ترکیب بند کی اس مخصوص ہیئت میں جو تغیرات روا رکھے ہیں۔ ان کے نتیجے میں ترکیب بند کی حسبِ ذیل صورتیں وجود میں آئی ہیں:

(ا) قصیدہ + بیتِ مصرّع (صرف ایک بند)

________ ا

________ ا

________ x

________ ا

________ x

________ ا

________ x

________ ا

________ x

________ ا

________ ب

________ ب

گویا نظم، قصیدے کے نظامِ قوافی کی پابند ہے لیکن آخر میں دو مقفیٰ مصرعے الگ قوافی میں اضافہ کیے گئے ہیں۔ بالفاظِ دیگر آخر میں ایک شعر بصورتِ بیتِ مصرّع شامل کر دیا گیا ہے۔ ترکیب بند کے لیے کم از کم دو بند شرط ہیں لیکن یہاں ایک بند پر نظم کی تکمیل ہو گئی ہے۔ یہ گویا ترکیب بند کا ایک بند ہے اگر ایسا ہی ایک اور بند اس نظم پر اضافہ کر دیا جائے تو یہ ہیئت با قاعدہ ترکیب بند کی صورت اختیار کر جائے گی۔ مثال کے طور پر علامہ اقبال کی حسبِ ذیل نظمیں اسی ہیئت میں ہیں:

پیامِ صبح (بانگِ درا)	رام (بانگِ درا)
محبت (بانگِ درا)	جہانِ عمل (پیامِ مشرق)
زہد اور رندی (بانگِ درا)	حضرتِ انساں (ارمغانِ حجاز)
ہمدردی (بانگِ درا)	اوزانِ اقبال میں اس ہیئت کو ہم
طلبۂ علی گڑھ کے نام (بانگِ درا)	قصیدہ + بیتِ مصرّع قرار دیں گے۔

یہ امر بھی دل چسپی سے خالی نہیں کہ علامہ اقبال کو ایک بند کا یہ ترکیب بند کچھ ایسا مرغوب ہے کہ بعض اوقات وہ با قاعدہ غزل کے آخر میں ایک بیتِ مصرّع الگ قافیوں میں لے آتے ہیں اور اس طرح غزل بھی اس قسم کے ترکیب بند کے دائرے میں آ جاتی ہے۔ مثال کے طور پر زبورِ عجم کے حصّہ اول کی بارہویں غزل کا مطلع ہے:

ایں جہاں چیست؟ صنم خانۂ پندارِ من است

جلوۂ او گروِ دیدۂ بیدارِ من است

پندار، بیدار، پرکار، افکار، اسرار، زنّار اور تار قافیے ہیں اور ''من است'' ردیف ہے لیکن غزل کے آخر میں حسبِ ذیل بیتِ مصرّع لا کر اسے ایک بند کا ترکیب بند بنا دیا گیا ہے:

اے من از فیضِ تو پایندہ، نشانِ تو کجاست ایں دو گیتی اثرِ ماست، جہانِ تو کجاست

اسی طرح سینتالیسویں غزل (جس پر غلطی سے نمبر ۵۷ درج ہے)۔ اس مطلع سے شروع ہوتی ہے:

خاور کہ آسماں بہ کمندِ خیالِ اوست از خویشتن گسستہ و بے سوز آرزوست

سات شعر غزل کی ہیئت میں کہنے کے بعد حسبِ ذیل بیتِ مصرّع لائی گئی ہے یعنی غزل کا اختتام اس آٹھویں شعر پر ہوتا ہے:

ساقی بیار بادہ و بزمِ شبانہ ساز
ما را خراب یک نگہٗ محرمانہ ساز

زبورِ عجم کے حصّہ دوم کی پینسٹھویں غزل کا بھی یہی حال ہے۔ مطلع یہ ہے:

بہ نگاہِ آشنائے چو درونِ لالہ دیدم ہمہ ذوق و شوق دیدم ہمہ آہ و نالہ دیدم

اور آخر میں یہ بیتِ مصرع لائی گئی ہے:

نہ بہ ماست زندگانی! نہ زماست زندگانی!
ہمہ جاست زندگانی! ز کجاست زندگانی!

بالِ جبریل کی پانچویں غزل بھی اسی ہیئت میں لکھی گئی ہے۔ اوزانِ اقبال میں اس ہیئت کو ہم، غزل + بیتِ مصرّع قرار دیں گے۔

(ب) قطعہ + بیتِ مصرّع (صرف ایک بند)

یہ ہیئت مذکورہ بالا ہیئتِ (ا) سے صرف اس اعتبار سے مختلف ہے کہ اس میں مطلع نہیں ہوتا (مطلع ہوتا تو یہ ہیئت باقاعدہ ترکیب بند کے ایک بند سے مماثل ہو جاتی)۔ اس کا نظامِ قوافی یہ ہے:

________ x
________ ا
________ x
________ ا
________ x
________ ا
________ x

______ ا

______ x

______ ا

______ ب

______ ب

گویا نظم قطعے کے نظامِ قوافی کی پابند ہے لیکن آخر میں دو مصرعے بصورتِ بیتِ مصرّع الگ قوافی میں اضافہ کر دیے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر اقبال کی حسبِ ذیل نظمیں اسی ہیئت میں لکھی گئی ہیں:

ارتقا (بانگِ درا)
عید پر شعر لکھنے کی فرمائش کے جواب میں (بانگِ درا)
تضمین بر شعرِ انیسی شاملو (بانگِ درا)
تہذیبِ حاضر: تضمین بر شعرِ فیضی (بانگِ درا)
کوششِ ناتمام (بانگِ درا)
پیوستہ رہ شجر سے امیدِ بہار رکھ (بانگِ درا)
عبد القادر کے نام (بانگِ درا)
تعلیم اور اس کے نتائج (بانگِ درا)
فردوس میں ایک مکالمہ (بانگِ درا)
ایک آرزو (بانگِ درا)
سلیمیٰ (بانگِ درا)
موٹر (بانگِ درا)
صدیق (بانگِ درا)
آوازِ غیب (ارمغانِ حجاز)

جنگِ یرموک کا ایک واقعہ (بانگِ درا)
نادر شاہ افغان (بالِ جبریل)
جدائی (بالِ جبریل)
الارض للہ (بالِ جبریل)
تسلیم و رضا (ضربِ کلیم)
نسیم و شبنم (ضربِ کلیم)
قلندر کی پہچان (ضربِ کلیم)
مومن (ضربِ کلیم)
مے خانۂ فرنگ (پیامِ مشرق)
بوے گل (پیامِ مشرق)
لالہ (پیامِ مشرق)
کرمِ کتابی (پیامِ مشرق)
جلال و ہیگل (پیامِ مشرق)

اوزانِ اقبال میں اس ہیئت کو ہم، قطعہ + بیتِ مصرّع قرار دیں گے۔

(ج) قطعہ + بیتِ مصرّع (دو یا دو سے زیادہ بند)

یہ ہیئت مذکورہ بالا ہیئتِ (ب) سے اس لحاظ سے مختلف ہے کہ ہیئتِ "ب" میں تو ایک قطعے کے بعد ایک بیتِ مصرّع آ کر نظم کی تکمیل کر دیتی ہے جب کہ زیرِ نظر ہیئت میں قطعہ اور اس کے آخر میں آنے والی بیتِ مصرّع مل کر نظم کا ایک حصّہ بنتے ہیں گویا ایک بند کی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں۔ اس ہیئت کا نظامِ قوافی یوں ہو گا:

پہلا بند

________ x
________ ا
________ x
________ ا
________ x
________ ا
________ x
________ ا
________ x
________ ا

________ ب
________ ب

دوسرا بند

________ x
________ ج
________ x
________ ج
________ x
________ ج
________ x

________ ج

________ x

________ ج

________ د

________ د

(اگر ہر بند کا پہلا شعر بصورتِ مطلع ہوتا تو یہ باقاعدہ ترکیب بند قرار پاتا)۔ علامہ اقبال کی حسبِ ذیل نظمیں اسی ہیئت میں لکھی گئی ہیں:

عاشقِ ہرجائی	(بانگِ درا)	نوائے مزدور	(پیامِ مشرق)
شفاخانۂ حجاز	(بانگِ درا)	اگر خواہی حیات اندر خطر زی	(پیامِ مشرق)
شمع اور شاعر	(بانگِ درا)	اسے ہم اوزانِ اقبال میں ترکیب بند قرار دیں گے	
طارق کی دعا	(بالِ جبریل)	مگر اس کے ساتھ نوٹ کی صورت میں وضاحت کی	
تاتاری کا خواب	(بالِ جبریل)	جائے گی کہ ہر بند مطلعے سے عاری ہے۔	

(د) (قطعہ + بیتِ مصرّع) + قطعہ

گویا بلا مطلع ترکیب بند کی صورت میں صرف ایک بند لکھ کر اس پر ایک قطعے کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ ترتیبِ قوافی یوں ہو گی:

________ x

________ ا

________ x

________ ا

________ x

________ ا

________ x

________ ا

________ x

____________ ا

____________ ب

____________ ب

____________ x

____________ ج

____________ x

____________ ج

پیامِ مشرق کی نظم موسیو لینن و قیصر و ولیم اسی ہیئت میں لکھی گئی ہے۔

(ہ) قطعہ + (قطعہ + بیتِ مصرّع)

گویا پہلے ایک قطعہ لکھ کر اس پر بلا مطلع ترکیب بند کا ایک بند اضافہ کر دیا گیا۔ نظامِ قوافی یہ ہو گا:

____________ x

____________ ا

____________ x

____________ ا

____________ x

____________ ا

____________ x

____________ ا

____________ x

____________ ب

____________ x

____________ ب

____________ x

______ ب

______ x

______ ب

______ ج

______ ج

ضربِ کلیم کی نظم بعنوان تمہید اسی ہیئت میں ہے۔

(و) بعض بند صحیح ترکیب بند کی صورت میں (یعنی قصیدہ + بیتِ مصرّع) اور بعض بند بلا مطلع (یعنی قطعہ + بیتِ مصرّع)، جیسے علامہ اقبال کی حسبِ ذیل نظمیں:

شیکسپیئر	(بانگِ درا)	جاوید سے	(ضربِ کلیم)
التجاے مسافر	(بانگِ درا)	پیام	(پیامِ مشرق)
پھولوں کی شہزادی	(بانگِ درا)		
سیرِ فلک	(بانگِ درا)		
اخترِ صبح	(بانگِ درا)		
بلالؓ	(بانگِ درا)		

اس ہیئت کو اوزانِ اقبال میں ہم ترکیب بند قرار دیں گے مگر معیاری ترکیب بند سے اس کے اختلاف کو نوٹ کی صورت میں واضح کر دیا جائے گا۔

(ز) ترکیب بند کی ہیئت میں بیتِ واسطہ لازمی سمجھی جاتی ہے۔ بیتِ واسطہ سے مراد الگ قوافی رکھنے والی وہ بیتِ مصرّع ہے جو بند کی تکمیل کرتی ہے۔ لیکن اقبال نے ایسے ترکیب بند بھی لکھے ہیں جن میں بیتِ واسطہ موجود نہیں۔ مثال کے طور پر بالِ جبریل کی نظم ''ایک نوجوان کے نام'' اسی ہیئت میں لکھی گئی ہے۔ دو بند ہیں اور دونوں بیتِ واسطہ سے عاری ہیں۔ یہ گویا قصیدہ + قصیدہ یا غزل + غزل کی ہیئت ہے۔ مثال کے طور پر پیامِ مشرق کی نظم، حور و شاعر اسی ہیئت میں ہے۔ اس ہیئت کو ہم قصیدہ + قصیدہ یا غزل + غزل قرار دیں گے۔

(ح) بعض بند بیتِ واسطہ سے عاری۔

یہ ہیئت، ہیئتِ (ز) سے اس اعتبار سے مختلف ہے کہ ہیئتِ ''ز'' میں تو سبھی بند بیتِ واسطہ سے عاری تھے جب کہ اس ہیئت میں بعض بند بیتِ واسطہ رکھتے ہیں اور بعض بند بیتِ واسطہ سے عاری ہیں۔ مثال کے طور پر بانگِ درا کی نظم بزمِ انجم کا ذکر کیا جا سکتا ہے۔ جس کا تیسرا بند بیتِ واسطہ سے عاری ہے۔ (پہلا اور دوسرا بند مطلع سے عاری ہے)۔ اس ہیئت کو ہم

اوزانِ اقبال میں ترکیب بند قرار دیں گے مگر ساتھ ہی وضاحت کی جائے گی کہ فلاں بند بیتِ واسطہ سے عاری ہے۔

(ط) قصیدہ + قطعہ + (قطعہ + بیتِ مصرّع)

اس کا نظامِ قوافی یوں ہو گا:

ا ________
ا ________
x ________
ا ________
x ________
ا ________
x ________
ا ________

x ________
ب ________
x ________
ب ________
x ________
ب ________
x ________
ب ________

x ________
ج ________
x ________

ج ـــــــــــــــــــــ
x ـــــــــــــــــــــ
ج ـــــــــــــــــــــ
x ـــــــــــــــــــــ
ج ـــــــــــــــــــــ
د ـــــــــــــــــــــ
د ـــــــــــــــــــــ

اس بے قاعدہ سی ہیئت میں علامہ اقبال نے صرف ایک نظم لکھی ہے جو ضربِ کلیم میں شعاعِ امید کے عنوان سے شامل ہے۔

ترجیع بند

ترجیع بند کی ہیئت ترکیب بند سے صرف اس اعتبار سے مختلف ہے کہ ترکیب بند میں تو ہر بند کے آخر میں ایک نئی بیتِ واسطہ سے کام لیا جاتا ہے۔ جب کہ ترجیع بند میں ایک ہی بیتِ واسطہ کی تکرار ہوتی ہے۔ نظامِ قوافی یہ ہو گا:

پہلا بند ________ ا

________ ا

________ x

________ ا

________ x

________ ا

________ x

________ ا

________ x

________ ا

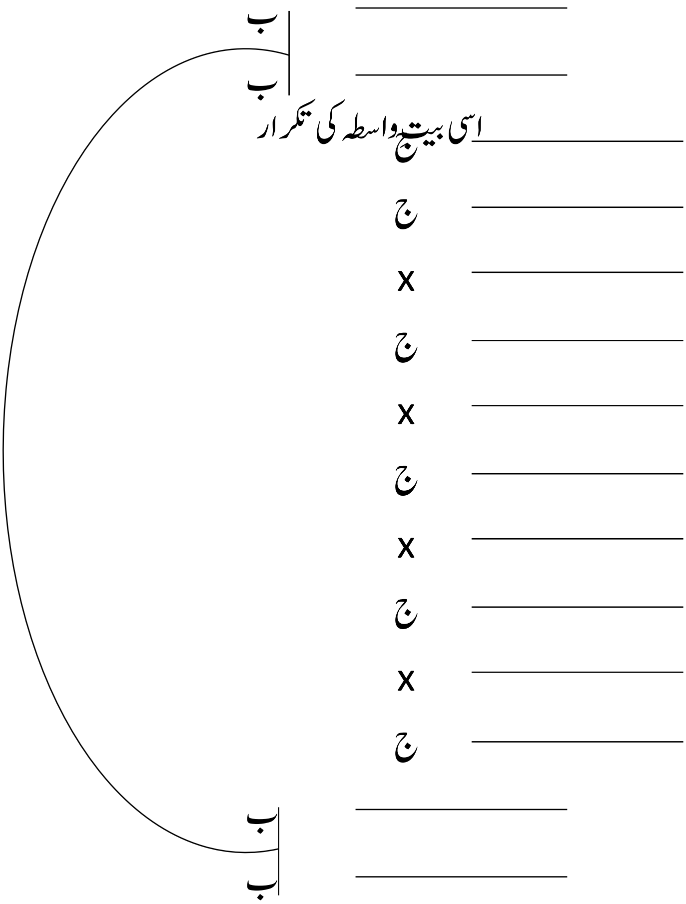

ترکیب بند کی ہیئت تو علامہ اقبال کو اس لیے مرغوب ہے کہ وہ تسلسلِ بیان کے لیے موزوں واقع ہوئی ہے۔ طویل نظم کے لیے مثنوی کے بعد مسدس ترکیب بند اور ترکیب بند ہی دو ایسی ہیئتیں ہیں جن میں زیادہ سے زیادہ اشعار کہے جانے کی گنجائش موجود ہے۔ مسدس ترکیب بند سے علامہ اقبال کی رغبت جلد ختم ہو گئی۔ لیکن ترکیب بند نے ان کی تخلیقی زندگی کے آخری دور تک ان کا ساتھ دیا۔ ترکیب بند کے برعکس ترجیع بند سے علامہ اقبال کو کوئی دل چسپی نہیں اس کی وجہ یقیناً یہی ہے کہ ترجیع بند میں وہ بیتِ واسطہ جس کی ہر بند کے آخر میں التزاماً تکرار ہوتی ہے، بات کو آگے بڑھنے سے روکتی ہے۔ شاعر کو تھوڑی دور جا کر واپس اسی نقطے پر آنا پڑتا ہے۔ تسلسلِ بیان اور معانی کی مسلسل پیش رفت میں ترجیع بند معاون ہونے کے بجائے رکاوٹ بنتا ہے۔ چنانچہ علامہ اقبال کے کلام میں ہمیں صرف ایک ترجیع بند ملتا ہے جو پیامِ مشرق میں شامل ہے، اور اس میں بھی بندِ اول اور بندِ سوم مطلع سے عاری ہیں بلکہ بندِ سوم میں تو بیتِ واسطہ میں بھی تغیر واقع ہوا ہے۔

مستزاد

مستزاد فارسی اور اردو شاعری کی ایک ہیئت ہے۔ صورت اس کی یہ ہے کہ نظم کے ہر مصرعے یا شعر کے ساتھ ایک یا دو ٹکڑے اس مخصوص وزن کی مناسبت سے اضافہ کر دیے جاتے ہیں۔ مستزاد کی متعدد صورتیں ہیں۔ غزل بھی مستزاد ہو سکتی ہے۔ اور قصیدہ بھی، رباعی بھی اور قطعہ بھی۔ مستزاد کی ایک صورت یہ ہے کہ ہر مصرعے کے آخر میں ایک یا دو ٹکڑے مستزاد کے طور پر آئیں (یہ صورت کلامِ اقبال میں موجود نہیں)۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ہر شعر کے آخر میں ایک یا دو ٹکڑے مستزاد کے طور پر آئیں۔ یہ ٹکڑے اپنے متعلقہ مصرعے یا شعر کے ساتھ ہم قافیہ بھی ہو سکتے ہیں۔ اور اپنے جداگانہ قوافی بھی اختیار کر سکتے ہیں۔ میں نے مستزاد کو خواہ وہ کسی شکل میں ہو ''مستزاد'' کی اصطلاح ہی سے تعبیر کیا ہے اور مستزاد غزل ہو یا قصیدہ اسے مستزاد کی ہیئت میں شمار کیا ہے۔ غزل یا قصیدے میں نہیں۔

فرد

فرد کے بارے میں اختلاف ہے۔ فرد اکیلے شعر کو کہتے ہیں۔ اصولاً تو فرد اس شعر کا نام ہے جسے شاعر نے کسی نظم کا حصّہ نہ بنایا ہو۔ یعنی وہ شعر کسی غزل، مثنوی، قصیدے وغیرہ کا جزو نہ ہو بلکہ تنہا اپنا مستقل وجود رکھتا ہو (ایسے متفرق اور متفرّد اشعار کسی شاعر کے کلیات میں بالعموم مفردات کے زیرِ عنوان درج ہوتے تھے)۔ لیکن بالعموم کسی تنہا شعر کو جو کسی تحریر میں بصورتِ اقتباس یا بطورِ مثال لکھا جائے فرد کہہ دیا جاتا ہے۔ فرد کے بارے ایک اختلاف یہ بھی ہے کہ آیا فرد صرف بیتِ مصرّع ہی کو کہا جا سکتا ہے یا فرد کی تعریف میں بیتِ غیر مصرّع بھی شامل ہے۔ میں نے ان اختلافات سے قطعِ نظر اوزانِ اقبال میں ہر تنہا شعر کو، وہ علامہ اقبال کا ہو یا کسی اور شاعر کا، فرد کے تحت رکھا ہے۔ البتہ اوزانِ اقبال میں ہر جگہ اس بات کی صراحت کر دی گئی ہے کہ وہ شعر بیتِ مصرّع کی صورت میں ہے یا بیتِ غیر مصرّع کی صورت میں۔ چنانچہ لفظِ فرد کے ساتھ خطوطِ وحدانی میں ''بیتِ مصرّع'' یا ''بیتِ غیر مصرّع'' کے الفاظ اسی وضاحت کی خاطر درج کیے گئے ہیں۔

نظمِ جدید

(کلامِ اقبال میں ہیئت کے چند اور تجربے)

ہیئت نمبر ۱

بانگِ درا میں نظم نمبر ۶۷ کا عنوان ہے "انسان"۔ یہ نظم یوں تو مثنوی کی صورت میں ہے مگر اس کا پہلا مصرع اکیلا ہے جو نظم کے کسی اور مصرعے کے ساتھ ہم قافیہ نہیں۔ اوزانِ اقبال میں ہم اسے نظمِ جدید ہیئت نمبر ۱ قرار دیں گے۔

ہیئت نمبر ۲

بانگِ درا میں نظم نمبر ۱۲۷ کا عنوان ہے "کفر و اسلام"۔ یہ نظم میر رضی دانش کے ایک شعر پر تضمین کی حیثیت رکھتی ہے۔ صورت اس نظم کی یہ ہے کہ شعرِ رضی دانش کے مصرعِ اولیٰ کے ہم قافیہ (سات شعر کا) ایک قطعہ کہا گیا۔ ساتویں شعر میں شعرِ رضی دانش کے مصرعِ اولیٰ کو مصرعِ ثانی مان کر گرہ لگائی گئی ہے۔ اس طرح رضی دانش کے شعر کا مصرعِ ثانی آخر میں اکیلا رہ گیا ہے جو کسی مصرعے کے ساتھ ہم قافیہ نہیں۔ چنانچہ اس نظم کی ہیئت قطعہ + مصرع قرار پاتی ہے۔ اسے ہم اوزانِ اقبال میں نظمِ جدید ہیئت نمبر ۲ قرار دیں گے۔ بانگِ درا کی ایک سو چوبیسویں نظم بعنوان عرفی بھی اسی ہیئت میں ہے۔

ہیئت نمبر ۳

بانگِ درا میں نظم نمبر ۱۲۹ کا عنوان ہے "مسلمان اور تعلیمِ جدید"۔ یہ ملک قمی کے ایک شعر کی تضمین ہے۔ صورت اس کی یہ ہے کہ شعرِ ملک قمی کے مصرعِ اولیٰ سے ہم قافیہ (آٹھ شعر کا) ایک قصیدہ کہا گیا۔ آٹھویں شعر میں ملک قمی کے مصرعِ اولیٰ کو مصرعِ ثانی مان کر گرہ لگائی گئی ہے۔ اس طرح شعرِ ملک قمی کا مصرعِ ثانی آخر میں اکیلا رہ گیا ہے جو کسی مصرعے کے ساتھ ہم قافیہ نہیں۔ چنانچہ اس نظم کی ہیئت قصیدہ + مصرع قرار پاتی ہے۔ اسے ہم اوزانِ اقبال میں نظمِ جدید ہیئت نمبر ۳ قرار دیں گے۔

ہیئت نمبر ۴

ضربِ کلیم میں ''ابی سینیا'' کے عنوان سے ایک نظم آئی ہے جو تین تین مصرعوں کے تین بندوں پر مشتمل ہے۔ لیکن نظامِ قوافی کے اعتبار سے اسے باقاعدہ مثلث نہیں کہا جا سکتا۔

مسمّط کی ایک قسم کے طور پر مثلث کا مقررہ نظامِ قوافی ہے:

پہلا بند
———— ا
———— ا
———— ا

دوسرا بند
———— ب
———— ب
———— ا

تیسرا بند
———— ج
———— ج
———— ا[۱]

جب کہ ''ابی سینیا'' میں قوافی نے یہ شکل اختیار کی ہے:

پہلا بند
———— X
———— ا
———— ا

دوسرا بند
———— X
———— ا
———— ا

تیسرا بند
———— X

۱۔ زبورِ عجم کی اٹھارہویں نظم باقاعدہ مثلث ہے۔

_______________ ا

_______________ ا

یہ گویا مثلث کی ہیئت میں ایک تجربہ ہے۔ ہر بند کا پہلا مصرع قافیے سے عاری ہے۔ باقی تمام مصرعے پوری نظم میں ہم قافیہ ہیں۔ پہلا بند ملاحظہ فرمائیے:

یورپ کے کرگسوں کو نہیں ہے ابھی خبر
ہے کتنی زہرناک ابی سینیا کی تلاش
ہونے کو ہے یہ مردۂ دیرینہ قاش قاش

اوزانِ اقبال میں ہم اسے نظمِ جدید ہیئت نمبر ۴ قرار دیں گے۔

ہیئت نمبر ۵

مربع ایسی نظم کو کہتے ہیں جو چار چار مصرعوں کے دو یا دو سے زیادہ بندوں کی شکل میں لکھی جائے۔ پہلے بند کے تمام مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں۔ بعد میں آنے والے ہر بند کے پہلے تین مصرعے الگ قافیہ رکھتے ہیں اور باہم مقفیٰ ہوتے ہیں جب کہ چوتھا مصرع بندِ اول کے ساتھ ہم قافیہ ہوتا ہے۔ ضربِ کلیم میں علامہ اقبال کی نظم رقص و موسیقی چار مصرعوں پر مشتمل ہے، چاروں ہم قافیہ ہیں۔ گویا ہیئت کے اعتبار سے یہ باقاعدہ مربعے کا بندِ اوّل ہے لیکن چونکہ یہ نظم صرف ایک بند پر مشتمل ہے اس لیے اسے مربع نہیں کہا جا سکتا۔ اگر یہ مصرعے رباعی کے مسلمہ اوزان میں ہوتے تو اس نظم کو رباعی مصرّع کہا جا سکتا تھا۔ دوبیتی کے مقررہ وزن میں ہوتے تو اس نظم کو دوبیتی قرار دیا جا سکتا تھا۔ بہر حال اوزانِ اقبال میں اس ہیئت کو ہم نظمِ جدید ہیئت نمبر ۵ قرار دیں گے۔ ضربِ کلیم ہی میں ایک اور نظم ہے جس کا عنوان ہے ''ادبیات''۔ یہ بھی اسی ہیئت میں لکھی گئی ہے۔

ہیئت نمبر ۶

پیامِ مشرق کی نظم ''تنہائی'' چار بندوں پر مشتمل ہے۔ ہر بند میں دو شعر بصورتِ قطعہ کہہ کر ان پر ایک مصرعے کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ یہ مصرع بند کی تکمیل کرتا ہے۔ تمام بندوں کے آخری (پانچویں) مصرعے باہم مقفیٰ ہیں۔

گویا اس کا نظامِ قوافی یہ ہے:

پہلا بند : X ا X ا ب

دوسرا بند : X ج X ج ب

تیسرا بند : X د X د ب

چوتھا بند : X ہ X ہ ب

اسے ہم اوزانِ اقبال میں نظمِ جدید ہیئت نمبر ٦ قرار دیں گے۔

ہیئت نمبر ۷

ضربِ کلیم میں ایک نظم ہے جس کا عنوان ہے ''رومی''۔ کل چھے مصرعے ہیں اور چھے کے چھے ہم قافیہ ہیں۔ مسمّط کی ایک قسم کے طور پر مسدس کی معیاری ہیئت یوں ہے کہ پہلے بند کے تمام مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں۔ بعد میں آنے والے ہر بند کے پہلے پانچ مصرعے الگ قافیہ رکھتے ہیں اور باہم مقفیٰ ہوتے ہیں جب کہ چھٹا مصرع بندِ اول کے ساتھ ہم قافیہ ہوتا ہے لیکن مسدس کے لیے کم از کم دو بند شرط ہیں جب کہ علّامہ اقبال نے صرف ایک بند پر اکتفا کیا ہے۔ اور یہ بند با قاعدہ مسدس کے پہلے بند کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی طرح بالِ جبریل کی نظم بعنوان فقر بھی چھے مصرعوں پر مشتمل ہے اور نظامِ قوافی کے اعتبار سے باقاعدہ مسدس کے پہلے بند کی حیثیت رکھتی ہے لیکن ظاہر ہے کہ اسے مسدس نہیں کہا جا سکتا۔ چنانچہ اوزانِ اقبال میں ان نظموں کی ہیئت کو نظمِ جدید ہیئت نمبر ۷ قرار دیا گیا ہے۔

ہیئت نمبر ۸

ارمغانِ حجاز کی نظم عالمِ برزخ میں ذیلی عنوان ''زمین'' کے تحت سات مصرعوں کی ایک نظم آئی ہے۔ یہ ساتوں مصرعے ہم قافیہ ہیں۔ مسمّط کی ایک قسم کے طور پر مسبّع کے بندِ اوّل کی ہیئت یہی ہے لیکن اسے ہم مسبّع اس لیے نہیں کہہ سکتے کہ یہ نظم صرف اسی ایک بند پر مشتمل ہے۔ اور بعد میں آنے والا کوئی بند جس کے پہلے چھے مصرعے الگ قافیے میں باہم مقفیٰ ہوں اور ساتواں مصرع بندِ اول کے ساتھ ہم قافیہ ہو، اس نظم میں موجود نہیں۔ چنانچہ اوزانِ اقبال میں اسے ہم نظمِ جدید ہیئت نمبر ۸ قرار دیں گے۔

ہیئت نمبر ۹

بانگِ درا میں نظم نمبر ۷۵ کا عنوان ہے ''حسن و عشق''۔ یہ ایک خاص قسم کا مسبّع ہے۔ تین شعر بصورتِ مثنوی آئے ہیں اور پھر ایک مصرع اکیلا جو بند کی تکمیل کرتا ہے۔ اس طرح ہر بند سات مصرعوں پر مشتمل ہے۔ تینوں بندوں کے ساتویں مصرعے ہم قافیہ ہیں۔ گویا نظامِ قوافی یہ ہے:

پہلا بند : اا ب ب ج ج د

دوسرا بند: ہہ وو زز د

تیسرا بند: ح ح ط ط ی ی د

اسے ہم اوزانِ اقبال میں نظمِ جدید ہیئت نمبر ۹ قرار دیں گے۔

ہیئت نمبر ۱۰

جاوید نامہ میں نغمۂ بعل کے عنوان سے ایک نظم آئی ہے جسے ایک خاص قسم کا ترجیع بند قرار دیا جا سکتا ہے۔ ترجیع بند میں ہر بند ایک قصیدے (یا غزل) کی صورت میں ہوتا ہے اور بند کے آخر میں ایک شعر بصورتِ بیتِ مصرّع الگ قوافی میں لکھا جاتا ہے جس کی ہر بند کے آخر میں تکرار ہوتی ہے۔ اسے ٹیپ کا شعر کہہ لیجیے۔ یہ شعر بند کی تکمیل کرتا ہے۔ علّامہ اقبال کا نغمۂ بعل چار بندوں کی شکل میں ہے۔ ہر بند ترجیع بند کی ہیئت کے مطابق قصیدہ یا غزل کی صورت میں ہے لیکن ٹیپ کے شعر کے بجائے جو بند کی تکمیل کرتا ہے۔ صرف ایک مصرعے سے کام لیا گیا ہے۔ اس مصرعے کی ہر بند کے آخر میں تکرار ہوتی ہے۔ یہ ہیئت ترجیع بند کی مسلّمہ اور روایتی ہیئت سے صرف اس اعتبار سے مختلف ہے کہ اس میں ہر بند کے آخر میں آنے والی بیتِ مصرّع کے بجائے صرف ایک مصرعے کی تکرار کی گئی ہے۔ اور یہ مصرع ہے:

اے خدایانِ کہن وقت است وقت

اسے ہم اوزانِ اقبال میں نظمِ جدید ہیئت نمبر ۱۰ قرار دیں گے۔

ہیئت نمبر ۱۱

زبورِ عجم کے حصّہ دوم کی انیسویں نظم مخمس ترجیع بند اور مستزاد کے امتزاج سے وجود میں آئی ہے۔ پہلے بند کے پانچوں مصرعے ہم قافیہ ہیں۔ بعد میں آنے والے ہر بند کے پہلے تین مصرعے الگ قافیے میں ہیں مگر باہم مقفیٰ ہیں۔ چوتھا مصرع قافیے میں بندِ اول کے تابع ہے۔ پہلے بند کا پانچواں مصرع اور مستزاد ٹکڑا حسبِ ذیل ہیں:

از خوابِ گراں خوابِ گراں خوابِ گراں خیز
از خوابِ گراں خیز

ہر بند کے آخر میں اس مصرعے اور مستزاد ٹکڑے کی تکرار کی گئی ہے۔ اسے ہم اوزانِ اقبال میں نظمِ جدید ہیئت نمبر ۱۱ قرار دیں گے۔

ہیئت نمبر ۱۲

پیامِ مشرق کی نظم حُدی (نغمۂ سار بانِ حجاز) بھی ہیئت میں ایک تجربے کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس نظم کا پہلا بند ملاحظہ فرمایئے:

ناقۂ سیارِ من
آہوے تاتارِ من
درہم و دینارِ من
اندک و بسیارِ من
دولتِ بیدارِ من
تیز ترک گام زن منزلِ ما دور نیست

یعنی پانچ ہم قافیہ مصرعوں کے بعد دگنے طول کا ایک مصرع ہے جس کی ہر بند کے آخر میں تکرار کی گئی ہے۔ اسے ہم اوزانِ اقبال میں نظمِ جدید ہیئت نمبر ۱۲ قرار دیں گے۔

ہیئت نمبر ۱۳

پیامِ مشرق کی نظم ''شبنم'' بھی ہیئت میں ایک تجربے کی حیثیت رکھتی ہے۔ پہلا بند ملاحظہ ہو:

گفتند فرود آئے ز اوجِ مہ و پرویز
برخود زن و با بحرِ پر آشوب بیامیز
باموج در آویز
نقشِ دگر انگیز
تا بندہ گہر خیز

گویا ہر بند پانچ ہم قافیہ مصرعوں پر مشتمل ہے۔ پہلے دو مصرعے طول میں برابر ہیں۔ بعد میں آنے والے تین مصرعے نسبتاً چھوٹے ہیں لیکن وزن ایسا ہے کہ غنائی اعتبار سے بڑے مصرعے کے دو برابر ٹکڑے نہیں ہو سکتے۔ یہ ہیئت بالخصوص

علامہ اقبال کے تربیت یافتہ ذوق، نغمہ و آہنگ کی قابلِ اعتماد حس اور ترنم آفریں ادبی وجدان کا ثبوت ہے۔ اوزانِ اقبال میں ہم اسے نظمِ جدید ہیئت نمبر ۱۳ قرار دیں گے۔

ہیئت نمبر ۱۴

پیامِ مشرق کی نظم سرودِ انجم آٹھ بندوں پر مشتمل ہے۔ پہلا بند ملاحظہ ہو:

ہستیِ ما نظامِ ما
مستیِ ما خرامِ ما
گردشِ بے مقامِ ما
زندگیِ دوامِ ما
دورِ فلک بکامِ ما می نگریم و می رویم

گویا چار ہم قافیہ مصرعوں کے بعد دگنے طول کا ایک مصرع آکر بند کی تکمیل کرتا ہے۔ لیکن دگنے طول کے اس مصرعے میں ضمنی قافیہ بھی آیا ہے جو اسے دو برابر حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ دراصل یہ کوئی نئی ہیئت نہیں۔ بلکہ مسمّط کی وہ شکل ہے جسے مسدس کی معیاری ہیئت قرار دیا جا سکتا ہے۔ مسدس کے پہلے بند میں چھے کے چھے مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں اور بعد میں آنے والے ہر بند کے پہلے پانچ مصرعے باہم مقفّیٰ ہوتے ہیں جب کہ چھٹا مصرع پہلے بند کے ساتھ ہم قافیہ ہوتا ہے اور اس طرح تمام بندوں کے چھٹے مصرعے بھی باہم مقفّیٰ ہو جاتے ہیں۔ اس نظم میں دگنے طول کے جو مصرعے آئے ہیں اگر انھیں بھی دو دو مصرعے مان لیا جائے تو کہہ سکتے ہیں کہ یہ مسدس ہے جس میں پہلا بند موجود نہیں اور چھٹے مصرعے کی بصورتِ ترجیع ہر بند میں تکرار ہو رہی ہے۔ مذکورہ بالا بند کو اگر اس شکل میں لکھ دیا جائے تو بات واضح ہو جائے گی:

ہستیِ ما نظامِ ما
مستیِ ما خرامِ ما
گردشِ بے مقامِ ما
زندگیِ دوامِ ما
دورِ فلک بکامِ ما
می نگریم و می رویم

اسے ہم اوزانِ اقبال میں نظمِ جدید ہیئت نمبر ۱۴ قرار دیں گے۔

ہیئت نمبر ۱۵

پیامِ مشرق کی نظم ''فصلِ بہار'' بھی ایک نئی ہیئت میں لکھی گئی ہے۔ پہلا بند ملاحظہ ہو:

خیز کہ در کوہ و دشت خیمہ زد ابرِ بہار
مست ترنم ہزار
طوطی و درّاج و سار
بر طرف جوئبار
کشتِ گل و لالہ زار
چشم تماشا بیار
خیز کہ در کوہ و دشت خیمہ زد ابرِ بہار

گویا ایک مصرع پورے طول کا، پھر پانچ مصرعے نصف طول کے اور آخر میں بند کی تکمیل کے لیے پورے طول کے مصرعے کا اعادہ۔ سبھی مصرعے ہم قافیہ ہیں۔ اوزانِ اقبال میں ہم اسے نظمِ جدید ہیئت نمبر ۱۵ قرار دیں گے۔

ہیئت نمبر ۱۶

ضربِ کلیم میں نظم نمبر ۱۲۹ کا عنوان ہے ''جدّت''۔ اس کی ہیئت میں بھی جدّت طرازی سے کام لیا گیا ہے۔ یہ نظم آٹھ مصرعوں پر مشتمل ہے۔ پہلے چھے مصرعے متحد القوافی ہیں۔ اس کے بعد ایک بیتِ مصرّع جداگانہ قافیوں میں اضافہ کر دی گئی ہے۔ گویا اس کا نظامِ قوافی یہ ہے:

______________ ا
______________ ا
______________ ا
______________ ا
______________ ا
______________ ا

______________ ب
______________ ب

یہ ہیئت در حقیقت وہی ہیئتِ "ا" ہے جسے ہم نے قصیدہ + بیتِ مصرع (ایک بند) سے تعبیر کیا ہے۔ لیکن اس میں جدّت یہ روا رکھی گئی ہے کہ مطلعے کے علاوہ دیگر اشعار کے مصرع ہائے اولیٰ میں بھی قافیہ لایا گیا ہے۔ اس التزام کے باعث یہ نظم مثمن ترکیب بند کے دائرے میں داخل ہو گئی ہے۔ مثمن ترکیب بند میں ہر بند آٹھ مصرعوں کا ہوتا ہے۔ پہلے چھے مصرعے متحد القوافی لکھ کر دو مصرعے جداگانہ قافیے میں بصورتِ بیتِ مصرّع ان پر اضافہ کر دیے جاتے ہیں اور اس طرح ایک بند کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ اسماعیل میرٹھی کی نظم قلعۂ اکبر آباد مثمن ترکیب بند ہی کی ہیئت میں لکھی گئی ہے۔ مثمّن ترکیب بند کے لیے شرط یہ ہے کہ نظم کم از کم دو بندوں پر مشتمل ہو جب کہ علامہ اقبال نے صرف ایک بند پر اکتفا کیا ہے۔ گویا یہ نظم (جدّت) مثمن ترکیب بند کی ہیئت میں ایک بند کا حکم رکھتی ہے۔ غرض یہ کہ یہ ہیئت کسی مسلمہ روایتی ہیئت سے پوری طرح مطابقت نہیں رکھتی۔ اس لیے ہم اوزانِ اقبال میں اسے نظمِ جدید ہیئت نمبر ۱۶ قرار دیں گے۔

دو ہیئتوں کا اجتماع

بعض نظموں میں علامہ اقبال نے دو یا دو سے زیادہ ہیئتیں اس طرح استعمال کی ہیں کہ ان کے امتزاج سے ہیئت کا کوئی نیا ڈیزائن وجود میں نہیں آیا۔ ایسی صورت میں ہیئت کے خانے میں ضروری وضاحت کر دی گئی ہے یا نظم کے مختلف حصّوں کو جو مختلف ہیئتوں میں ہیں الگ الگ کر کے ان کی ہیئت بھی الگ الگ بتا دی گئی ہے۔

ساقی نامہ میں ایک تجربہ

پیامِ مشرق میں ایک ساقی نامہ آیا ہے جو بحرِ متقارب مثمن سالم (فعولن فعولن فعولن فعولن۔ دوبار) میں لکھا گیا ہے۔ یاد رہے کہ ساقی نامہ کے لیے بحر مخصوص ہے۔ یعنی ساقی نامے بحرِ متقارب مثمن محذوف الآخر یا مقصور الآخر میں لکھے جاتے ہیں۔ خود علامہ اقبال کا ایک اردو ساقی نامہ جو بالِ جبریل میں شامل ہے مقررہ وزن میں ہے۔ یعنی علامہ اقبال جانتے تھے کہ ساقی نامہ کے لیے مقررہ وزن بحرِ متقارب مثمن محذوف یا مقصور ہے۔ لیکن فارسی ساقی نامہ لکھتے ہوئے انھوں نے اجتہاد سے کام لیا اور مقررہ بحر کے بجائے دوسرا وزن اختیار کیا۔ دوسری قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ ساقی نامہ کے لیے مثنوی کا فارم مخصوص ہے۔ بالِ جبریل کا ساقی نامہ بھی مثنوی کی صورت میں ہے۔ مرثیہ گو شعرا نے اس روایت سے انحراف کیا اور مسدس ترکیب بند کے فارم میں مرثیہ لکھتے ہوئے اس میں ساقی نامے کے بند بھی شامل کر دیے۔ لیکن ان کا اجتہاد مرثیے تک ہی محدود رہا۔ اقبال نے اس ساقی نامہ کے لیے مثنوی کے فارم کے بجائے قصیدے کا فارم استعمال کیا ہے۔ اس ساقی نامہ کے چند شعر ملاحظہ فرمائیے:

خوشا روزگارے خوشا نوبہارے نجوم پرن رست از مرغزارے
زمیں از بہاراں چو بالِ تذرُوے ز فوّارہ الماس بار آبشارے
سرت گردم اے ساقیِ ماہ سیما بیار از نیاگانِ ما یادگارے
بساغر فرو ریز آبے کہ جاں را فروزد چو نورے بسوزد چو نارے

ہیئت کے اس تجربے کے لیے کوئی نمبر دینے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ کیونکہ اس کا عنوان ساقی نامہ ہے۔ اور ہیئت سیدھی سادی قصیدے کی ہیئت ہے۔

باب دوم

عروض کی چند اہم اصطلاحات کا تعارف

۱۔ اس باب میں صرف ایسی اصطلاحات کا ذکر کیا گیا ہے جو اوزانِ اقبال کو سمجھنے کے لیے ضروری ہیں۔

۲۔ عروضی موشگافیوں اور عروضیوں کے فروعی اختلافات سے حتی الامکان احتراز کیا گیا ہے۔

۳۔ بخوفِ طوالت کسی بھی اصطلاح کے لغوی معنٰی سے بحث نہیں کی گئی۔

۴۔ ایک عام قاری بھی اس باب کی مدد سے تسمیۂ اوزان و بحور کے عمل کو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔

نوٹ: بعض زحافات کے عمل کے بارے میں اور نتیجتاً تسمیۂ اوزان و بحور میں بھی عروضیوں کے ہاں کچھ اختلافات پائے جاتے ہیں۔ میں نے ان اختلافات پر بحث کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ کتاب کی تالیف کے دوران میں عروض کی حسبِ ذیل کتابیں میرے زیرِ مطالعہ رہی ہیں:

۱۔ بحر الفصاحت از مولوی نجم الغنی رامپوری

۲۔ قواعد العروض از قدر بلگرامی

۳۔ ترجمہ حدائق البلاغت از مولوی امام بخش صہبائی

۴۔ قواعدِ اردو از بابائے اردو مولوی عبد الحق

۵۔ فرہنگ ادبیات فارسی دری از دکتر زہرای خانلری کیا

۶۔ فنِ شاعری (میزان العروض) از محمد شریف شوخ

تسمیۂ اوزان و بحور میں جہاں کہیں کوئی اختلاف رونما ہُوا ہے وہاں میں نے بالعموم مولوی نجم الغنی کی رائے کو ترجیح دی ہے۔

صدر: مصرعِ اول کا پہلا رکن صدر کہلاتا ہے۔

عروض: مصرعِ اول کا آخری رکن عروض کہلاتا ہے۔

ابتدا: مصرعِ ثانی کے رکنِ اوّل کو ابتدا کہتے ہیں۔

ضرب یا عجز: مصرعِ ثانی کا آخری رکن ضرب یا عجز کہلاتا ہے۔

حشو: صدر اور عروض کے درمیان اور ابتدا اور ضرب کے درمیان جو رکن یا ارکان ہوں سب حشو کہلاتے ہیں۔

مذکورہ بالا پانچ اصطلاحات کی مزید وضاحت کے لیے علّامہ اقبال کے ایک شعر کا تجزیہ پیش کیا جاتا ہے:

پہلا مصرع				دوسرا مصرع			
تمدّن	تصوف	شریعت	کلام	بتانِ	عجم کے	پجاری	تمام
فعولن	فعولن	فعولن	فعول	فعولن	فعولن	فعولن	فعول
صدر	حشو	حشو	عروض	ابتدا	حشو	حشو	ضرب

بیتِ مصرّع: ایسا شعر جس کے دونوں مصرعے باہم مقفیٰ ہوں جیسے غزل اور قصیدے کا مطلع یا مثنوی کا کوئی شعر۔

مسدّس: چھے رکن کا ایک شعر۔ یعنی ایسا وزن جو چھے رکن پر مشتمل ہو۔

مثمن: آٹھ رکن کا ایک شعر۔ یعنی ایسا وزن جو آٹھ رکن پر مشتمل ہو۔

مسدّس مضاعف الارکان: کسی چھے رکنی وزن کی مضاعف صورت یعنی بارہ رکن کا ایک شعر۔

مثمّن مضاعف الارکان: کسی آٹھ رکنی وزن کی مضاعف صورت یعنی سولہ رکن کا ایک شعر۔

عروض: علمانے وزنِ شعر کو جانچنے اور اس کی صحت یا سقم کو جاننے کے لیے چند قاعدے وضع کیے ہیں جن کے مجموعے کو عروض کہا جاتا ہے۔ علمِ عروض کی اصطلاح میں مصرعِ اوّل کے رکنِ آخر کو بھی عروض کہا جاتا ہے۔

ارکان: اشعار کا وزن معلوم کرنے کے لیے جو لفظ فعل کے مادے سے وضع کیے گئے ہیں انھیں عروض کی اصطلاح میں ارکان، افاعیل یا تفاعیل کہتے ہیں۔ بحریں انھی ارکان سے مرکب ہوتی ہیں۔ ارکان آٹھ ہیں جن میں سے حسبِ ذیل دو رکن خماسی (پنج حرفی) ہیں:

فعولن۔ فاعلن

اور حسبِ ذیل چھے سباعی (ہفت حرفی) ہیں:

مفاعیلن۔ فاعلاتن۔ مستفعلن۔ مفاعلتن۔ متفاعلن۔ مفعولاتُ

فاعلاتن اور مستفعلن کی دو دو صورتیں ہیں:

۱۔ متصل یا مجموعی: فاعلاتن۔ مستفعلن

۲۔ منفصل یا مفروقی: فاع لاتن۔ مس تفع لن

اس حساب سے ارکان یا افاعیل کی تعداد دس ہو جاتی ہے۔ ان ارکان پر زحافات کے عمل سے بہت سی فروع وجود میں آجاتی ہیں۔

(نوٹ) جہاں تک ہماری بحث کا تعلق ہے، متصل اور منفصل کا فرق نتائج پر اثر انداز نہیں ہوتا۔

اصولِ سہ گانہ

ارکان، افاعیل یا تفاعیل کی ترکیب تین جزو پر منحصر ہے۔ جنھیں عروض کی اصطلاح میں سبب، وتد اور فاصلہ کہا جاتا ہے۔

سبب: دو حرفی کلمے کو کہتے ہیں۔ پہلا حرف متحرک اور دوسرا ساکن ہو تو اسے سببِ خفیف کہتے ہیں جیسے اب، سب، گل وغیرہ۔ اگر دونوں حرف متحرک ہوں تو اسے سببِ ثقیل کہا جاتا ہے۔ جیسے ''دلِ ما'' میں ''دلِ'' اور ''رخِ یار'' میں ''رخِ''۔

وتد: سہ حرفی کلمے کو کہتے ہیں۔ اگر پہلے دو حرف متحرک اور تیسرا ساکن ہو تو اسے وتدِ مقرون یا وتدِ مجموع کہتے ہیں جیسے اگر، سفر، خبر، دیا، لیا وغیرہ۔ پہلا اور تیسرا حرف متحرک ہو اور دوسرا ساکن تو اسے وتدِ مفروق کہتے ہیں جیسے اہرمن کے پہلے تین حرف۔ علاوہ ازیں ہار، پان، تخت، بخت، درد، زرد جیسے الفاظ بھی وتدِ مفروق میں شمار ہوں گے کیونکہ عروض میں وہ حرف ساکن شمار ہوتا ہے جس کا ماقبل متحرک ہو۔ جس ساکن کا ماقبل بھی ساکن ہو اسے متحرک شمار کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ان الفاظ میں تیسرا حرف ساکن نہیں متحرک شمار ہو گا۔

فاصلہ: چہار حرفی یا پنج حرفی کلمے کو کہتے ہیں۔ اگر پہلے تین حرف متحرک اور چوتھا ساکن ہو تو اسے فاصلۂ صغریٰ یا فاصلۂ صولت کہتے ہیں۔ جیسے جبلن (بکتابت نون تنوین) حَلَبی، صنما، چکنم وغیرہ۔ اگر پہلے چار حرف متحرک اور پانچواں ساکن ہو تو اسے فاصلۂ کبریٰ یا فاصلۂ ضبط کہتے ہیں۔ جیسے سَمَکَتن (بہ تحریرِ نونِ تنوین)

اصول کی ان چھے صورتوں کو کسی شخص نے یوں جمع کیا ہے:

شد	دلِ	شما	مثلِ	دلِ ما	بکفِ غم
سببِ خفیف	سببِ ثقیل	وتدِ مجموع	وتدِ مفروق	فاصلۂ صغریٰ	فاصلۂ کبریٰ

در حقیقت ارکان کے اجزا سبب اور وتد ہی ہیں۔ فاصلہ کوئی علیحدہ جزو نہیں۔

زِحاف: عروض کی اصطلاح میں ان تغیّرات کو جو ارکان (افاعیل) میں معیّنہ قواعد کے تحت روا رکھے جاتے ہیں زحافات کہتے ہیں۔ ان تغیّرات کی تین صورتیں ہیں:

۱۔ رکن کے بعض حرفوں کو کم کر دینا۔

۲۔ بعض حروف رکن میں بڑھا دینا۔

۳۔ رکن کے کسی متحرک حرف کو ساکن کر دینا۔

مُزاحَف: وہ رکن جس میں کسی قسم کا تغیّر حسبِ قواعد روا رکھا گیا ہو۔ بالفاظِ دیگر وہ رکن جو کسی رکن پر زحاف کے عمل سے وجود میں آئے۔ مثلاً مفاعیلن پر زحافِ قبض کے عمل سے مفاعلن، حذف کے عمل سے فعولن اور تسبیغ کے عمل سے مفاعیلان وجود میں آجاتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک مفاعیلن کا مزاحف یا مفاعیلن کی فرع ہے۔

چند اہم زحافات

زحافات کی تعداد کم و بیش پچاس ہے۔ ہم یہاں صرف ایسے اہم زحافات کا ذکر کریں گے جو عام اُردو اوزان اور بالخصوص اوزانِ اقبال کو سمجھنے کے لیے ضروری ہیں:

خَرْم: ایسے وتدِ مجموع سے جو رکن کے اوّل میں واقع ہو پہلا حرف گرا دینا۔ چنانچہ مفاعیلن سے میم گرا تو فاعیلن رہا۔ اسے لفظِ مانوس متفق الوزن مفعولن سے بدل لیتے ہیں۔ یہ مفاعیلن کی صورتِ اخرم ہے۔

ثَلْم: رکن فعولن میں خرم کرنے کو کہتے ہیں۔ چنانچہ فعولن کے وتدِ مجموع سے جو رکن کے شروع میں واقع ہوا ہے، حرفِ اول یعنی "ف" حذف کر کے باقی عولن رہا۔ اسے فعلن سے بدل لیتے ہیں۔ یہ فعولن کا اثلم ہے۔

کَفّ: رکن کے ساتویں حرفِ ساکن کو گرانا کف کہلاتا ہے۔ چنانچہ مفاعیلن سے نون گرا تو مفاعیلُ بضمِّ لام باقی رہا جو مفاعیلن کی مکفوف صورت ہے۔ فاعلاتن سے فاعلاتُ بضمِّ تا باقی رہا جو فاعلاتن کا مکفوف ہے۔

قَصْر: اس سببِ خفیف میں سے جو کسی رکن کے آخر میں واقع ہو حرفِ ساکن کو گرا کر اس کے ماقبل کو ساکن کر دینا قصر کہلاتا ہے۔ چنانچہ مفاعیلن سے نون گر گیا اور لام ساکن ہو گیا۔ تو مفاعیل بن گیا جو مفاعیلن کی مقصور صورت ہے۔ فاعلاتن سے فاعلات بسکونِ تا بنا۔ بعض حضرات اسے فاعلان سے بدل لیتے ہیں تا کہ فاعلاتُ مضموم التّا سے التباس نہ

ہو۔ یاد رہے کہ قصر مصرعے کے آخر میں واقع ہوتا ہے۔

حَذْف: رکن کے آخر سے سببِ خفیف کو گرا دینا حذف کہلاتا ہے۔ چنانچہ مفاعیلن سے لن حذف کے باعث گر گیا تو مفاعی باقی رہا۔ اسے فعولن سے بدل لیتے ہیں۔ فاعلاتن سے تن ساقط ہوا تو فاعلا باقی رہا۔ اسے فاعلن سے بدل لیا۔ یعنی فاعلاتن اپنی محذوف صورت میں فاعلن بن جائے گا۔

قَبْض: رکن کے پانچویں حرفِ ساکن کو جو سببِ خفیف میں واقع ہو کر گرا دینا قبض کہلاتا ہے چنانچہ مفاعیلن سے مفاعلن باقی رہا۔ یہ رکن مفاعیلن کی مقبوض صورت ہے۔ فعولن سے فعولُ بضمِّ لام باقی رہا۔ یہ فعولن کا مقبوض ہے۔

جَبّ: رکن کے آخر میں آنے والے دو سببِ خفیف گرا دینا جَبّ کہلاتا ہے۔ چنانچہ مفاعیلن سے عیلن گر گیا تو مفا باقی رہا، اسے فُعل سے بدل لیا۔ یہ زحاف مصرعے کے آخر میں آتا ہے۔ جَبّ کے عمل سے وجود میں آنے والا رکن مجبوب کہلاتا ہے۔

خَبْن: رکن کے شروع میں واقع ہونے والے سببِ خفیف میں سے حرفِ ساکن کا اسقاط خبن کہلاتا ہے۔ چنانچہ فاعلاتن سے فعِلاتن مخبون ہے۔ مستفعلن پر خبن کے عمل سے متَفعلن بنا۔ اسے مفاعلن سے بدل لیتے ہیں۔

اِضمار: سببِ ثقیل کے دوسرے حرفِ متحرک کو ساکن کرنا بشر طیکہ وہ رکن کا دوسرا حرف ہو۔ چنانچہ متَفاعلن سے متْفاعلن بنا اسے مستفعلن سے بدل لیا۔ جس رکن میں اضمار آئے وہ مُضْمَر کہلاتا ہے۔

تَسْبیغ: رکن کے آخر میں واقع ہونے والے سببِ خفیف کے درمیان ایک الف کا اضافہ کرنا تسبیغ کہلاتا ہے۔ چنانچہ فعولن سے فعولان، مفاعیلن سے مفاعیلان اور فاعلاتن سے فاعلاتان مُسَبَّغ بنا۔ فاعلاتان کو فاعلیان سے بدل لیتے ہیں۔ مولوی عبدالحق نے تسبیغ کے بجائے اضافہ اور مُسَبَّغ کے بجائے مضاف کی اصطلاح استعمال کی ہے۔

اِذالہ: رکن کے آخر میں آنے والے وتدِ مجموع میں حرفِ ساکن سے پہلے ایک الف کا اضافہ کرنا اذالہ کہلاتا ہے۔ چنانچہ مستفعلن سے مستفعلان اور متفاعلن سے متفاعلان مذال بن گیا۔

قَطْع: آخر رکن میں واقع ہونے والے وتدِ مجموع کے حرفِ ساکن کو حذف کر کے اس کے قبل کو ساکن کر دینا قطع کہلاتا ہے۔ چنانچہ مستفعلن سے مستفعل رہا۔ اسے مفعولن سے بدل لیتے ہیں۔ فاعلن سے فاعل بنا۔ اسے فعلن سے بدل لیا۔ یہ فاعلن کا مقطوع ہے۔ یہ زحاف عروض وضرب کے لیے خاص ہے۔

حَذَذ: رکن کے آخر میں واقع ہونے والے وتدِ مجموع کو گرا دینا حذذ کہلاتا ہے۔ چنانچہ مستفعلن سے مستف رہا جسے فعلن سے بدل لیتے ہیں۔ اسی طرح فاعلن سے فابچا جسے فع سے بدل لیا جاتا ہے۔ یہ فاعلن کی اَحَذّ یا محذوذ صورت ہے۔ حذذ عروض وضرب کے لیے مخصوص ہے۔

تَر فیل: رکن کے آخر میں آنے والے وتدِ مجموع پر ایک سببِ خفیف بڑھا دینا ترفیل کہلاتا ہے۔ چنانچہ مستفعلن سے مستفعلن تن بنا۔ اسے مستفعلاتن سے بدل لیا۔ فاعلن سے فاعلن تن بنا، اسے فاعلاتن سے بدل لیتے ہیں۔ ترفیل کے عمل سے وجود میں آنے والا رکن مُرَفَّل کہلاتا ہے۔

وَقْف: تاے مفعولاتُ کو ساکن کرنا وقف کہلاتا ہے۔ چنانچہ مفعولاتُ وقف کے عمل سے مفعولات بن جاتا ہے۔ یہ مفعولاتُ کی موقوف صورت ہے۔ بعض حضرات اسے مفعولان سے بدل لیتے ہیں۔ وقف اواخرِ مصاریع کے لیے مخصوص ہے۔

طَیّ: رکن کے شروع میں دو سببِ خفیفِ متصل واقع ہوں تو ایسے رکن میں سے چوتھے حرف کو جو ساکن ہوگا گرا دینا طے کہلاتا ہے۔ چنانچہ مستفعلن سے مستعِلن رہا۔ اسے مفتعلن سے بدل لیا جاتا ہے۔ مفعولاتُ سے واو گرا تو مفعلاتُ رہا، اسے فاعلاتُ سے بدل لیا۔ یہ مفعولاتُ کا مطوّی ہے۔

صَلْم: وتدِ مفروق کے گرانے کو صلم کہتے ہیں۔ چنانچہ مفعولاتُ کے آخر سے لاتُ گر گیا، باقی رہا مفعو۔ اس کو فعلن ساکن العین سے بدل لیا۔ چنانچہ فعلن، مفعولات کا اصلم ہے۔

کَسف یا کَشْف: رکن کے آخر میں آنے والے وتدِ مقرون کے دوسرے حرفِ متحرک کو گرا دینا کسف یا کشْف کہلاتا ہے چنانچہ مفعولاتُ پر کسف کے عمل سے "ت" گر گئی۔ مفعولا باقی رہا، اسے مفعولن سے بدل لیا۔ کسف والے رکن کو مکسوف (یا مکشوف) کہتے ہیں۔ یہ زحاف عروض وضرب سے خصوصیت رکھتا ہے۔

جذْع: رکن کے شروع میں سے دو سببِ خفیف گرا کر وتدِ مفروق کے حرفِ آخر کو ساکن کر دینا جدع کہلاتا ہے۔ چنانچہ مفعولاتُ سے مفعو حذف ہوا تو لاتُ باقی رہا، یہ وتدِ مفروق ہے۔ اس کی ت کو ساکن کر دیا تو لات بنا اسے فاع سے بدل لیا گویا فاع، مفعولات کا مجدوع ہے۔ یہ زحاف عروض وضرب کے لیے مخصوص ہے۔

تَسکین: قدر بلگرامی کے الفاظ میں: "جس مقام پر تین متحرک متوالی ایک جا ہو جائیں، خواہ ایک رکن کے ہوں مثلاً

مفتعِلن یافعِلاتن میں، خواہ دو رکن کے، جس طرح مفعولُ مفاعیلن میں۔ پس درمیان والے متحرک کو ساکن کر لینا جیسے مثالِ اول و دوم کو مفعولن اور مثالِ سوم کو مفعولن مفعولن بنالینا"۔

تَشعیث: تشعیث کے عمل کے بارے میں عروضیوں کے ہاں بہت سے اختلافات موجود ہیں۔ تاہم وہ اختلافات نتائج پر اثر انداز نہیں ہوتے۔ مختصر یہ کہ تشعیث، اجتماعِ خَبن و تسکین کا نام ہے۔ نجم الغنی رام پوری کے الفاظ میں "مخبون مُسَکَّن عین مُشَعَّث ہے اور مشعّث عین مخبون مسکن ہے"۔ چنانچہ فاعلاتن سے فعِلاتن مخبون بنا اور فعلاتن پر تسکین کے عمل سے عین ساکن ہو گیا۔ تو فعلاتن حاصل ہوا جسے مفعولن سے بدل لیا۔ پس مفعولن، فاعلاتن کا مشعّث ہے۔ اسے مخبون مسکن بھی کہا جا سکتا ہے۔

ثَرْم: اجتماعِ قبض و ثلم کو ثرم کہتے ہیں۔ چنانچہ فعولن سے نون قبض کی بدولت گر گیا، اور "ف" ثلم کے باعث جاتی رہی۔ باقی رہا عولُ جسے فعل یا فاع سے بدل لیا۔ ثرم کے عمل سے وجود میں آنے والا رکن اثرم کہلاتا ہے۔

ھَتْم: اجتماعِ حذف و قصر کو ہتم کہتے ہیں۔ پس مفاعیلن سے لن حذف کے باعث گر گیا۔ باقی رہا مفاعی، جس کی یائے تحتانی قصر کے باعث گر گئی اور عین ساکن ہو گیا تو مفاع بنا اسے فعول سے بدل لیا۔ یہ مفاعیلن کا اہتم ہے۔

شَتْر: عروض کی اصطلاح میں اجتماعِ خرم و قبض کو شتر کہتے ہیں۔ چنانچہ مفاعیلن سے خرم کے باعث میم گر گیا اور بہ سببِ قبض حرفِ پنجم یائے تحتانی گری تو فاعلن رہ گیا۔ یہ مفاعیلن کا اشتر ہے۔

خَرْب: اجتماعِ خرم و کف کا اصطلاحی نام خَرْب ہے۔ چنانچہ مفاعیلن کا میم خرم کے باعث گر گیا۔ اور نون کف کے باعث جاتا رہا۔ باقی رہا فاعیلُ۔ اسے مفعولُ سے بدل لیتے ہیں۔ یہ مفاعیلن کی اخرب صورت ہے۔

شَکْل: خبن و کف کے اجتماع کو عروض کی اصطلاح میں شکل کہا جاتا ہے۔ چنانچہ فاعلاتن سے بہ سببِ خبن الف گر گیا اور کف کے عمل سے نون حذف ہوا چنانچہ فاعلاتن کی مشکول صورت فعِلاتُ وجود میں آ گئی۔

وَقْص: اضمار و خبن کے اجتماع کو عروض کی اصطلاح میں وقص کہتے ہیں۔ یعنی جو رکن ایک سببِ ثقیل، ایک سببِ خفیف اور ایک وتدِ مجموع سے مرکب ہو اس کے دوسرے حرفِ متحرک کو ساکن کرنا اور پھر گرا دینا۔ چنانچہ متفاعلن سے مفاعلن بنا جو متفاعلن کی موقوص صورت ہے۔

بَتْر: بتر سے مراد ہے خرم و جب کا اجتماع چنانچہ مفاعیلن کی میم بسببِ خرم کے اور دونوں سببِ خفیف جب کے باعث

گر گئے تو فا باقی رہا، اسے فع سے بدل لیا، یہ مفاعیلن کا ابتر ہے۔ ظاہر ہے کہ جب بتر سے مراد ہے اجتماعِ خرم و جب تو فعولن اور فاعلاتن میں اس کا عمل چل ہی نہیں سکتا۔ لیکن عروضیوں نے فعولن اور فاعلاتن کی ابتر صورتیں بھی گنائی ہیں۔ اور ان ارکان میں بتر کا عمل کرنے کے لیے بتر کی تعریف ہی بدل دی ہے۔ جس کی وجہ سے یہ زحاف سخت پریشانی کا باعث بن گیا ہے۔ چنانچہ نجم الغنی رامپوری نے بحر الفصاحت میں بتر کے بارے میں لکھا ہے: ”یہ زحاف تین طرح پر ہے۔ یعنی اجتماعِ ثلم و حذف کو بھی بتر کہتے ہیں جیسے فعولن سے فاع، اور اجتماعِ حذف و قطع کو بھی بتر کہتے ہیں جیسے فاعلاتن سے فعلن اور اجتماعِ خرم و جب کو بھی بتر کہتے ہیں جیسے مفاعیلن سے فع۔ پس بعض رکن میں اس کا لقب ابتر ہوتا ہے اور بعض میں مقطوع و محذوف کہتے ہیں اور بعض میں اخرم و مجبوب بولتے ہیں“۔

نَحْر: اجتماعِ صلم و حذف کو نحر کہتے ہیں۔ یعنی پہلے رکن کے آخر سے وتدِ مفروق گرانا پھر بقیہ رکن کے آخر سے جب خفیف گرا دینا۔ چنانچہ مفعولاتُ سے پہلے لاتُ اور پھر عو گر گیا۔ باقی رہا مف، جسے فع سے بدل لیا یہ مفعولاتُ کی منحور صورت ہے۔

بابِ سوم

اوزانِ اقبال

اس باب میں علامہ اقبال کے استعمال کردہ ہر وزن کی ضروری تفصیل دینے کے بعد بقیدِ کتاب ان تمام نظموں کے عنوانات اور مصرع ہائے اولیٰ درج کر دیے گئے ہیں جو اس وزنِ خاص میں لکھی گئی ہیں۔ نظموں کی نشان دہی میں تصانیفِ اقبال کی حسبِ ذیل ترتیب ملحوظ رکھی گئی ہے۔

۱۔ بانگِ درا	۲۔ بالِ جبریل
۳۔ ضربِ کلیم	۴۔ ارمغانِ حجاز
۵۔ اسرارِ خودی	۶۔ رموزِ بے خودی
۷۔ پیامِ مشرق	۸۔ زبورِ عجم
۹۔ جاوید نامہ	۱۰۔ پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق

۱۱۔ مثنوی مسافر (اسے الگ کتاب شمار کیا گیا ہے)

اگر کسی کتاب میں کسی وزنِ خاص کی کوئی نظم شامل نہیں تو اس وزن کے تحت اس کتاب کا مطلق ذکر نہیں کیا گیا۔ مثلاً اگر کسی وزن میں ارمغانِ حجاز کے بعد پیامِ مشرق کا ذکر آجاتا ہے تو اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ اسرارِ خودی اور رموزِ بے خودی میں وہ وزن استعمال ہی نہیں ہوا۔

وزن نمبر ا

(ا) بحرِ رمل مثمّن محذوف الآخر: فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن (دوبار)

(ب) بحرِ رمل مثمّن مقصور الآخر: فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات (دوبار)

بالفاظِ دیگر

(ا) آٹھ رکن کا شعر۔ عروض وضرب محذوف (=فاعلن) باقی سالم (=فاعلاتن) دوبار

(ب) آٹھ رکن کا شعر۔ عروض وضرب مقصور (=فاعلات) باقی سالم (=فاعلاتن) دوبار

(نوٹ) ا۔ یاد رہے کہ بحرِ رمل کا اساسی رکن فاعلاتن ہے۔

۲۔ چونکہ حذف وقصر یا بالفاظِ دیگر کسی وزن کی محذوف الآخر اور مقصور الآخر صورتوں کو ایک شعر، نظم یا غزل میں جمع کرنا جائز ہے۔ اس لیے یہ دو وزن عملی اعتبار سے ایک وزن کا درجہ رکھتے ہیں۔

۳۔ بعض ماہرینِ عروض فاعلاتن کی مقصور صورت یعنی فاعلات کو فاعلان سے بدل لیتے ہیں تاکہ فاعلاتُ مضموم التّا سے التباس نہ ہو۔ بعض اسے یوں ہی رہنے دیتے ہیں۔ چنانچہ فاعلاتن کی مقصور صورت فاعلات بھی درست ہے اور فاعلان بھی۔

بانگِ درا

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	حصّہ اوّل		
۱	ہمالہ	مسدس ترکیب بند	اے ہمالہ! اے فصیلِ کشورِ ہندوستاں!
۲	گلِ رنگیں	مسدس ترکیب بند	تُو شناسائے خراشِ عقدۂ مشکل نہیں
۳	عہدِ طفلی	مسدس ترکیب بند	تھے دیارِ نَو زمین و آسماں میرے لیے
۴	مرزا غالب	مسدس ترکیب بند	فکرِ انساں پر تری ہستی سے یہ روشن ہوا
۱۳	خفتگانِ خاک سے استفسار	مثنوی	مہرِ روشن چھپ گیا، اُٹھّی نقابِ رُوئے شام
۱۶	صدائے درد	مثنوی	جل رہا ہوں کل نہیں پڑتی کسی پہلو مجھے
۲۰	آفتابِ صبح	مسدس ترکیب بند	شورشِ مے خانۂ انساں سے بالا تر ہے تو
۲۲	گلِ پژمردہ	مثنوی	کس زباں سے اے گلِ پژمردہ تجھ کو گُل کہوں؟
۲۳	سیّد کی لوحِ تربت	مثنوی	اے کہ تیرا مرغِ جاں تارِ نفس میں ہے اسیر
۲۴	ماہِ نو	مثنوی	ٹوٹ کر خورشید کی کشتی ہوئی غرقابِ نیل
۲۹	شاعر ص۵۳	مسدس ترکیب بند	قوم گویا جسم ہے، افراد ہیں اعضائے قوم
۳۲	رخصت اے بزمِ جہاں	مثنوی	رخصت اے بزمِ جہاں! سوئے وطن جاتا ہوں میں
۳۳	طفلِ شیر خوار	مثنوی	میں نے چاقو تجھ سے چھینا ہے تو چلّاتا ہے تو
۳۵	نالۂ فراق (آرنلڈ کی یاد میں)	مسدس ترکیب بند	جا بسا مغرب میں آخر اے مکاں تیرا مکیں
۳۶	چاند	مثنوی	میرے ویرانے سے کوسوں دُور ہے تیرا وطن
۴۴	داغ	مثنوی	عظمتِ غالبؔ ہے اِک مدّت سے پیوندِ زمیں
۴۷	بچہ اور شمع	مثنوی	کیسی حیرانی ہے یہ اے طفلکِ پروانہ خو!
۵۰	غزلیات		
	۴	غزل	لاؤں وہ تنکے کہاں سے آشیانے کے لیے

	۵	غزل	کیا کہوں اپنے چمن سے میں جدا کیونکر ہوا
	۱۲	غزل	سختیاں کرتا ہوں دل پر، غیر سے غافل ہوں میں
	حصّہ دوم		
۵۴	سوامی رام تیرتھ	مثنوی	ہم بغل دریا سے ہے اے قطرۂ بے تاب تو
۶۱	وصال	مثنوی	جستجو جس گل کی تڑپاتی تھی اے بلبل مجھے
۶۳	عاشقِ ہرجائی	ترکیب بند	ہے عجب مجموعۂ اضداد اے اقبال تو (نوٹ: دو بند ہیں، ہر بند مطلع سے عاری ہے)
۷۴	صقلیہ (جزیرۂ سسلی)	مثنوی	رو لے اب دل کھول کر اے دیدۂ خونبابہ بار!
۷۵	غزلیات		
	۱	غزل	زندگی انساں کی اک دم کے سوا کچھ بھی نہیں!
	۵	غزل	یوں تو اے بزمِ جہاں! دلکش تھے ہنگامے ترے (نوٹ: غزل مطلع سے عاری ہے)
	حصّہ سوم		
۷۶	بلادِ اسلامیہ	مثنوی	سرزمیں دلّی کی مسجودِ دلِ غم دیدہ ہے
۷۹	گورستانِ شاہی	مثنوی	آسماں بادل کا پہنے خرقۂ دیرینہ ہے
۸۰	نمودِ صبح	قصیدہ	ہو رہی ہے زیرِ دامانِ افق سے آشکار
۸۲	فلسفۂ غم	مثنوی	گو سراپا کیفِ عشرت ہے شرابِ زندگی
۸۶	ایک حاجی مدینے کے راستے میں	مثنوی	قافلہ لوٹا گیا صحرا میں، اور منزل ہے دور
۹۸	غرّۂ شوّال یا ہلالِ عید	مثنوی + (قصیدہ + بیتِ مصرّع)	غرّۂ شوّال! اے نورِ نگاہِ روزہ دار! (نوٹ: پہلے سات شعر بصورتِ مثنوی پھر گیارہ شعر کا ایک بند بصورتِ ترکیب بند)

۹۹	شمع اور شاعر	ترکیب بند	دوش می گفتم بہ شمعِ منزلِ ویرانِ خویش (نوٹ: ہر بند مطلعے سے عاری ہے)
۱۰۰	مسلم	مثنوی	ہر نفس اقبال تیرا آہ میں مستور ہے
۱۰۸	نویدِ صبح	مثنوی	آتی ہے مشرق سے جب ہنگامہ در دامن سحر
۱۱۱	فاطمہ بنتِ عبد اللہ	مثنوی	فاطمہ! تو آبروے امتِ مرحوم ہے
۱۱۷	تضمین بر شعرِ ابو طالب کلیم	قطعہ	خوب ہے تجھ کو شعارِ صاحبِ یثربؐ کا پاس
۱۲۲	والدۂ مرحومہ کی یاد میں	مثنوی	ذرّہ ذرّہ دہر کا زندانیِ تقدیر ہے
۱۲۳	شعاعِ آفتاب	مثنوی	صبح جب میری نگہ سودائیِ نظّارہ تھی
۱۲۶	نانک	مثنوی	قوم نے پیغامِ گوتم کی ذرا پروا نہ کی
۱۲۷	کفر و اسلام (تضمین بر شعر میر رضی دانش)	نظمِ جدید ہیئت نمبر ۲	ایک دن اقبالؔ نے پوچھا کلیمِ طور سے
۱۳۵	مذہب ص۲۷۹	قطعہ	اپنی ملّت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
۱۴۱	اسیری	قصیدہ	ہے اسیری اعتبار افزا جو ہو فطرت بلند
۱۴۳	ہمایوں	مثنوی	اے ہمایوں! زندگی تیری سراپا سوز تھی
۱۴۴	خضرِ راہ	ترکیب بند	ساحلِ دریا پہ میں اک رات تھا محوِ نظر (نوٹ: بیش تر بند مطلعے سے عاری ہیں)
	غزلیات		
۱۴۶	۲	غزل	یہ سرودِ قمری و بلبل فریبِ گوش ہے
	ظریفانہ		
۱۴۷	۳	قطعہ	شیخ صاحب بھی تو پردے کے کوئی حامی نہیں
	۸	قطعہ	انتہا بھی اس کی ہے؟ آخر خریدیں کب تلک
	۱۵	قطعہ	ممبری امپیریَل کونسل کی کچھ مشکل نہیں

	۲۳	قطعہ	محنت و سرمایہ دنیا میں صف آرا ہو گئے
	۲۴	قطعہ	شام کی سرحد سے رخصت ہے وہ رندِ لم یزل
	۲۷	قطعہ بتصریعِ شعرِ اول	کارخانے کا ہے مالک مردکِ ناکردہ کار

بالِ جبریل

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
		فرد (بیتِ مصرّع)	پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
۱/۱۴		غزل	اپنی جولاں گاہ زیرِ آسماں سمجھا تھا میں
۲/۷		غزل	پھر چراغِ لالہ سے روشن ہوئے کوہ و دمن
۲/۹		غزل	عشق سے پیدا نوائے زندگی میں زیر و بم
	قید خانے میں معتمد کی فریاد	قطعہ	اک فغانِ بے شرر سینے میں باقی رہ گئی
	گدائی	قصیدہ	مے کدے میں ایک دن اک رندِ زیرک نے کہا
	الارض للہ	قطعہ + بیتِ مصرّع	پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون
	نصیحت	قطعہ	بچۂ شاہیں سے کہتا تھا عقابِ سال خورد
	جبریل وابلیس	قصیدہ	ہمدمِ دیرینہ کیسا ہے جہانِ رنگ و بُو؟
	مسولینی	قصیدہ	ندرتِ فکر و عمل کیا شے ہے، ذوقِ انقلاب
	خانقاہ	قطعہ	رمز و ایما اس زمانے کے لیے موزُوں نہیں
	یورپ	قطعہ	تاک میں بیٹھے ہیں مدّت سے یہودی سُود خوار
	شیر اور خچر	قطعہ	ساکنانِ دشت و صحرا میں ہے تُو سب سے الگ

ضربِ کلیم

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	اسلام اور مسلمان		

۴۳	تقدیر (ابلیس ویزداں)	قطعہ	اے خُدائے کُن فکاں! مجھ کو نہ تھا آدم سے بیر
۵۲	جان و تن	قطعہ	عقل مدت سے ہے اس پیچاک میں اُلجھی ہوئی
	تعلیم و تربیت		
۸۳	تربیت	قطعہ	زندگی کچھ اور شے ہے، علم ہے کچھ اور شے
	ادبیات، فنونِ لطیفہ		
۱۳۰	مرزا بیدل	قطعہ	ہے حقیقت یا مری چشمِ غلَط بیں کا فساد
۱۴۵	رقص و موسیقی	نظمِ جدید ہیئت نمبر ۵	شعر سے روشن ہے جانِ جبرئیل و اہرمن
	سیاسیاتِ مشرق و مغرب		
۱۶۸	مسولینی (اپنے مشرقی اور مغربی حریفوں سے)	قطعہ	کیا زمانے سے نرالا ہے مسولینی کا جُرم!
۱۸۳	محراب گل افغان کے افکار ۸۔	قصیدہ	زاغ کہتا ہے نہایت بدنُما ہیں تیرے پَر

ارمغانِ حجاز

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	ابلیس کی مجلسِ شوریٰ		
	ابلیس	قصیدہ	یہ عناصر کا پُرانا کھیل! یہ دنیائے دوں!
	پہلا مشیر	قصیدہ	اس میں کیا شک ہے کہ محکم ہے یہ ابلیسی نظام
	دوسرا مشیر پہلا مشیر	قصیدہ	خیر ہے سلطانیِ جمہور کا غوغا کہ شر؟

	تیسرا مشیر چوتھا مشیر تیسرا مشیر	قصیدہ	روحِ سلطانی رہے باقی تو پھر کیا اضطراب
	پانچواں مشیر	قصیدہ	اے ترے سوزِ نفس سے کارِ عالم استوار
	ابلیس اپنے مشیروں سے	ترکیب بند	ہے مرے دستِ تصرف میں جہانِ رنگ و بو
	عالمِ برزخ		
	صدائے غیب	قصیدہ	نے نصیبِ مار و کژدم، نے نصیبِ دام و دو
	قبر اپنے مردے سے	قطعہ	آہ ظالم تو جہاں میں بندۂ محکوم تھا
	صدائے غیب	قصیدہ	گرچہ برہم ہے قیامت سے نظامِ ہست و بود (نوٹ: اس نظم کے پہلے تین حصّے وزن نمبرے میں ہیں اور آخری حصّہ جو زمین کے ذیلی عنوان کے تحت آیا ہے وزن نمبر ۲۳ میں ہے)
	معزول شہنشاہ	قطعہ	ہو مبارک اس شہنشاہِ نکوفرجام کو
	ملازادہ ضیغم لولابی کشمیری کا بیاض		
	۳	قصیدہ	آج وہ کشمیر ہے محکوم و مجبور و فقیر
	۴	قصیدہ	گرم ہو جاتا ہے جب محکوم قوموں کا لہو

پیامِ مشرق

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	افکار		
۵	دعا	قطعہ	اے کہ از خم خانۂ فطرت بجامم ریختی

۵۵	مئے باقی		
	۳	غزل	می تراشد فکرِ ما ہر دم خداوندے دگر
	۱۲	غزل	آشنا ہر خار را از قصّہٗ ما ساختی
	۱۸	غزل	موج را از سینہٗ دریا گسستن می تواں
	۴۴	غزل	شعلہ در آغوش دارد عشق بے پروائے من
	نقشِ فرنگ		
۵۹	فلسفہ وسیاست	قطعہ	فلسفی را با سیاست داں بیک میزاں مسنج
۶۰	صحبتِ رفتگاں: (در عالمِ بالا)		
	کارل مارکس	فرد (بیتِ مصرّع)	رازدانِ جزو و کل از خویش نا محرم شد است
	مزدک	قطعہ	دانہٗ ایراں ز کشتِ زار و قیصر بر دمید
۶۲	حکیم آئن سٹائن	قصیدہ	جلوہٗ می خواست مانندِ کلیمِ نا صبور
۶۸	ہیگل	قطعہ	حکمتش معقول و با محسوس در خلوت نرفت
۷۱	مے خانہٗ فرنگ	قطعہ + بیتِ مصرّع	یادِ ایامے کہ بودم درخمستانِ فرنگ
۸۰	خردہ		
	۸	فرد (بیتِ مصرّع)	اے برادر من ترا از زندگی دادم نشاں
	۱۰	قطعہ	از نزاکت ہاے طبعِ موشگافِ او مپرس

زبورِ عجم

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	حصّہ اوّل		
۱		فرد (بیتِ مصرّع)	عشق شور انگیز را ہر جادہ در کوے تو برد
۱۹		مستزاد	یا مسلماں را مدہ فرماں کہ جاں برکف بنہ
۲۰		غزل	عقل ہم عشق است و از ذوقِ نگہ بیگانہ نیست

۴۵		غزل	یادِ ایّامے کہ خوردم بادہ ہا با چنگ و نے
۵۶		غزل	اے خدائے مہر و مہ خاکِ پریشانے نگر
	حصّہ دوم		
۱۲	۔	غزل	خضرِ وقت از خلوتِ دشتِ حجاز آید بروں
۲۳	۔	غزل	از نوا بر من قیامت رفت و کس آگاہ نیست
۲۵	۔	غزل	لالۂ صحرایم از طرفِ خیابانم برید
۳۰		مستزاد	خواجہ از خونِ رگِ مزدور سازد لعلِ ناب
۳۱		غزل	گرچہ می دانم کہ روزے بے نقاب آید بروں
۴۱		غزل	عشق اندر جستجو افتاد و آدم حاصل است
۴۳		غزل	عشق را نازم کہ بودش را غمِ نابود نے
۴۴		غزل	بر دلِ بے تابِ من ساقی مئے نابے زند
۵۷		غزل	چوں چراغِ لالہ سوزم در خیابانِ شما
۷۰		غزل	لالۂ ایں گلستاں داغِ تمنائے نداشت

جاوید نامہ

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	(نوٹ: جاوید نامہ مثنوی ہے جو وزن نمبر ۴ میں لکھی گئی ہے لیکن اس میں دیگر اوزان اور ہیئتوں سے بھی کام لیا گیا ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل منظومات کا تعلق وزن نمبر ا سے ہے)		

۶۲	نمودار می شود روح ناصر خسرو علوی و غزلے مستانہ سرائیدہ غائب می شود	فرد (بیتِ مصرّع)	جمع کردم مشت خاشاکے کہ سوزم خویش را ص۱۸۴ (نوٹ: یہ شعر جو باب آنسوے افلاک میں آیا ہے غنی کاشمیری کا ہے)۔
		غزل	دست را چو مرکبِ تیغ و قلم کردی مدار (نوٹ: یہ غزل ناصر خسرو کی ہے۔ مطلع ندارد)

وزن نمبر ۲

ا۔ رمل مثمن مخبون مشعث مقصور: فِعِلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعْلان (دوبار)

ب۔ رمل مثمن مخبون مقصور: فعِلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعِلان (دوبار)

ج۔ رمل مثمن مخبون محذوف مسکن: فعِلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعْلن (دوبار)

د۔ رمل مثمن مخبون محذوف: فعِلاتن فعِلاتن فعِلاتن فعِلن (دوبار)

نجم الغنی رام پوری کے الفاظ میں ''ان چاروں وزنوں کے واسطے ایک حکم ہے اور اجتماع ایک غزل میں روا ہے اور اگر سب میں پہلا رکن سالم ہووے یا صدر سالم ہووے اور ابتدا مخبون یا اس کے برعکس تو بھی شعر ناموزوں نہ ہو گا''۔[1]

علامہ اقبال نے یہ چاروں وزن جمع کیے ہیں لیکن صدر و ابتدا کا رکن بالعموم سالم ہی استعمال کیا ہے۔ یعنی جہاں تک اس وزنِ خاص کا تعلق ہے علامہ اقبال کے بیش تر مصرعوں کا آغاز فاعلاتن کے رکن سے ہوتا ہے۔ چنانچہ بیش تر مصرعوں کی شکل یہ ہے:

فاعلاتن	فعِلاتن	فعِلاتن	فعْلان
فاعلاتن	فعِلاتن	فعِلاتن	فعِلان
فاعلاتن	فعِلاتن	فعِلاتن	فعلن
فاعلاتن	فعِلاتن	فعِلاتن	فعِلن

بہت تھوڑے مصرعوں نے یہ شکل اختیار کی ہے:

ا۔ بحر الفصاحت صد۲۰۰۔

فعلاتن	فِعلاتن	فِعلاتن	فعْلان
فعلاتن	فِعلاتن	فِعلاتن	فِعلان
فعلاتن	فِعلاتن	فِعلاتن	فعْلن
فعلاتن	فِعلاتن	فِعلاتن	فِعلن

مؤخر الذکر صورت کے مقابلے میں اول الذکر صورت کی روانی، ترنم اور موسیقیت ظاہر ہے۔

بحرِ رمل کا اساسی رکن فاعلاتن ہے ان اوزان میں فاعلاتن کی جو فروع استعمال ہوئی ہیں ان کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

۱۔ فاعلاتن: سالم

۲۔ فِعلاتن: مخبون

۳۔ فِعلان یا فِعلات: مخبون مقصور

۴۔ فِعلن: مخبون محذوف

۵۔ فعْلن: مشعث محذوف یا مخبون محذوف مسکن

۶۔ فعْلان: مشعث مقصور

بانگِ درا

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	حصّہ اوّل		
۵	ابرِ کوہسار	مسدس ترکیب بند	ہے بلندی سے فلک بوس نشیمن میرا
۹	بچّے کی دعا	مثنوی	لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری
۲۵	انسان اور بزمِ قدرت	مثنوی	صبحِ خورشید درخشاں کو جو دیکھا میں نے
۳۰	دل	قصیدہ + بیتِ مصرّع	قصّۂ دار و رسن بازیِ طفلانۂ دل
۳۱	موجِ دریا	مسدس ترکیب بند	مضطرب رکھتا ہے میرا دل بے تاب مجھے
۴۱	صبح کا ستارہ	مثنوی	لطفِ ہمسائگیِ شمس و قمر کو چھوڑوں
	حصّہ دوم		
۵۷	حسن و عشق	نظمِ جدید ہیئت نمبر ۹	جس طرح ڈوبتی ہے کشتیِ سیمینِ قمر
۵۸	۔۔۔کی گود میں بلّی دیکھ کر	مثنوی	تجھ کو دزدیدہ نگاہی یہ سکھا دی کس نے
۵۹	کلی	مثنوی	جب دکھاتی ہے سحر عارضِ رنگیں اپنا
۶۵	نوائے غم	مثنوی	زندگانی ہے مری مثلِ ربابِ خاموش
۶۸	جلوۂ حسن	مثنوی	جلوۂ حسن کہ ہے جس سے تمنا بے تاب
۷۳	عبد القادر کے نام	قطعہ + بیتِ مصرّع	اٹھ کہ ظلمت ہوئی پیدا افقِ خاور پر
	حصّہ سوم		
۸۸	شکوہ	مسدس ترکیب بند	کیوں زیاں کار بنوں سود فراموش رہوں
۹۰	رات اور شاعر	مثنوی	میں ترے چاند کی کھیتی میں گہر بوتا ہوں (نوٹ: اس نظم کا دوسرا حصہ جو شاعر کی تقریر پر مشتمل ہے اور جس کے لیے شاعر کا ذیلی عنوان بھی دیا گیا ہے، اس وزن میں ہے۔ لیکن پہلا حصہ جو

			رات کی تقریر پر مشتمل ہے اور ”رات“ کے ذیلی عنوان کے تحت آیا ہے وزن نمبر ۱۷ میں ہے)۔
۹۳	نصیحت	قطعہ	میں نے اقبال سے از راہِ نصیحت یہ کہا
۱۰۳	جوابِ شکوہ	مسدس ترکیب بند	دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
۱۰۵	تعلیم اور اس کے نتائج تضمین بر شعر ملّا عرشی	قطعہ + بیتِ مصرّع	خوش تو ہم بھی ہیں جوانوں کی ترقی سے مگر
۱۳۷	شبِ معراج	قطعہ	اخترِ شام کی آتی ہے فلک سے آواز
۱۳۹	شیکسپئر	ترکیب بند	شفقِ صبح کو دریا کا خرام آئینہ (نوٹ: دوسرا بند مطلعے سے عاری ہے)
۱۴۶	غزلیات		
	۳	غزل	نالہ ہے بلبلِ شوریدہ ترا خام ابھی
	۴	غزل	پردہ چہرے سے اٹھا انجمن آرائی کر
۱۴۷	ظریفانہ		
	۱۸	قطعہ	دیکھیے چلتی ہے مشرق کی تجارت کب تک
	۱۹	قطعہ	گائے اک روز ہوئی اونٹ سے یوں گرمِ سخن

بالِ جبریل

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
		فرد (بیتِ مصرّع)	اٹھ کہ خورشید کا سامانِ سفر تازہ کریں
۸/۱		غزل	لا پھر ایک بار وہی بادہ و جام اے ساقی
۳۹/۲		غزل	تازہ پھر دانشِ حاضر نے کیا سحرِ قدیم

۴۳/۲		غزل	مکتبوں میں کہیں رعنائیِ افکار بھی ہے
۴۴/۲		غزل	حادثہ وہ جو ابھی پردۂ افلاک میں ہے
۵۶/۲		غزل	کھو نہ جا اس سحر و شام میں اے صاحبِ ہوش
۵۷/۲		غزل	تھے جہاں مدرسۂ شیری و شاہنشاہی
	ملا اور بہشت	قطعہ	میں بھی حاضر تا وہاں ضبطِ سخن کر نہ سکا
	نپولین کے مزار پر	قصیدہ	راز ہے راز ہے تقدیرِ جہانِ تگ و تاز

ضربِ کلیم

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	اسلام اور مسلمان		
۱	صبح	قطعہ	یہ سحر جو کبھی فردا ہے کبھی ہے امروز
۳	تن بہ تقدیر	قطعہ	اسی قرآں میں ہے اب ترکِ جہاں کی تعلیم
۹	اجتہاد	قطعہ	ہند میں حکمتِ دیں کوئی کہاں سے سیکھے
۱۴	توحید	قطعہ	زندہ قوت تھی جہاں میں یہی توحید کبھی
۲۰	فقر و ملوکیت	قطعہ	فقر جنگاہ میں بے ساز و یراق آتا ہے
۲۱	اسلام	قطعہ	روح اسلام کی ہے نورِ خودی، نارِ خودی
۲۲	حیاتِ ابدی	قطعہ	زندگانی ہے صدف قطرۂ نیساں ہے خودی
۳۱	وحی	قطعہ	عقلِ بے مایہ امامت کی سزاوار نہیں
۴۶	امامت	قطعہ	تو نے پوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے
۵۳	لاہور و کراچی	قطعہ	نظر اللہ پہ رکھتا ہے مسلمان غیور
۵۴	نبوت	قطعہ	میں نہ عارف نہ مجدّد نہ محدّث نہ فقیہ
	تعلیم و تربیت		
۶۹	زمانۂ حاضر کا انسان	قطعہ	عشق ناپید و خرد می گزدش صورتِ مار

۷۰	اقوامِ مشرق	قطعہ	نظر آتے ہیں بے پردہ حقائق ان کو
۸۱	حکومت	قطعہ	ہے مریدوں کو تو حق بات گوارا لیکن
۸۶	مہمان عزیز	قطعہ	پر ہے افکار سے ان مدرسے والوں کا ضمیر
۸۷	عصرِ حاضر	قطعہ	پختہ افکار کہاں ڈھونڈنے جائے کوئی
۹۰	مدرسہ	قطعہ	عصرِ حاضر ملک الموت ہے تیرا جس نے
۹۴	دین و تعلیم	قطعہ	مجھ کو معلوم ہیں پیرانِ حرم کے انداز
	عورت		
۱۰۴	عورت ۹۶	قطعہ	جوہرِ مرد عیاں ہوتا ہے بے منتِ غیر
	ادبیات، فنونِ لطیفہ		
۱۰۸	اپنے شعر سے	قطعہ	ہے گلہ مجھ کو تری لذّتِ پیدائی کا
۱۱۰	ادبیات	نظمِ جدید ہیئت نمبر ۵	عشق اب پیرویِ عقلِ خداداد کرے
۱۱۲	مسجد قوت الاسلام	قطعہ	ہے مرے سینۂ بے نور میں اب کیا باقی
۱۱۹	وجود	قصیدہ	اے کہ ہے زیرِ فلک مثلِ شرر تیری نمود
۱۲۳	مخلوقاتِ ہنر	قطعہ	ہے یہ فردوسِ نظر اہلِ ہنر کی تعمیر
۱۳۳	سرودِ حلال	قطعہ	کھل تو جاتا ہے مُغَنّی کے بم و زیر سے دل
۱۳۸	ہنروران ِہند	قطعہ	عشق و مستی کا جنازہ ہے تخیل ان کا
۱۳۹	مردِ بزرگ	قصیدہ	اس کی نفرت بھی عمیق اس کی محبت بھی عمیق
۱۴۰	عالمِ نو	قصیدہ	زندہ دل سے نہیں پوشیدہ ضمیرِ تقدیر
۱۴۷	رقص	غزل	چھوڑ یورپ کے لیے رقصِ بدن کے خم و پیچ
	سیاسیاتِ مشرق و مغرب		
۱۵۹	خواجگی	قطعہ	دورِ حاضر ہے حقیقت میں وہی عہدِ قدیم (نوٹ: تین شعروں پر مشتمل اس نظم کے پانچ

			مصرعے وزن نمبر ۱ میں بھی پڑھے جا سکتے ہیں اور وزن نمبر ۲ میں بھی۔ صرف تیسرے شعر کا پہلا مصرع ہے جو وزن نمبر ۱ میں نہیں پڑھا جا سکتا صرف وزن نمبر ۲ میں پڑھا جا سکتا ہے)
			حکمتِ مشرق و مغرب نے سکھایا ہے مجھے
۱۶۰	غلاموں کے لیے	قطعہ	خود ابو الہول نے یہ نکتہ سکھایا مجھ کو
۱۶۱	اہلِ مصر سے	قطعہ	سخت باریک ہیں امراضِ امم کے اسباب
۱۷۸	نفسیاتِ غلامی ۱۶۱ء	قطعہ	
۱۸۳	محراب گل افغان کے افکار		عشق طینت میں فرومایہ نہیں مثلِ ہوس
	۹	قصیدہ	جس کے پرتو سے منور رہی تیری شبِ دوش
	۱۱	قصیدہ	

ارمغانِ حجاز

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	سر اکبر حیدری صدرِ اعظم حیدر آباد دکن کے نام	قطعہ	تھا یہ اللہ کا فرماں کہ شکوہِ پرویز

اسرارِ خودی

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
		فرد (بیتِ غیر مصرّع)	نیست در خشک و تر بیشۂ من کوتاہی ص۳ (نوٹ: اسرارِ خودی وزن نمبر ۴ میں ہے البتہ اس کی تمہید میں نظیری کا یہ شعر درج ہُوا ہے جو وزن نمبر ۲ میں ہے)۔

پیامِ مشرق

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	افکار		
۷	تسخیرِ فطرت (۱۔ میلادِ آدم)	قصیدہ	نعرہ زد عشق کہ خونیں جگرے پیدا شد
۳۴	جہانِ عمل	قصیدہ + بیتِ مصرّع	ہست ایں مےکدہ و دعوتِ عام است ایں جا
۴۵	بندگی	قصیدہ	دوش در مےکدہ ترسا بچۂ بادہ فروش
۴۶	غلامی	قطعہ بتصریعِ شعرِ اول	آدم از بے بصری بندگی آدم کرد
۵۱	خطاب بہ مصطفیٰ کمال پاشا	قطعہ	امئے بود کہ ما از اثرِ حکمتِ او
۵۵	مئے باقی		
	۲	غزل	حلقہ بستند سر تربتِ من نوحہ گراں
	۱۶	غزل	دانۂ سبحہ بہ زنّار کشیدن آموز
	۲۲	غزل	حسرتِ جلوۂ آں ماہِ تمامے دارم
	۲۵	غزل	بے تو از خواب عدم دیدہ کشودن نتواں
	۲۷	غزل	ہوس منزلِ لیلیٰ نہ تو داری و نہ من
	۲۹	غزل	در جہانِ دل ما دورِ قمر پیدا نیست
	۳۲	غزل	سطوت از کوہ ستانند و بکاہے بخشند
	۳۵	غزل	مثلِ آئینہ مشو محوِ جمالِ دگراں
	۳۷	غزل	خواجۂ نیست کہ چوں بندہ پرستارش نیست
	۴۱	غزل	نظر تو ہمہ تقصیر و خرد کوتاہی
	۴۲	غزل	سر خوش از بادۂ تو خم شکنے نیست کہ نیست
	نقشِ فرنگ		
۵۶	پیام	ترکیب بند	از من اے بادِ صبا گوئی بدانائے فرنگ

			(نوٹ: پہلا بند مطلع سے عاری ہے)
۵۷	جمعیت الاقوام	قطعہ	برفتد تا روشن رزمِ دریں بزمِ کہن
۷۳	حکما:		
	لاک	فرد (بیتِ غیر مصرّع)	ساغرش را سحر از بادۂ خورشید افروخت
	کانٹ	فرد (بیتِ مصرّع)	فطرتش ذوقِ مئے آئنہ فامے آورد
	برگساں	فرد (بیتِ مصرّع)	نہ مے از ازل آورد، نہ جامے آورد
۷۵	خراباتِ فرنگ	قطعہ	دوش رفتم بہ تماشاے خراباتِ فرنگ
۷۶	خطاب بہ انگلستان	قطعہ	مشرقی بادہ چشید است زمینائے فرنگ

زبورِ عجم

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	بخوانندۂ کتابِ زبور	قصیدہ	می شود پردۂ چشم پر کاہے گاہے
	حصّہ اوّل		
۱۱		غزل	گرچہ شاہین خرد برسرِ پردازے ہست
۱۲		غزل + بیتِ مصرّع	ایں جہاں چیست صنم خانۂ پندارِ من است
۲۳		غزل	ساقیا بر جگرم شعلۂ نمناک انداز
۲۹		غزل	مرغِ خوش لہجہ و شاہین شکاری از تست
۳۱		غزل	برجہانِ دل من تاختنش را نگرید
۴۴		غزل	رمزِ عشق توبہ ارباب ہوس نتواں گفت
۵۵		غزل	ما کہ افتندہ تر از پر تومہ آمدہ ایم
	حصّہ دوم		
۷		غزل	خرد از ذوقِ نظر گرم تماشا بوداست
۹		غزل	لالۂ ایں چمن آلودۂ رنگ است ہنوز

۱۰		غزل	تکیہ بر حجّت و اعجاز و بیاں نیز کنند
۲۱		غزل	باز بر رفتہ و آئندہ نظر باید کرد
۲۶		غزل	سخنِ تازہ زدم کس بسخن وا نرسید
۲۷		غزل	عاشق آں نیست کہ لب گرم فغانے دارد
۳۳		غزل	زندگی در صدف خویش گہر ساختن است
۵۲		غزل	مئے دیرینہ و معشوقِ جواں چیزے نیست
۶۲		غزل	بگذر از خاور و افسونیِ افرنگ مشو
۶۹		غزل	باز ایں عالمِ دیرینہ جواں می بایست
۷۴		غزل	کم سخن غنچہ کہ در پردۂ دل رازے داشت

جاوید نامہ

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	(نوٹ: جاوید نامہ مثنوی ہے جو وزن نمبر ۴ میں لکھی گئی ہے لیکن اس میں دیگر اوزان اور ہیئتوں سے بھی کام لیا گیا ہے۔ چنانچہ حسبِ ذیل منظومات کا تعلق وزن نمبر ۲ سے ہے) طاسین گوتم: توبہ آوردن زن رقاصہ عشوہ فروش: گوتم	غزل + غزل بلا مطلع	مئے دیرینہ و معشوقِ جواں چیزے نیست (نوٹ: پہلی غزل زبورِ عجم سے لی گئی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے زبورِ عجم حصّہ دوم غزل نمبر ۵۲)

۲۸	غزل زندہ رود غزل ص۱۰۴	غزل غزل	ایں گل و لالہ تو گوئی کہ مقیم اند ہمہ باز بر رفتہ و آئندہ نظر باید کرد (نوٹ: یہ غزل بھی زبورِ عجم سے لی گئی ہے۔ ملاحظہ ہو زبورِ عجم حصّہ دوم غزل نمبر ۲۱)
	برتری ہری ص۱۶۶ غزل ص۲۳	قصیدہ غزل	اے خدایانِ تنک مایہ ز سنگ اندوز خشت بگذر از خاور و افسونیِ افرنگ مشو (نوٹ: یہ غزل بھی زبورِ عجم سے لی گئی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے زبورِ عجم حصّہ دوم غزل نمبر ۶۲)

وزن نمبر ۳

بحرِ رمل مثمن مشکول:		فعِلاتُ فاعلاتن فعِلاتُ فاعلاتن		(دو بار)

بالفاظِ دیگر

آٹھ رکن کا ایک شعر۔ علی التوالی ایک رکن مشکول، ایک رکن سالم

نوٹ: ا۔ بحرِ رمل کا بنیادی رکن فاعلاتن ہے۔ اور عروض کی اصطلاح میں شکل سے مراد ہے خبن و کف کا اجتماع۔

چنانچہ: فاعلاتن سے بسببِ خبن الف گر گیا اور کف کے عمل سے نون حذف ہوا تو فاعلاتن سے فعِلاتُ باقی رہا جو فاعلاتن کی مشکول صورت ہے۔

۲۔ اس وزن میں عروض و ضرب کا مُسَبَّغ (فاعلیان) لانا بھی جائز ہے۔

بالِ جبریل

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
۱۱/۱		غزل	تجھے یاد کیا نہیں ہے مرے دل کا وہ زمانہ
۱۳/۱		غزل	وہی میری کم نصیبی، وہی تیری بے نیازی
۲۲/۲		غزل	یہ پیام دے گئی ہے مجھے بادِ صبح گاہی

ضربِ کلیم

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
۲۸	غزل	غزل	دلِ مردہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر دوبارہ
۷۶	غزل	غزل	نہ میں اعجمی نہ ہندی، نہ عراقی و حجازی

پیامِ مشرق

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	افکار		
۷	تسخیرِ فطرت (۴۔ آدم از بہشت بیروں آمدہ می گوید)	قصیدہ+بیتِ مصرّع	چہ خوش است زندگی را ہمہ سوز و ساز کردن
۳۷	حور و شاعر	قصیدہ+قصیدہ	نہ بہ بادہ میل داری، نہ بہ من نظر کشائی
۵۵	مئے باقی		
	۷	غزل	بملازمانِ سلطاں خبرے دہم ز رازے
	۴۰	غزل	عرب از سرشکِ خونم ہمہ لالہ زار بادا
	نقشِ فرنگ		
۶۶	پٹوفی	قصیدہ	نفسے دریں گلستاں ز عروسِ گل سرودی

زبورِ عجم

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	حصّہ اوّل		
		فرد (بیتِ مصرّع)	ز برونِ در گذشتم، ز درونِ خانہ گفتم
۶		غزل	من اگرچہ تیرہ خاکم، دلکیست برگ و سازم
۷		غزل	بہ صدائے درد مندے، بہ نوائے دل پذیرے
۱۰		غزل	دل و دیدۂ کہ دارم ہمہ لذّتِ نظارہ
۱۶		غزل	تو بایں گماں کہ شاید سرِ آستانہ دارم
۳۶		غزل	شبِ من سحر نمودی کہ بہ طلعت آفتابے
۳۸		غزل	بہ جہانِ درد منداں تو بگوچہ کار داری
۴۲		غزل	کفِ خاکے برگ و سازم برہے فشانم او را
۵۰		غزل	بہ تسلّیٔ کہ دادی نگذاشت کارِ خود را
۵۴		غزل	بہ فغاں نہ لب کشودم کہ فغاں اثر ندارد
	حصّہ دوم		
۶۵		غزل + بیتِ مصرّع	بہ نگاہِ آشنائے چو درونِ لالہ دیدم
		غزل	بہ سوادِ دیدۂ تو نظر آفریدہ ام من (نوٹ: گلشنِ راز جدید مثنوی ہے لیکن اس کا ابتدائیہ دو شعروں پر مشتمل ہے جو غزل کی ہیئت میں ہیں)

وزن نمبر ۴

(ا) بحرِ رمل مسدس محذوف الآخر: فاعلاتن فاعلاتن فاعلن (دوبار)۔

(ب) بحرِ رمل مسدس مقصور الآخر: فاعلاتن فاعلاتن فاعلان/فاعلات (دوبار)۔

بالفاظِ دیگر

(ا) چھے رکن کا ایک شعر۔ عروض وضرب محذوف، باقی ارکان سالم

(ب) چھے رکن کا ایک شعر۔ عروض وضرب مقصور، باقی ارکان سالم

نوٹ: بحرِ رمل کا بنیادی رکن فاعلاتن ہے۔ جس کی محذوف صورت فاعلن ہے اور مقصور صورت فاعلات۔ بعض حضرات اسے فاعلان سے بدل لیتے ہیں تا کہ فاعلاتُ بضمِّ تا سے التباس نہ ہو۔

بانگِ درا

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
۱۴۶	غزلیات ۸	غزل	گرچہ تو زندانیِ اسباب ہے (نوٹ: مطلع ندارد)
۱۴۷	ظریفانہ ۲۲	قطعہ بتصریعِ شعرِ اول	جان جائے ہاتھ سے جائے نہ ست

بالِ جبریل

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	پیر و مرید یورپ سے ایک خط: جواب	مثنوی مثنوی	چشمِ بینا سے ہے جاری جوے خوں کہ نباید خورد و جو ہمچوں خراں (نوٹ: خط کا متن قطعے کی ہیئت اور وزن نمبرے میں ہے)

ارمغانِ حجاز

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
		فرد (بیتِ مصرّع)	آدمیت احترامِ آدمی (نوٹ: ارمغانِ حجاز کے باب حضورِ عالمِ انسانی کا آغاز جاوید نامے کے اس شعر سے ہوتا ہے)

اسرارِ خودی

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	اسرارِ خودی	مثنوی	راہِ شب چون مہرِ عالم تاب زد (نوٹ: اسرارِ خودی میں علامہ اقبال کے اپنے تمام اشعار

			اسی وزن میں ہیں البتہ ضمناً بعض دوسرے شعرا کے ایسے اشعار بھی آگئے ہیں جو اسرارِ خودی کے اصل وزن اور ہیئت سے مطابقت نہیں رکھتے۔ ایسی مستثنیات کے لیے دیکھیے وزن نمبر ۲ اور وزن نمبر ۸)

رموزِ بے خودی

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	رموزِ بے خودی	مثنوی	اے ترا حق خاتمِ اقوام کرد (نوٹ: رموزِ بے خودی میں علامہ اقبال کے اپنے تمام اشعار اسی وزن میں ہیں۔ سرِ آغاز مولانا روم کے ایک شعر کو بنایا گیا ہے جو اسی وزن اور ہیئت میں ہے۔ اس کے بعد عرفی کا ایک شعر درج ہوا ہے جو مختلف وزن اور مختلف ہیئت میں ہے اس کے لیے دیکھیے وزن نمبر ۷)

پیامِ مشرق

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
۲	پیش کش	مثنوی	اے امیرِ کامگار! اے شہریار!
	افکار		
۲۱	حکمت و شعر	قطعہ	بو علی اندر غبارِ ناقہ گم
	نقشِ فرنگ		
۶۱	نیٹشا	قطعہ	گر نوا خواہی ز پیشِ او گریز
۶۹	جلال و گوئٹے	مثنوی	نکتہ دانِ المنی را در ارم
۸۰	خردہ		

	۱	قطعہ	می خورد ہر ذرّۂ ما پیچ و تاب
	۷	قطعہ	چشم را بینائی افزاید سہ چیز
	۱۱	قطعہ	در جہاں مانندِ جوے کوہسار
	۱۲	فرد (بیتِ مصرّع)	اے کہ گل چیدی منال از نیشِ خار
	۱۵	فرد (بیتِ غیر مصرّع)	نقدِ شاعر در خورِ بازار نیست

زبورِ عجم

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	بندگی نامہ	مثنوی	گفت با یزداں مہِ گیتی فروز

جاوید نامہ

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	جاوید نامہ (نوٹ: جاوید نامہ مثنوی ہے جو وزن نمبر ۴ میں لکھی گئی ہے۔ حسبِ ذیل نظم کا تعلق اگرچہ اسی وزن سے ہے۔ مگر اس کی ہیئت مثنوی کی نہیں)۔	مثنوی	آدمی اندر جہانِ ہفت رنگ
۳۱	نغمۂ بعل	نظمِ جدید ہیئت نمبر ۱۰	آدم ایں نیلی تتق را بر درید

پس چہ باید کرد

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق	مثنوی	پیرِ رومی مرشدِ روشن ضمیر (نوٹ: مثنوی پس چہ باید کرد اسی وزن یعنی وزن نمبر

			۴ میں لکھی گئی ہے لیکن اس میں بعض دیگر اوزان اور ہیئتوں سے بھی کام لیا گیا ہے۔ ان کے لیے ملاحظہ ہو وزن نمبر ۱۹ اور وزن نمبر ۲۵)

مثنوی مسافر

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	مثنوی مسافر	مثنوی	نادرِ افغاں شہِ درویش خو (نوٹ: مثنوی مسافر اسی وزن یعنی وزن نمبر ۴ میں لکھی گئی ہے لیکن اس میں بعض دیگر اوزان اور ہیئتوں سے بھی کام لیا گیا ہے۔ ان کے لیے ملاحظہ ہو وزن نمبر ۶ اور وزن نمبر ۱۹)

وزن نمبر ۵

بحرِ ہزج مثمن سالم: مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن (دو بار)

یعنی

آٹھ رکن کا پورا شعر اور ہر رکن سالم

نوٹ: بحرِ ہزج کا بنیادی رکن مفاعیلن ہے اور بحرِ ہزج مثمن سالم میں عروض و ضرب کے مُسَبَّغ (مفاعیلان) ہونے کی گنجائش موجود ہے۔

بانگِ درا

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	حصّہ اوّل		
۲۶	پیامِ صبح	قصیدہ + بیتِ مصرّع	اجالا جب ہُوا رخصت جبینِ شب کی افشاں کا
۳۴	تصویرِ درد	ترکیب بند	نہیں منت کشِ تابِ شنیدن داستاں میری
۵۰	غزلیات		
	۶	غزل	انوکھی وضع ہے، سارے زمانے سے نرالے ہیں
	۸	غزل	کہوں کیا آرزوے بے دلی مجھ کو کہاں تک ہے
	۹	غزل	جنھیں میں ڈھونڈتا تھا آسمانوں میں زمینوں میں
	حصّہ دوم		
۵۱	محبت	قصیدہ + بیتِ مصرّع	عروسِ شب کی زلفیں تھیں ابھی نا آشنا خم سے
۷۵	غزلیات		
	۴	غزل	چمک تیری عیاں آتش میں، بجلی میں شرارے میں
	حصّہ سوم		
۸۱	تضمین بر شعرِ انیسی شاملو	قطعہ + بیتِ مصرّع	ہمیشہ صورتِ بادِ سحر آوارہ رہتا ہوں
۹۷	خطاب بہ جوانانِ اسلام	قطعہ	کبھی اے نوجواں مسلم تدبّر بھی کیا تو نے
۱۱۴	غلام قادر رہیلہ	قطعہ	رہیلہ کس قدر ظالم جفا جو کینہ پرور تھا
۱۲۱	تہذیبِ حاضر (تضمین بر		
۱۲۴	شعرِ فیضی)	قصیدہ + بیتِ مصرّع	حرارت ہے بلا کی بادۂ تہذیبِ حاضر میں
	عرفی	نظمِ جدید ہیئت نمبر ۲	محل ایسا کیا تعمیر عرفی کے تخیل نے
۱۳۰	پھولوں کی شہزادی	ترکیب بند	کلی سے کہہ رہی تھی ایک دن شبنم گلستاں میں (نوٹ: دوسرا بند مطلع سے عاری ہے)

۱۳۱	تضمین بر شعرِ صائب	قطعہ	کہاں اقبال تو نے آ بنایا آشیاں اپنا
۱۳۸	پھول	قطعہ	تجھے کیوں فکر ہے اے گل دلِ صد چاکِ بلبل کی
۱۴۵	طلوعِ اسلام	ترکیب بند	دلیلِ صبحِ روشن ہے ستاروں کی تنک تابی
۱۴۷	ظریفانہ		
	۱۲	قطعہ	وہ مس بولی ارادہ خودکشی کا جب کیا میں نے
	۲۸	قطعہ	سنا ہے میں نے کل یہ گفتگو تھی کارخانے میں

بالِ جبریل

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
۱/۲		غزل	اگر کج رو ہیں انجم آسماں تیرا ہے یا میرا؟
۱/۶		غزل	پریشاں ہو کے میری خاک آخر دل نہ بن جائے
۱/۷		غزل	دگرگوں ہے جہاں تاروں کی گردش تیز ہے ساقی
۱/۱۰		غزل	متاعِ بے بہا ہے درد و سوزِ آرزو مندی
۲/۱		غزل	سما سکتا نہیں پہنائے فطرت میں مرا سودا
۲/۸		غزل	مسلماں کے لہو میں ہے سلیقہ دل نوازی کا
۲/۱۴		غزل	دلِ بیدارِ فاروقی دلِ بیدارِ کرّاری
۲/۱۷		غزل	زمستانی ہوا میں گرچہ تھی شمشیر کی تیزی
۲/۳۳		غزل	خرد مندوں سے کیا پوچھوں کہ میری ابتدا کیا ہے
۲/۳۵		غزل	مجھے آہ و فغانِ نیم شب کا پھر پیام آیا
۲/۳۶		غزل	نہ ہو طغیانِ مشتاقی تو میں رہتا نہیں باقی
۲/۳۸		غزل	یہ پیرانِ کلیسا و حرم اے وائے مجبوری
	ایک نوجوان کے نام	قصیدہ + قصیدہ	ترے صوفے ہیں افرنگی، ترے قالیں ہیں ایرانی (نوٹ: اگر بیت ہائے واسطہ موجود ہوتیں تو اسے

			ترکیب بند کہا جاتا)

ضربِ کلیم

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	اسلام اور مسلمان		
۶۳	لاواِلّا	قطعہ	فضائے نور میں کرتا نہ شاخ و برگ و بر پیدا
	تعلیم و تربیت		
۷۲	مصلحینِ مشرق	قطعہ	میں ہوں نومید تیرے ساقیانِ سامری فن سے
	ادبیات، فنونِ لطیفہ		
۱۴۶	ضبط	قطعہ	طریقِ اہلِ دنیا ہے گلہ شکوہ زمانے کا
	سیاسیاتِ مشرق و مغرب		
۱۷۴	ایک بحری قزاق اور سکندر	قطعہ	صلہ تیرا تری زنجیر یا شمشیر ہے میری

ارمغانِ حجاز

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
		فرد (بیتِ مصرّع)	ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر (نوٹ: یہ شعر عزت بخاری کا ہے علامہ اقبال نے اسے ارمغانِ حجاز کے باب حضورِ رسالتؐ کا سرِ آغاز قرار دیا ہے)۔
	ملّازادہ ضیغم لولابی کشمیری کا بیاض		
	۷	قصیدہ	نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبّیری
	۱۷	فرد (بیتِ مصرّع)	خود آگاہی نے سکھلا دی ہے جس کو تن فراموشی

	حضرتِ انسان	قصیدہ + بیتِ مصرّع	جہانِ دانش و بینش کی ہے کس درجہ ارزانی

پیامِ مشرق

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	افکار		
۴۸	جمہوریت	قطعہ	متاعِ معنیِ بیگانہ از دوں فطرتاں جوئی
۵۵	مئے باقی		
	۱۰	غزل	ہوائے فردِ دیں در گلستاں مے خانہ می سازد
	۲۳	غزل	نہ تو اندر حرم گنجے نہ در بت خانہ می آئی

زبورِ عجم

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	حصّہ اوّل		
۹		غزل	نوائے من ازاں پر سوز و بیباک و غم انگیز است
۲۲		غزل	دریں محفل کہ کارِ او گذشت از بادہ و ساقی
۲۴		غزل	ازاں آبے کہ درمن لالہ کارد ساتگینے دہ
۲۵		غزل	زہر نقشے کہ دل از دیدہ گیرد پاک می آیم
۲۶		غزل	دلِ بے قیدِ من با نورِ ایماں کافری کردہ
۲۷		غزل	ز شاعر نالۂ مستانہ در محشر چہ می خواہی
۲۸		غزل	نہ در اندیشۂ من کارزارِ کفر و ایمانے
۳۷		غزل	دریں مے خانہ اے ساقی ندارم محرمے دیگر
۳۹		غزل	اگر نظّارہ از خود رفتگی آرد حجاب اولیٰ
۴۱		غزل	بدہ آں دل کہ مستی ہائے او از بادۂ خویش است

۵۱		غزل	بحرفے می تواں گفتن تمنائے جہانے را
	حصّہ دوم		
۔		غزل	دو عالم را تواں دیدن بہ مینائی کہ من دارم
۳۴		غزل	بروں زیں گنبد دربستہ پیدا کردہ ام راہے
۳۵		غزل	گنہگارِ غیورم مزد بے خدمت نمی گیرم
۳۶		غزل	جہاں کور است و از آئینۂ دل غافل افتاد است
۳۷		غزل	نیابی در جہاں یارے کہ داند دل نوازی را
۳۹		غزل	چو خورشیدِ سحر پیدا نگاہے می تواں کردن
۴۰		غزل	کشیدی بادہ ہا در صحبتِ بیگانہ پے در پے
۴۵		غزل	فروغِ خاکیاں از نوریاں افزوں شود روزے
۵۶		غزل	خودی را مردم آمیزی دلیلِ نارسائی ہا
۶۰		غزل	دریں صحرا گذر افتاد شاید کاروانے را
۶۱		غزل	ترا ناداں امیدِ غم گساری ہا ز افرنگ است
۶۳		غزل	جہانِ رنگ و بو پیدا تو می گوئی کہ راز است ایں
۶۷		غزل	بہار آمد نگہ می غلطد اندر آتشِ لالہ

جاوید نامہ

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	(نوٹ: جاوید نامہ مثنوی ہے جو وزن نمبر ۴ میں لکھی گئی ہے لیکن اس میں دیگر اوزان اور ہیئتوں سے بھی کام لیا گیا ہے چنانچہ حسبِ		

	ذیل منظومات کا تعلق وزن نمبر۵ سے ہے)		
۱	نغمۂ ملائک	غزل	فروغ مشتِ خاک از نوریاں افزوں شود روزے (نوٹ: یہ غزل زبورِ عجم سے لی گئی ہے۔ ملاحظہ ہو زبورِ عجم، حصّہ دوم غزل نمبر ۴۵۔ البتہ پہلے شعر کے مصرعِ ثانی اور دوسرے شعر کے مصرعِ اول میں بعض تغیرات بھی روا رکھے گئے ہیں)
		فرد (بیتِ مصرّع)	نہ جبریلے نہ فردوسے نہ حورے نے خداوندے ص۱۷۶

وزن نمبر ٦

بحرِ ہزج مثمّن اخرب سالم الآخر: مفعولُ مفاعیلن مفعولُ مفاعیلن (دوبار)

یعنی

آٹھ رکن کا ایک شعر۔ صدر و ابتدا اخرب، عروض و ضرب سالم، حشو کا ایک رکن سالم ایک اخرب۔

نوٹ: اس وزن میں عروض ضرب مسبغ (مفاعیلان) بھی آسکتے ہیں۔ بحرِ ہزج کا بنیادی رکن مفاعیلن ہے اور عروض کی اصطلاح میں اجتماعِ خرم و کف کو خَرُب کہتے ہیں چنانچہ مفاعیلن کا میم بہ سبب خرم کے گر گیا اور نون کف کے باعث جاتا رہا۔ باقی بچا فاعیلُ اسے مفعولُ سے بدل لیتے ہیں۔ چنانچہ مفعولُ، مفاعیلن کی اخرب صورت ہے۔

بانگِ درا

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	حصّہ سوم		
۹۶	انسان	قطعہ	منظر چمنستاں کے زیبا ہوں کہ نازیبا
۱۰۹	دعا	قصیدہ	یا رب دلِ مسلم کو وہ زندہ تمنّا دے
۱۴۶	غزلیات		
	۵	غزل	پھر بادِ بہار آئی اقبال غزل خواں ہو

بالِ جبریل

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
۱/۱۵		غزل	اک دانشِ نورانی، اک دانشِ برہانی
۲/۲		غزل	یہ کون غزل خواں ہے پر سوز و نَشاط انگیز
۲/۱۸		غزل	یہ دیرِ کہن کیا ہے؟ انبارِ خس و خاشاک
۲/۲۹		غزل	افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر
۲/۳۴		غزل	جب عشق سکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی
۲/۴۷		غزل	یوں ہاتھ نہیں آتا وہ گوہرِ یک دانہ
۲/۵۱		غزل	کی حق سے فرشتوں نے اقبال کی غمّازی (نوٹ: مطلع ندارد)
	لالۂ صحرا	قصیدہ	یہ گنبدِ مینائی یہ عالمِ تنہائی
	فقر	نظمِ جدید ہیئت نمبر ۷	اک فقر سکھاتا ہے صیاد کو نخچیری (نوٹ: چھے کے چھے مصرعے ہم قافیہ ہیں گویا مسمّط کی ایک قسم کے طور پر مسدس کا جو نظامِ قوافی ہے

			اس کے مطابق مسدس کا پہلا بند اسی شکل میں ہونا چاہیے لیکن یہ نظم صرف اسی بند پر مشتمل ہے)

ضربِ کلیم

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
۱۸۳	محرابِ گل افغان کے افکار		
	۱۲	قصیدہ	لا دینی و لا طینی کس پیچ میں اُلجھا تو
	۱۴	قصیدہ	بے جرأتِ رندانہ ہر عشق ہے روباہی
	۲۰	قصیدہ	فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی

ارمغانِ حجاز

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	ملازادہ ضیغم لولابی کشمیری کا بیاض		
	۱۸	فرد (بیتِ مصرّع)	آں عزمِ بلند آور، آں سوزِ جگر آور

پیامِ مشرق

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	افکار		
۹	نوائے وقت	مخمس	خورشید بدامانم انجم بگریبانم
۴۴	عشق ص۱۵۶	قطعہ	عقلے کہ جہاں سوزد یک جلوۂ بے باکش
۵۵	مئے باقی		
	۹	غزل	صورت نہ پرستم من، بت خانہ شکستم من
	۱۹	غزل	صد نالۂ شب گیرے، صد صبح بلا خیزے

	۲۴	غزل	فرقے نہ نہد عاشق درِ کعبہ و بت خانہ
	۲۶	غزل	ایں گنبدِ مینائی، ایں پستی و بالائی

زبورِ عجم

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	حصّہ اوّل		
۵		غزل	از مشتِ غبارِ ما صد نالہ بر انگیزی
۱۸		غزل	بر عقل فلک پیما ترکانہ شبے خوں بہ
۴۳		غزل	ایں دل کہ مرا دادی لبریزِ یقیں بادا
۴۶		غزل	انجم بگریباں ریخت ایں دیدۂ تر ما را
	حصّہ دوم		
۱		غزل	برخیز کہ آدم را ہنگام نمود آمد
۱۴		غزل	با نشّۂ درویشی در ساز و دمادم زن
۳۸		غزل	علمے کہ تو آموزی مشتاق نگاہے نیست
۴۹		غزل	من ہیچ نمی ترسم از حادثۂ شب ہا
۶۴		غزل	از داغِ فراقِ او در دل چمنے دارم
۷۳		غزل	من بندۂ آزادم عشق است امامِ من

جاوید نامہ

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	(نوٹ: جاوید نامہ مثنوی ہے جو وزن نمبر ۴ میں لکھی گئی ہے لیکن اس میں دیگر		

	اوزان اور ہیئتوں سے بھی کام لیا گیا ہے۔ چنانچہ حسبِ ذیل منظومات کا تعلق وزن نمبر ٦ سے ہے)		
۱۱	نواے سروش	قصیدہ غزل	ترسم کہ تو می رانی ز ورق بسراب اندر با نشّۂ درویشی در ساز و دمادم زن (نوٹ: یہ غزل زبورِ عجم سے لی گئی ہے۔ ملاحظہ ہو زبورِ عجم، حصّہ دوم غزل نمبر ۱۴)

مثنوی مسافر

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	(نوٹ: مثنوی مسافر وزن نمبر ۴ میں لکھی گئی ہے۔ لیکن اس میں دیگر اوزان اور ہیئتوں سے بھی کام لیا گیا ہے۔ چنانچہ حسبِ ذیل نظم کا تعلق وزن نمبر ٦ سے ہے) غزل ص ۳۰	غزل	از دیرِ مغاں آیم بے گردشِ صہبا مست

وزن نمبر ۷

(ا) بحرِ ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف الآخر: مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلُ فعولن (دوبار)

(ب) بحرِ ہزج مثمن اخرب مکفوف مقصور الآخر: مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلُ مفاعیل (دوبار)

بالفاظِ دیگر

(ا) آٹھ رکن کا پورا شعر۔ عروض و ضرب محذوف، صدر و ابتدا اخرب باقی چار ارکان مکفوف

(ب) آٹھ رکن کا پورا شعر۔ عروض و ضرب مقصور، صدر و ابتدا اخرب باقی چار ارکان مکفوف

نوٹ: بحرِ ہزج کا بنیادی رکن مفاعیلن ہے۔ ان اوزان میں مفاعیلن کی جو فروع استعمال ہوئی ہیں ان کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

۱۔ مفعولُ = اخرب

۲۔ مفاعیلُ = مکفوف

۳۔ مفاعیلُ = مقصور

۴۔ فعولن = محذوف

چونکہ حذف و قصر بالفاظِ دیگر کسی وزن کی محذوف الآخر اور مقصور الآخر صورتوں کو ایک شعر، غزل یا نظم میں جمع کرنا جائز ہے، اس لیے یہ دو وزن عملی اعتبار سے ایک وزن کا درجہ رکھتے ہیں۔

بانگِ درا

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	حصّہ اوّل		
۶	ایک مکڑا اور مکّھی	قصیدہ	اک دن کسی مکّھی سے یہ کہنے لگا مکڑا
۲۸	زہد اور رندی	قصیدہ + بیتِ مصرّع	اک مولوی صاحب کی سناتا ہوں کہانی
	حصّہ سوم		
۸۵	وطنیت	مسدس ترکیب بند	اس دور میں مے اور ہے جام اور ہے جم اور
۱۱۲	شبنم اور ستارے	مثنوی	اک رات یہ کہنے لگے شبنم سے ستارے
۱۱۵	ایک مکالمہ	قطعہ	اک مرغِ سرا نے یہ کہا مرغِ ہوا سے
۱۳۲	فردوس میں ایک مکالمہ	قطعہ + بیتِ مصرع	ہاتف نے کہا مجھ سے کہ فردوس میں اک روز
۱۴۷	ظریفانہ		
	۲۱	قطعہ	یہ آیۂ نو جیل سے نازل ہوئی مجھ پر

بالِ جبریل

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
۱/۱۶		غزل	یا رب یہ جہانِ گزراں خوب ہے لیکن (نوٹ: مطلع ندارد)
۲/۱۰		غزل	دل سوز سے خالی ہے نگہ پاک نہیں ہے
۲/۱۲		غزل	پوچھ اس سے کہ مقبول ہے فطرت کی گواہی
۲/۴۹		غزل	فطرت نے نہ بخشا مجھے اندیشۂ چالاک
۲/۵۸		غزل	ہے یاد مجھے نکتۂ مسلمانِ خوش آہنگ
	ہسپانیہ	قطعہ	ہسپانیہ تو خونِ مسلماں کا امیں ہے

	لینن خدا کے حضور میں	قصیدہ	اے انفس و آفاق میں پیدا ترے آیات
	فرمانِ خدا (فرشتوں سے)	قصیدہ	اٹھو مری دنیا کے غریبوں کو جگا دو
	پروانہ اور جگنو	مثنوی	پروانے کی منزل سے بہت دور ہے جگنو
		قطعہ	اقبال نے کل اہلِ خیاباں کو سنایا
	روحِ ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے	مخمس	کھول آنکھ زمیں دیکھ فلک دیکھ فضا دیکھ
	قطعہ	قطعہ	فطرت مری مانندِ نسیم سحَری ہے
	قطعہ	قطعہ	کل اپنے مریدوں سے کہا پیرِ مغاں نے
	اذان	قطعہ	اک رات ستاروں سے کہا نجمِ سحر نے
	قطعہ	قطعہ	اندازِ بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے
	یورپ سے ایک خط	قطعہ	ہم خوگرِ محسوس ہیں ساحل کے خریدار (نوٹ: اس خط کا جواب مولانا روم کی زبانی مثنوی کے دو شعروں کی صورت میں دیا ہے جو وزن نمبر ۴ میں ہیں)
	سوال	قطعہ	اک مفلسِ خود دار یہ کہتا تھا خدا سے
	حال و مقام	قطعہ	دل زندہ و بیدار اگر ہو تو بتدریج
	ابو العلا معری	قطعہ	کہتے ہیں کبھی گوشت نہ کھاتا تھا معرّی
	پنجاب کے پیرزادوں سے	قطعہ	حاضر ہوا میں شیخِ مجدّد کی لحد پر
	سیاست	قطعہ	اس کھیل میں تعیینِ مراتب ہے ضروری
	ابلیس کی عرضداشت	قطعہ	کہتا تھا عزازیل خداوندِ جہاں سے
	باغی مرید	قطعہ	ہم کو تو میسّر نہیں مٹی کا دیا بھی
	ہارون کی آخری نصیحت	قطعہ بتصریعِ شعرِ اول	ہاروں نے کہا وقتِ رحیل اپنے پسر سے

	ماہرِ نفسیات سے	قطعہ	جرأت ہے تو افکار کی دنیا سے گزر جا
	آزادیِ افکار	قطعہ	جو دونیِ فطرت سے نہیں لائقِ پرواز

ضربِ کلیم

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	اسلام اور مسلمان		
۴	معراج	قطعہ	دے ولولۂ شوق جسے لذتِ پرواز
۶	زمین و آسمان	قطعہ	ممکن ہے کہ تو جس کو سمجھتا ہے بہاراں
۱۰	شکر و شکایت	قطعہ	میں بندۂ ناداں ہوں مگر شکر ہے تیرا
۱۳	تقدیر	قطعہ + بیتِ مصرّع	نا اہل کو حاصل ہے کبھی قوت و جبروت
۱۶	ہندی مسلمان	قطعہ	غدارِ وطن اس کو بتاتے ہیں برہمن
۱۷	آزادیِ شمشیر کے اعلان پر	قطعہ	سوچا بھی ہے اے مردِ مسلماں کبھی تو نے
۱۹	قوت اور دین	قطعہ	اسکندر و چنگیز کے ہاتھوں سے جہاں میں
۲۷	ہندی اسلام	قطعہ	ہے زندہ فقط وحدتِ افکار سے ملّت
۲۹	دنیا	قطعہ	مجھ کو بھی نظر آتی ہے یہ بوقلمونی
۳۳	عقل و دل	قطعہ	ہر خاکی و نوری پہ حکومت ہے خرد کی
۳۴	مستیِ کردار	قطعہ	صوفی کی طریقت میں فقط مستیِ احوال
۳۵	قبر	قطعہ	مرقد کا شبستاں بھی اسے راس نہ آیا
۳۶	قلندر کی پہچان	قطعہ + بیتِ مصرّع	کہتا ہے زمانے سے یہ درویشِ جواں مرد
۳۷	فلسفہ	قطعہ	افکار جوانوں کے خفی ہوں کہ جلی ہوں
۳۹	کافر و مومن	قطعہ	کل ساحلِ دریا پہ کہا مجھ سے خضر نے
۴۰	مہدیِ برحق	قطعہ	سب اپنے بنائے ہوئے زنداں میں ہیں محبوس
۴۱	مومن	قطعہ + بیتِ مصرّع	ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم

۴۲	محمد علی باب	قطعہ	تھی خوب حضورِ علما باب کی تقریر
۴۴	اے روحِ محمدؐ	قطعہ	شیرازہ ہُوا ملتِ مرحوم کا ابتر
۴۹	تسلیم و رضا	قطعہ + بیتِ مصرّع	ہر شاخ سے یہ نکتۂ پیچیدہ ہے پیدا
۵۱	الہام اور آزادی	قطعہ	ہو بندۂ آزاد اگر صاحبِ الہام
۵۶	مکہ اور جنیوا	قطعہ	اس دور میں اقوام کی صحبت بھی ہوئی عام
۵۷	اے پیرِ حرم	قطعہ	اے پیرِ حرم رسم و رہِ خانقہی چھوڑ
۵۸	مہدی	قطعہ	قوموں کی حیات ان کے تخیل پہ ہے موقوف
۵۹	مردِ مسلمان	قصیدہ	ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
۶۰	پنجابی مسلمان	قطعہ	مذہب میں بہت تازہ پسند اس کی طبیعت
۶۱	آزادی	قطعہ	ہے کس کی یہ جرأت کہ مسلمان کو ٹوکے
۶۵	احکامِ الٰہی	قطعہ	پابندیِ تقدیر کہ پابندیِ احکام
	تعلیم و تربیت		
۷۴	اسرارِ پیدا	قطعہ	اس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی
۷۷	بیداری	قطعہ	جس بندۂ حق بیں کی خودی ہو گئی بیدار
۷۹	آزادیِ فکر	قطعہ	آزادیِ افکار سے ہے ان کی تباہی
۸۲	ہندی مکتب	قطعہ	اقبال یہاں نام نہ لے علمِ خودی کا
۹۲	اساتذہ	قطعہ	مقصد ہو اگر تربیتِ لعلِ بدخشاں
	عورت		
۹۹	خلوت	قطعہ	رسوا کیا اس دور کو جلوت کی ہوس نے
۱۰۱	آزادیِ نسواں	قطعہ	اس بحث کا کچھ فیصلہ میں کر نہیں سکتا
۱۰۲	عورت کی حفاظت	قطعہ	اک زندہ حقیقت مرے سینے میں ہے مستور
۱۰۳	عورت اور تعلیم	قطعہ	تہذیبِ فرنگی ہے اگر مرگِ امومت

	ادبیات، فنونِ لطیفہ		
۱۱۴	شعاعِ اُمید	قصیدہ + قطعہ + (قطعہ + بیتِ مصرّع)	سورج نے دیا اپنی شعاعوں کو یہ پیغام
۱۲۱	نسیم و شبنم	قطعہ + بیتِ مصرّع	انجم کی فضا تک نہ ہوئی میری رسائی
۱۲۲	اہرامِ مصر	قطعہ	اس دشتِ جگر تاب کی خاموش فضا میں
۱۲۴	اقبال	قطعہ	فردوس میں رومی سے یہ کہتا تھا سَنائی
۱۲۵	فنونِ لطیفہ	قطعہ	اے اہلِ نظر ذوقِ نظر خوب ہے لیکن
۱۲۶	صبحِ چمن	قطعہ + قطعہ	شاید تو سمجھتی ہے وطن دور ہے میرا
۱۲۹	جدّت	نظمِ جدید ہیئت نمبر ۱۶	دیکھے تو زمانے کو اگر اپنی نظر سے
۱۳۲	مصوّر	قطعہ	کس درجے یہاں عام ہوئی مرگِ تخیل
۱۳۶	شاعر	قصیدہ	مشرق کے نیستاں میں ہے محتاج نفسِ نے
۱۳۷	شعرِ عجم	قصیدہ	ہے شعرِ عجم گرچہ طرب ناک و دل آویز
۱۴۱	ایجادِ معانی	قصیدہ	ہر چند کہ ایجادِ معانی ہے خداداد
۱۴۴	شعر	قطعہ	میں شعر کے اسرار سے محرم نہیں لیکن
	سیاسیاتِ مشرق و مغرب		
۱۴۸	اشتراکیت	قطعہ	قوموں کی روش سے مجھے ہوتا ہے یہ معلوم
۱۵۱	خوشامد	قطعہ	میں کارِ جہاں سے نہیں آگاہ و لیکن
۱۵۲	یورپ اور یہود	قطعہ	یہ عیشِ فراواں یہ حکومت یہ تجارت
۱۵۴	نفسیاتِ غلامی ص۱۴۲	قطعہ	شاعر بھی ہیں پیدا علما بھی حکما بھی
۱۵۶	آج اور کل	قطعہ	وہ کل کے غم و عیش پہ کچھ حق نہیں رکھتا
۱۶۴	جمعیتِ اقوامِ مشرق	قطعہ	پانی بھی مسخر ہے ہوا بھی ہے مسخر
۱۶۵	سلطانیِ جاوید	قطعہ	غواص تو فطرت نے بنایا ہے مجھے بھی

۱۶۶	جمہوریت	قطعہ	اس راز کو اک مردِ فرنگی نے کیا فاش
۱۶۹	گلہ	قطعہ	معلوم کسے ہند کی تقدیر کہ اب تک
۱۷۲	دامِ تہذیب	قطعہ	اقبال کو شک اس کی شرافت میں نہیں ہے
۱۷۳	نصیحت	قطعہ	اک مردِ فرنگی نے کہا اپنے پسر سے
۱۷۵	جمعیتِ اقوام	قطعہ	بے چاری کئی روز سے دم توڑ رہی ہے
۱۷۶	شام و فلسطین	قطعہ	رندانِ فرانسیس کا مے خانہ سلامت
۱۸۲	نفسیاتِ حاکمی (اصطلاحات)	قطعہ	یہ مہر ہے بے مہریِ صیّاد کا پردہ
	محراب گل افغان کے افکار		
	۵	قصیدہ	یہ مدرسہ یہ کھیل یہ غوغاے روا رو
	۶	قطعہ	جو عالمِ ایجاد میں ہے صاحبِ ایجاد
	۱۳	قطعہ	مجھ کو تو یہ دنیا نظر آتی ہے دگرگوں
	۱۵	قطعہ	آدم کا ضمیر اس کی حقیقت پہ ہے شاہد
	۱۶	قصیدہ	قوموں کے لیے موت ہے مرکز سے جدائی

ارمغانِ حجاز

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	بڈھے بلوچ کی نصیحت بیٹے کو	قصیدہ	ہو تیرے بیاباں کی ہوا تجھ کو گوارا
	عالمِ برزخ		کیا شے ہے کس روز کا فردا ہے قیامت
	مردہ اپنی قبر سے	قصیدہ	جس موت کا پوشیدہ تقاضا ہے قیامت
	قبر		(نوٹ: اس نظم کے دوسرے حصّے جو صداے
	مردہ	قطعہ	غیب، قبر اپنے مردہ سے اور صداے غیب کے ذیلی عنوانات کے تحت آئے ہیں وزن نمبر ۱ میں ہیں اور ''زمین'' وزن نمبر ۲۳ میں ہے)

	دوزخی کی مناجات	قطعہ	اس دیرِ کہن میں ہیں غرض مند پجاری
	آوازِ غیب	قطعہ + بیتِ مصرّع	آتی ہے دمِ صبح صدا عرشِ بریں سے
	ملازادہ ضیغم لولابی کشمیری کا بیاض		
	۱	مستزاد	پانی ترے چشموں کا تڑپتا ہوا سیماب
	۵	قطعہ	درّاج کی پرواز میں ہے شوکتِ شاہیں
	۶	قصیدہ	رندوں کو بھی معلوم ہیں صوفی کے کمالات
	۱۰	قطعہ	آزاد کی رگ سخت ہے مانندِ رگِ سنگ
	۱۶	قطعہ	حاجت نہیں اے خطۂ گل شرح و بیاں کی

رموزِ بے خودی

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
		فرد (بیتِ غیر مصرّع)	منکر نتواں گشت اگر دم زنم از عشق (نوٹ: رموزِ بے خودی وزن نمبر ۴ میں ہے۔ یہ شعر عرفی کا ہے اور پہلے ذیلی عنوان "پیش کش بحضورِ ملّتِ اسلامیہ" کے تحت ضمناً درج ہُوا ہے)

پیامِ مشرق

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	افکار		
۲۲	کرمکِ شب تاب ص۱۲۲	مستزاد	یک ذرّۂ بے مایہ متاعِ نفس اندوخت
۲۸	شاہین و ماہی	قطعہ	ماہی بچۂ شوخ بہ شاہیں بچۂ گفت
۳۱	شبنم	نظمِ جدید ہیئت نمبر ۱۳	گفتند فرود آئے ز اوجِ مہ و پرویز

زبورِ عجم

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	حصّہ دوم		
۱۸		مثلّث	مانندِ صبا خیز و وزیدن دگر آموز
۱۹		نظمِ جدید ہیئت نمبر ۱۱	اے غنچۂ خوابیدہ چو نرگس نگراں خیز

جاوید نامہ

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	(نوٹ: جاوید نامہ مثنوی ہے جو وزن نمبر ۴ میں لکھی گئی ہے لیکن اس میں دیگر اوزان اور ہیئتوں سے بھی کام لیا گیا ہے چنانچہ حسبِ ذیل شعر وزن نمبر ۷ میں ہے)	فرد (بیتِ غیر مصرّع)	"قمری کفِ خاکستر و بلبل قفسِ رنگ" (نوٹ: یہ شعر غالب کا ہے جس میں لفظی تغیر کیا گیا ہے)۔

وزن نمبر ۸

بحرِ ہزج مثمن اخرب دائرہ اخرب الصّدر والا بتداء

۱	مفعول	مفاعلن	مفاعیلن	فع
	اخرب	مقبوض	سالم	ابتر

۲	مفعول	مفاعلن	مفاعیل	فعل
	اخرب	مقبوض	مکفوف	مجبوب

رباعی کے چوبیس اوزان میں سے بارہ اخرب الصّدر والا بتداء ہیں اور بارہ اخرم الصّدر والا بتداء۔

رباعی کے چاروں مصرعے ان اوزان میں سے کسی ایک وزن پر بھی ہو سکتے ہیں اور اگر کسی رباعی میں ان چوبیس اوزان میں سے کوئی سے دو، تین یا چار وزن جمع کر لیے جائیں تو یہ بھی جائز اور عام طور پر مروّج ہے۔ علامہ اقبال نے صرف دو رباعیاں کہی ہیں اور ان چوبیس اوزان میں سے صرف دو وزن استعمال کیے ہیں۔ ان دونوں کا تعلق اوزانِ اخرب سے ہے۔ اُردو رباعی کے چار مصرعے اس وزن میں ہیں:

مفعول مفاعلن مفاعیلن فع

فارسی رباعی کا تیسرا مصرع اس وزن میں ہے:

مفعول مفاعلن مفاعیل فَعل

اور باقی تین مصرعے اول الذّکر وزن یعنی مفعول مفاعلن مفاعیلن فع میں ہیں۔

یاد رہے کہ بحرِ ہزج کا بنیادی رکن مفاعیلن ہے۔

بانگِ درا

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
۴۷	ظریفانہ ۱	رباعی	مشرق میں اصولِ دین بن جاتے ہیں

پیامِ مشرق

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
۸۰	خردہ ۵	رباعی	گل گفت کہ عیشِ نو بہارے خوش تر

وزن نمبر ۹

(الف) بحرِ ہزج مسدس محذوف الآخر: مفاعیلن مفاعیلن فعولن (دوبار)

(ب) بحرِ ہزج مسدس مقصور الآخر: مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل (دوبار)

بالفاظِ دیگر

(ا) چھے رکن کا ایک شعر۔ عروض وضرب محذوف، باقی ارکان سالم

(ب) چھے رکن کا ایک شعر۔ عروض وضرب مقصور، باقی ارکان سالم

نوٹ: بحرِ ہزج کا بنیادی رکن مفاعیلن ہے۔ مفاعیلن سالم کے علاوہ ان اوزان میں مفاعیلن کی حسبِ ذیل مزاحف صورتیں استعمال ہوئی ہیں:

۱۔ فعولن محذوف

۲۔ مفاعیل مقصور

چونکہ حذف و قصر یا بالفاظِ دیگر کسی وزن کی محذوف الآخر اور مقصور الآخر صورتوں کا اجتماع ایک شعر، غزل یا نظم میں جائز ہے اس لیے یہ دو وزن عملاً ایک وزن کا درجہ رکھتے ہیں۔

بانگِ درا

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	حصّہ اوّل		
۴۶	ایک پرندہ اور جگنو	مثنوی	سرِ شام ایک مرغ نغمہ پیرا
۵۰	غزلیات		
	۳	غزل	عجب واعظ کی دیں داری ہے یا رب
۱۴۷	ظریفانہ		
	۲۶	قطعہ	اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں

بالِ جبریل

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
		دوبیتی	ترے شیشے میں مے باقی نہیں ہے
		دوبیتی	دلوں کو مرکزِ مہر و وفا کر
		دوبیتی	جوانوں کو مری آہِ سحر دے
		دوبیتی	تری دنیا جہانِ مرغ و ماہی
		دوبیتی	کرم تیرا کہ جوہر نہیں میں
		دوبیتی	وہی اصلِ زمان و لا مکاں ہے
		دوبیتی	کبھی آوارہ و بے خانماں عشق
		دوبیتی	کبھی تنہائیِ کوہ و دمن عشق
		دوبیتی	عطا اسلاف کا جذبِ دروں کر
		دوبیتی	یہ نکتہ میں نے سیکھا بوالحسن سے
		دوبیتی	خرد واقف نہیں ہے نیک و بد سے

		دوبیتی	خدائی اہتمامِ خشک و تر ہے
		دوبیتی	یہی آدم ہے سلطاں بحر و بر کا
	(نوٹ: بائیس دوبیتیاں ص۱۱۵ تا ص۱۲۰)	دوبیتی	رہ و رسمِ حرم نامحرمانہ
		دوبیتی	دمِ عارف نسیمِ صبح دم ہے
		دوبیتی	رگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے
		دوبیتی	کھلے جاتے ہیں اسرارِ نہانی
		دوبیتی	زمانے کی یہ گردش جاودانہ
		دوبیتی	حکیمی نا مسلمانی خودی کی
		دوبیتی	ترا تن روح سے ناآشنا ہے
	تاتاری کا خواب	ترکیب بند	کہیں سجادہ و عمامہ رہزن
			(نوٹ: دو بند ہیں اور دونوں مطلعے سے عاری)

ارمغانِ حجاز

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	حضورِ حق	دوبیتی	خوش آں راہی کہ سامانے نگیرد
	حضورِ حق		
	ا۔(نوٹ: پانچ دوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	دلِ ما بے دلاں بردند و رفتند
	۲۔	دوبیتی	دلِ بے قیدِ من در پیچ و تاب است
		قطعہ	صبنت الکاس عنا ام عمرو
	(نوٹ: سات دوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	بخود پیچیدگاں در دل اسیرند
	۳۔(نوٹ: دودوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	دلے در سینہ دارم بے سرورے
		قطعہ	مسلمانے کہ در بندِ فرنگ است
	(نوٹ: دودوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	نخواہم ایں جہان و آں جہاں را

	۴۔(نوٹ: پانچ دوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	بآں قوم از تومی خواہم کشادے
	۵۔(نوٹ: پانچ دوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	دل از دست کسے بردن نداند
	۶۔	قطعہ	عطا کن شورِ رومی، سوزِ خسرو
	۷۔(نوٹ: تین دوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	مسلماں فاقہ مست و ژندہ پوش است
	۸۔	دوبیتی	جہانِ تست در دستِ خسے چند
		قطعہ	مریدے فاقہ مستے گفت با شیخ
	۹۔(نوٹ: دودوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	دگرگوں کشورِ ہندوستان است
	۱۰۔(نوٹ: دودوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	یکے اندازہ کن سود و زیاں را
	۱۱۔(نوٹ: دودوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	بہ پایاں چوں رسد ایں عالمِ پیر
	حضورِ رسالت		
	۱۔(نوٹ: چار دوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	"الا یا خیمگی خیمہ فرد ہل"
		قطعہ	باایں پیری رہِ یثرب گرفتم
	۲۔(نوٹ: دودوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	گناہِ عشق و مستی عام کردند
	۳۔(نوٹ: دوقطعے مسلسل)	قطعہ	سحر با ناقہ گفتم نرم تر رو
		دوبیتی	نم اشک است در چشمِ سیاہش
	۴	قطعہ	چہ خوش صحرا کہ در وے کارواں ہا
		دوبیتی	چہ خوش صحرا کہ شامش صبح خنداست
	۵۔(نوٹ: دودوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	امیرِ کارواں آں اعجمی کیست
	۶۔(نوٹ: دودوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	غمِ پنہاں کہ بے گفتن عیان است
	۷۔(نوٹ: دودوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	گہے شعرِ عراقی را بخوانم
	۸۔(نوٹ: چار دوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	بیا اے ہم نفس باہم بنالیم
	۹۔(نوٹ: اکتیس دوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	مسلماں آں فقیرِ کج کلاہے

		قطعہ	شبے پیشِ خدا بگریستم زار
	(نوٹ: پچپن دو بیتیاں مسلسل)	دوبیتی	نگویم از فرو فالے کہ بگذشت
	(نوٹ: حضورِ حق میں دس اور گیارہ نمبر موجود نہیں)		
	۱۲۔(نوٹ: تین دو بیتیاں مسلسل)	دوبیتی	ز شوق آموختم آں ہا و ہوئے
	۱۳۔(نوٹ: سات دو بیتیاں مسلسل)	دوبیتی	توہم آں مے بگیر از ساغرِ دوست
	حضورِ ملّت	دوبیتی	مجو از من کلامِ عارفانہ
	حضورِ ملّت		
	۱۔بحقِ دل بند وراہِ مصطفیٰ رو		
	(نوٹ: نو دو بیتیاں مسلسل)	دوبیتی	بمنزل کوش مانندِ مہ نو
		قطعہ	ہر آں قومے کہ می ریزد بہارش
		قطعہ	خدا آں ملّتے را سروری داد
		دوبیتی	ز رازی حکمتِ قرآں بیاموز
	۲۔خودی (نوٹ: تین دو بیتیاں مسلسل)	دوبیتی	کسے کو بر خودی زد لا الٰہ را
	۳۔انا الحق (نوٹ: سات دو بیتیاں مسلسل)	دوبیتی	انا الحق جز مقامِ کبریا نیست
	۴۔صوفی وملّا (نوٹ: چار دو بیتیاں مسلسل)	دوبیتی	گرفتم حضرتِ ملا ترش روست
		قطعہ	زمن بر صوفی و ملّا سلامے
		دوبیتی	ز دوزخ واعظِ کافرگرے گفت
		دوبیتی	مریدے خود شناسے، پختہ کارے
		قطعہ	پسر را گفت پیرِ خرقہ بازے
	۵۔رومی۔(نوٹ: دس دو بیتیاں مسلسل)	دوبیتی	بکامِ خود دگر آں کہنہ مے ریز
	۶۔پیامِ فاروق (نوٹ: نو دو بیتیاں مسلسل)	دوبیتی	تو اے بادِ بیاباں از عرب خیز

	۷۔شعرائے عرب (نوٹ: گیارہ دوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	بگو از من نواخوانِ عرب را
	۸۔اے فرزندِ صحرا	قطعہ	سحر گاہاں کہ روشن شد در و دشت
		دوبیتی	عرب را حق دلیلِ کارواں کرد
		دوبیتی	دراں شب ہا خروشِ صبحِ فرداست
	۹۔توچہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد (نوٹ: دس دوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	دگر آئینِ تسلیم و رضا گیر
	۱۰۔خلافت وملوکیت (نوٹ: پانچ دوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	عرب خود را بہ نورِ مصطفیٰ سوخت
	۱۱۔ترکِ عثمانی (نوٹ: تین دوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	بملکِ خویش عثمانی امیر است
	۱۲۔دخترانِ ملّت (نوٹ: آٹھ دوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	بہل اے دخترک ایں دلبری ہا
	۱۳۔عصرِ حاضر (نوٹ: پانچ دوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	چہ عصر است ایں کہ دیں فریادیِ اوست
	۱۴۔برہمن (نوٹ: چار دوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	در صد فتنہ را بر خود گشادی
	۱۵۔تعلیم (نوٹ: تین دوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	تب و تابے کہ باشد جاودانہ
	(نوٹ: دو قطعے مسلسل)	قطعہ	زمن گیر ایں کہ مردے کور چشمے
	(نوٹ: دو دوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	ادب پیرایۂ نادان و داناست
		قطعہ	بہ پورِ خویش دین و دانش آموز
	(نوٹ: پانچ دوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	نوا از سینۂ مرغِ چمن برد
		قطعہ	شتر را بچۂ او گفت در دشت

	۱۶۔ تلاشِ رزق (نوٹ: دو دو بیتیاں مسلسل)	دوبیتی	پریدن از سربامے بباے
	۱۷۔ نہنگ با بچۂ خویش	قطعہ	نہنگے بچۂ خود را چہ خوش گفت
		دوبیتی	تو در دریا نئی او در برِ تست
	۱۸۔ خاتمہ (نوٹ: تین دو بیتیاں مسلسل)	دوبیتی	نہ از ساقی نہ از پیمانہ گفتم
	حضورِ عالمِ انسانی		
	۱۔ تمہید (نوٹ: دو دو بیتیاں مسلسل)	دوبیتی	بیا ساقی بیار آں کہنہ مے را
	۲۔ (نوٹ: دو دو بیتیاں مسلسل)	دوبیتی	زمانہ فتنہ ہا آورد و بگذشت
	۳۔ (نوٹ: دو دو بیتیاں مسلسل)	دوبیتی	چو بلبل نالۂ زاری نداری
	(نوٹ: دو قطعے مسلسل)	قطعہ	گلہ از سختیِ ایام بگذار
	(نوٹ: تین دو بیتیاں مسلسل)	دوبیتی	فتاوی از مقامِ کبریائی
		قطعہ	چہ خوش گفت اشترے باکرۂ خویش
	۴	قطعہ	مرا یاد است از دانائے افرنگ
		دوبیتی	الا اے کشتۂ نا محرمے چند
	۵	دوبیتی	وجود است ایں کہ بینی یا نمود است
		قطعہ	بہ ضربِ تیشہ بشکن بیستوں را
	(نوٹ: چار دو بیتیاں مسلسل)	دوبیتی	منہ از کف چراغِ آرزو را
	۶۔ (نوٹ: سات دو بیتیاں مسلسل)	دوبیتی	نگرید مرد از رنج و غم و درد
		قطعہ	بروں کن کینہ را از سینۂ خویش
		دوبیتی	سحر ہا در گریبانِ شبِ اوست
	۷	قطعہ	ببادِ صبح دم شبنم بنالید

	۸۔ دل (نوٹ: نو دوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	دل آں بحر است کو ساحل نورزد
		قطعہ	نگہ دید و خرد پیمانہ آورد
		دوبیتی	محبت چیست تاثیرِ نگاہیست
	۹۔ خودی (نوٹ: چار دوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	خودی روشن ز نورِ کبریائیست
		قطعہ	وصالِ ما وصال اندر فراق است
		دوبیتی	کفِ خاکے کہ دارم از درِ اوست
	۱۰۔ جبر و اختیار	قطعہ	یقیں دانم کہ روزے حضرتِ او
		دوبیتی	بہ روما گفت با من راہب پیر
	۱۱۔ موت	قطعہ	شنیدم مرگ با یزداں چنیں گفت
		دوبیتی	ثباتش دہ کہ میرِ شش جہات است
	۱۲۔ بگو ابلیس را	دوبیتی	بگو ابلیس را از من پیامے
	(نوٹ: چھے دوبیتیاں مسلسل)		
	۱۳۔ ابلیسِ خاکی و ابلیسِ ناری	دوبیتی	فسادِ عصرِ حاضر آشکار است
	(نوٹ: پانچ دوبیتیاں مسلسل)	قطعہ	مشو نخچیر ابلیسانِ ایں عصر
	(نوٹ: دو دوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	حریفِ ضربِ او مردِ تمام است
	بہ یارانِ طریق	دوبیتی	بیا تا کارِ ایں امّت بسازیم
	بہ یارانِ طریق		
	۱۔ (نوٹ: چھے دوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	قلندر جرّہ باز آسماں ہا
		قطعہ	بگو از من بہ پرویزانِ ایں عصر
	(نوٹ: سولہ دوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	فقیرم ساز و سامانم نگاہیست

		قطعہ	چو رختِ خویش بر بستم ازیں خاک
	۲	دوبیتی	اگر دانا دل و صافی ضمیر است
	۳۔(نوٹ: چار دوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	سجودے آوری دارا و جم را
		قطعہ	ز پیرے یاد دارم ایں دو اندرز
		دوبیتی	بساحل گفت موجِ بے قرارے
		قطعہ	اگر ایں آب و جاہے از فرنگ است
		دوبیتی	فرنگی را دلے زیرِ نگیں نیست
	۴۔(نوٹ: دس دوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	من و تو از دل و دیں نا امیدیم
	۵۔(نوٹ: تین دوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	فرنگ آئینِ رزّاقی بداند
	۶	دوبیتی	قلندر میل تقریرے ندارد
	اُردو نظمیں		
	تصویر و مصوّر (چار دوبیتیاں)	دوبیتی	کہا تصویر نے تصویر گر سے
	رباعیات		
	ا۔(نوٹ: تین دوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	مری شاخِ امل کا ہے ثمر کیا
	۲۔(نوٹ: دو دوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	غریبی میں ہوں محسودِ امیری
		قطعہ	کہا اقبال نے شیخِ حرم سے
	(نوٹ: دو دوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	کہن ہنگامہ ہائے آرزو سرد
		قطعہ	تمیزِ خار و گل سے آشکارا
	(نوٹ: چار دوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	نہ کر ذکرِ فراق و آشنائی

پیامِ مشرق

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
۳	لالۂ طور (رباعیات)		

	(نوٹ: اس عنوان کے تحت چار چار مصرعوں پر مشتمل ۱۶۳ نظمیں آئی ہیں جن میں سے ۹۸ دو بیتیاں ہیں یعنی ان کا پہلا، دوسرا اور چوتھا مصرع ہم قافیہ ہے۔ باقی ۶۵ صاف قطعے ہیں یعنی ان کی بیتِ اول مصرّع نہیں۔ تفصیل حسبِ ذیل ہے)۔		
	۱ تا ۸ (آٹھ دو بیتیاں مسلسل)	دو بیتی	شہیدِ ناز او بزمِ وجود است
	۹	قطعہ	سحر می گفت بلبل باغباں را
	۱۰ تا ۱۵ (چھے دو بیتیاں مسلسل)	دو بیتی	جہانِ ما کہ نابود است بودش
	۱۶ تا ۱۷ (دو قطعے مسلسل)	قطعہ	بہ یزداں روزِ محشر برہمن گفت
	۱۸	دو بیتی	تہی از ہاے و ہو مے خانہ بودے
	۱۹	قطعہ	ترا اے تازہ پرواز آفریدند
	۲۰	دو بیتی	چہ لذت یا رب اندر ہست و بوداست
	۲۱ تا ۲۲ (دو قطعے مسلسل)	قطعہ	شنیدم در عدم پروانہ می گفت
	۲۳ تا ۲۵ (تین دو بیتیاں مسلسل)	دو بیتی	بہ کویش رہ سپاری اے دل اے دل
	۲۶ تا ۲۹ (چار قطعے مسلسل)	قطعہ	ترا یک نکتۂ سر بستہ گویم
	۳۰ تا ۳۱ (دو دو بیتیاں مسلسل)	دو بیتی	بروں از ورطۂ بود و عدم شو
	۳۲ تا ۳۳ (دو قطعے مسلسل)	قطعہ	جہاں یا رب چہ خوش ہنگامہ دارد
	۳۴	دو بیتی	سریر کیقباد، اکلیل جم خاک
	۳۵ تا ۴۲ (آٹھ قطعے مسلسل)	قطعہ	اگر در مشتِ خاکِ تو نہادند
	۴۳ تا ۴۴ (دو دو بیتیاں مسلسل)	دو بیتی	سفالم راے او جام جم کرد

	۴۵تا۶۳(انیس قطعے مسلسل)	قطعہ	خرد اندر سرِ ہر کس نہادند
	۶۴	دوبیتی	وفا ناآشنا بیگانہ خو بود
	۶۵تا۶۸(چار قطعے مسلسل)	قطعہ	مپرس از عشق و از نیرنگیِ عشق
	۶۹	دوبیتی	بمرغانِ چمن ہمداستانم
	۷۰	قطعہ	نماید آنچہ ہست ایں وادیِ گل
	۷۱تا۷۵(پانچ دوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	تو خورشیدی و من سیّارۂ تو
	۷۶	قطعہ	بپاے خود مزن زنجیر تقدیر
	۷۷	دوبیتی	دلِ من در طلسمِ خود اسیر است
	۷۸	قطعہ	نوا در سازِ جاں از زخمۂ تو
	۷۹	دوبیتی	نفس آشفتہ موجے از یمِ اوست
	۸۰	قطعہ	ترا دردِ یکے در سینہ پیچد
	۸۱تا۸۵(پانچ دوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	کرا جوئی چرا در پیچ و تابے
	۸۶	قطعہ	چہ گویم نکتۂ زشت و نکو چیست
	۸۷تا۹۳(سات دوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	کسی کو درد پنہانے ندارد
	۹۴	قطعہ	کمالِ زندگی خواہی بیاموز
	۹۵تا۹۹(پانچ دوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	تو می گوئی کہ آدم خاک زاد است
	۱۰۰تا۱۰۳(چار قطعے مسلسل)	قطعہ	چو در جنت خرامیدم پس از مرگ
	۱۰۴	دوبیتی	بمنزل رہروِ دل در نسازد
	۱۰۵	قطعہ	بیا با شاہدِ فطرت نظر باز
	۱۰۶تا۱۰۷(دودوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	میانِ آب و گل خلوت گزیدم
	۱۰۸	قطعہ	دلا رمزِ حیات از غنچہ دریاب
	۱۰۹تا۱۱۷(نو دوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	فروغِ او بہ بزمِ باغ و راغ است

	۱۱۸	قطعہ	مرنج از برہمن اے واعظِ شہر
	۱۱۹ تا ۱۲۶ (آٹھ دوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	حکیماں گرچہ صد پیکر شکستند
	۱۲۷	قطعہ	تو اے دل تا نشینی در کنارم
	۱۲۸ تا ۱۲۹ (دو دوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	زمن گو صوفیانِ با صفا را
	۱۳۰ تا ۱۳۱ (دو قطعے مسلسل)	قطعہ	تراشیدم صنم بر صورتِ خویش
	۱۳۲ تا ۱۴۶ (پندرہ دوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	زمیں را رازدانِ آسماں گیر
	۱۴۷	قطعہ	عجم بحریست نا پیدا کنارے
	۱۴۸	دوبیتی	مگر کارِ جہاں نا استوار است
	۱۴۹	قطعہ	رمیدی از خداوندانِ افرنگ
	۱۵۰ تا ۱۵۱ (دو دوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	قبائے زندگانی چاک تا کے
	۱۵۲ تا ۱۵۳ (دو قطعے مسلسل)	قطعہ	بجان من کہ جاں نقشِ تن انگیخت
	۱۵۴ تا ۱۵۸ (پانچ دوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	مشو نومید ازیں مشتِ غبارے
	۱۵۹	قطعہ	بحرف اندر نگیری لا مکاں را
	۱۶۰	دوبیتی	بہر دل عشق رنگ تازہ بر کرد
	۱۶۱	قطعہ	ہنوز از بند آب و گل نرستی
	۱۶۲ تا ۱۶۳ (دو دوبیتیاں مسلسل)	دوبیتی	مرا ذوقِ سخن خوں در جگر کرد
	افکار		
۱۲	افکارِ انجم ۱	قطعہ	شنیدم کوکبے با کوکبے گفت
	۲	دوبیتی	اگر انجم ہما نستے کہ بود است
	۳	قطعہ	کس ایں بارِ گراں را برنتابد
	۴	دوبیتی	خنک انساں کہ جانش بے قرار است
۱۴	محاورۂ علم و عشق	ترکیب بند	نگاہم رازدارِ ہفت و چار است

۲۳	حقیقت	قطعہ	عقابِ دور بیں جوئینہ را گفت
۲۹	کرمک شب تاب ص۱۳۶	قطعہ	شنیدم کرمک شب تاب می گفت
۳۳	اگر خواہی حیات اندر خطر زی	ترکیب بند	غزالے با غزالے دردِ دل گفت (نوٹ: دو بند ہیں دونوں مطلعے سے عاری)
۴۲	بہشت	قطعہ	کجا ایں روزگارِ شیشہ بازے
	نقشِ فرنگ		
۷۲	موسیو لینن و قیصر ولیم	قطعہ	گناہِ عشوہ و نازِ بتاں چیست (نوٹ: اس نظم کا پہلا حصہ جو موسیو لینن کی تقریر پر مشتمل ہے، وزن نمبر ۱۶ میں ہے)۔
۷۹	آزادیِ بحر	قطعہ	بطے می گفت بحر آزاد گردید
۸۰	خردہ		
	۶	فرد (بیتِ غیر مصرّع)	سخن گو طفلک و برنا و پیراست
	۱۴	فرد (بیتِ غیر مصرّع)	ندارد کارباد و ہمتاں عشق
	۱۶	قطعہ	چہ خوش بودے اگر مرد نکوپے

زبورِ عجم

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	حصّہ اوّل		
۳۳		غزل	زمستاں را سر آمد روزگاراں
۳۴		غزل	ہوائے خانہ و منزل ندارم
	گلشن رازِ جدید	مثنوی	ز جانِ خاور آں سوزِ کہن رفت

	غزل ۲۴	غزل	فنا را بادۂ ہر جام کردند (نوٹ: یہ غزل گلشن رازِ جدید میں ضمنی حیثیت میں آئی ہے)۔

وزن نمبر ۱۰

بحرِ ہزج مسدس اخرب مقبوض محذوف الآخر: مفعولُ مفاعلن فعولن (دوبار)

بحرِ ہزج مسدس اخرب مقبوض مقصور الآخر: مفعولُ مفاعلن مفاعیل (دوبار)

بحرِ ہزج مسدس اخرم اشتر محذوف الآخر: مفعولن فاعلن فعولن (دوبار)

بحرِ ہزج مسدس اخرم اشتر مقصور الآخر: مفعولن فاعلن مفاعیل (دوبار)

نوٹ: یہ چاروں وزن ایک ہی شمار کیے جاتے ہیں چنانچہ انھیں ایک نظم میں جمع کرنا جائز ہے۔ بحرِ ہزج کا بنیادی رکن مفاعیلن ہے۔ ان اوزان میں مفاعیلن کی حسبِ ذیل فروع استعمال ہوئی ہیں:

مفعولُ = اخرب

مفاعلن = مقبوض

مفعولن = اخرم

فاعلن = اشتر

فعولن = محذوف

مفاعیل = مقصور

بانگِ درا

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	حصّہ اوّل		
۱۰	ہمدردی	قصیدہ + بیتِ مصرّع	ٹہنی پہ کسی شجر کی تنہا
	حصّہ دوم		
۶۰	چاند اور تارے	مثنوی	ڈرتے ڈرتے دمِ سحر سے
۶۷	انسان ص ۱۳۴	نظمِ جدید ہیئت نمبر ا	قدرت کا عجیب یہ ستم ہے
۶۹	ایک شام	مثنوی	خاموش ہے چاندنی قمر کی
۷۰	تنہائی	مثنوی	تنہائیِ شب میں ہے حزیں کیا
	حصّہ سوم		
۷۸	دوستارے	مثنوی	آئے جو قِراں میں دو ستارے

بالِ جبریل

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
۳۱/۲		غزل	ہر چیز ہے محوِ خود نمائی
۳۷/۲		غزل	فطرت کو خِرَد کے روبرو کر
	عبدالرحمٰن اول کا بویا ہوا کھجور کا پہلا درخت سرزمینِ اندلس میں	ترکیب بند	میری آنکھوں کا نور ہے تو
	جدائی	قطعہ + بیتِ مصرّع	سورج بُنتا ہے تارِ زر سے

ضربِ کلیم

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
۵	اسلام اور مسلمان ایک فلسفہ زدہ سیّد زادے کے نام	مثنوی	تو اپنی خودی اگر نہ کھوتا
۹۵	تعلیم و تربیت جاوید سے	ترکیب بند	غارت گرِ دیں ہے یہ زمانہ (نوٹ: دوسرا اور تیسرا بند مطلعے سے عاری ہے)
۱۲۷	ادبیات فنونِ لطیفہ خاقانی	مثنوی	وہ صاحب تحفۃ العراقین

پیامِ مشرق

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
۳۲	افکار عشق	مثنوی	فکرم چو بہ جستجو قدم زد
۸۰	خردہ ۲	فرد (بیتِ غیر مصرّع)	در دانہ ادا شناسِ دریاست

زبورِ عجم

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
۳۰	حصّہ اوّل	غزل	خوشتر ز ہزار پارسائی

وزن نمبر ۱۱

بحرِ رجز مثمّن سالم: مُستَفعِلُن مستفعلن مستفعلن مستفعلن (دو بار)

یعنی

آٹھ رکن کا پورا شعر اور ہر رکن سالم

نوٹ: اس وزن میں عروض و ضرب مذال (مستفعلان) بھی آسکتے ہیں۔ یاد رہے کہ بحرِ رجز کا بنیادی رکن مستفعلن ہے۔

بانگِ درا

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
۱۲۹	حصّہ سوم مسلمان اور تعلیمِ جدید تضمین بر شعرِ ملک قمی	نظمِ جدید ہیئت نمبر ۳	مُرشِد کی یہ تعلیم تھی اے مسلمِ شوریدہ سر

وزن نمبر ۱۲

بحرِ رجز مثمّن مخبون مرفل: مفاعلاتن مفاعلاتن مفاعلاتن مفاعلاتن (دوبار)

نوٹ: یہ بحر بحورِ مستحدثہ میں سے ہے، بقول نجم الغنی رامپوری یہ بحر عروضیانِ پارسی کی ایجاد ہے مگر اس بحر کا کوئی نام نہیں رکھا گیا۔ نجم الغنی رامپوری کے نزدیک یہ وزن رجز مثمن مخبون مرفل یا کامل مثمن موقوص مُرفّل ہے۔[1]

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ بحرِ رجز کا بنیادی رکن مستفعلن ہے۔ اس کی مخبون صورت مفاعلن ہے۔ مفاعلن پر ترفیل کے عمل سے مفاعلن تن بنا جسے مفاعلاتن سے بدل لیا۔ یوں مفاعلاتن، مستفعلن کا مخبون مرفل ٹھہرا۔

اگر اس وزن کا استخراج بحرِ کامل سے ہو تو بحرِ کامل کا بنیادی رکن متفاعلن ہے۔ متفاعلن پر وقص کے عمل سے مفاعلن موقوص بنا۔ مفاعلن پر ترفیل کے عمل سے مفاعلن تن بنا جسے مفاعلاتن سے بدل لیا۔ گویا مفاعلاتن متفاعلن کا موقوص مرفل ہے اور چونکہ اس وزن میں مفاعلاتن آٹھ مرتبہ آیا ہے اس لیے اس وزن کو رجز مثمن مخبون مرفل یا کامل مثمن موقوص مرفل قرار دینا جائز ہے۔

۱۔ بحر الفصاحت ص ۱۳۱

بانگِ درا

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	حصّہ دوم		
۷۱	پیامِ عشق	قصیدہ	سن اے طلب گارِ دردِ پہلو! میں ناز ہوں، تو نیاز ہو جا
۷۵	غزلیات		
	۲	غزل	الٰہی عقلِ خجستہ پے کو، ذرا سی دیوانگی سکھا دے
	۳	غزل	زمانہ دیکھے گا جب مرے دل سے محشر اٹھے گا گفتگو کا
	۷	غزل	زمانہ آیا ہے بے حجابی کا، عام دیدارِ یار ہو گا
	حصّہ سوم		
۸۷	قطعہ	قطعہ	کل ایک شوریدہ خواب گاہِ نبیؐ پہ رو رو کے کہہ رہا تھا

بالِ جبریل

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	زمانہ	قصیدہ	جو تھا نہیں ہے جو ہے نہ ہو گا یہی ہے اک حرفِ محرمانہ

ضربِ کلیم

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	سیاسیاتِ مشرق و مغرب		
۱۴۹	کارل مارکس کی آواز	قصیدہ	یہ علم و حکمت کی مہرہ بازی یہ بحث و تکرار کی نمائش

ارمغانِ حجاز

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	ملازادہ ضیغم لولابی کشمیری کا بیاض		
	۱۵	قصیدہ	ضمیرِ مغرب ہے تاجرانہ ضمیرِ مشرق ہے راہبانہ

وزن نمبر ۱۳

بحرِ رجز مثمّن مطوی مخبون:　　مُفتَعِلن مفاعلن مُفتَعِلن مفاعلن　　(دوبار)

یعنی

آٹھ رکن کا ایک شعر۔ صدر سے ضرب تک پہلے مسطوی پھر مخبون علی التّوالی۔

نوٹ: حشو یا عروض یا ضرب کا مخبون مذال (مفاعلان) لانا بھی جائز ہے۔ بحرِ رجز کا بنیادی رکن مُستفعِلن ہے۔

اس وزن میں اس کی حسبِ ذیل مزاحف اشکال استعمال ہوئی ہیں:

۱۔ مُفتَعِلن　=　مطوّی

۲۔ مفاعلن　=　مخبون

۳۔ مفاعلان　=　مخبون مذال

بانگِ درا

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	حصّہ دوم		
۵۳	پیام	قطعہ	عشق نے کر دیا تجھے ذوقِ تپش سے آشنا
۵۵	طلبۂ علی گڑھ کالج کے نام	قطعہ + بیتِ مصرّع	اوروں کا ہے پیام اور، میرا پیام اور ہے
۶۴	کوششِ ناتمام	قطعہ + بیتِ مصرّع	فرقتِ آفتاب میں کھاتی ہے پیچ و تاب صبح
	حصّہ سوم		
۱۰۷	شاعر ۲۳۵	ترکیب بند	جوے سرود آفریں آتی ہے کوہسار سے

بالِ جبریل

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
۱/۱		غزل	میری نواے شوق سے شور حریمِ ذات میں
۳/۱		غزل	گیسوے تابدار کو اور بھی تاب دار کر
۴/۲		غزل	عالمِ آب و خاک و باد سرِّ عیاں ہے تو کہ میں
۵/۲		غزل	تو ابھی رہ گزر میں ہے قیدِ مقام سے گزر
۱۶/۲		غزل	میرِ سپاہ نا سزا لشکریاں شکستہ صف
	فرشتوں کا گیت	قصیدہ	عقل ہے بے زمام ابھی عشق ہے بے مقام ابھی
	ذوق وشوق	ترکیب بند	قلب و نظر کی زندگی دشت میں صبح کا سماں (نوٹ: اس نظم کے سرِ آغاز کے طور پر علامہ اقبال نے شیخ سعدیؒ کا ایک شعر درج کیا ہے جو وزن نمبر ۱۵ میں ہے)

پیامِ مشرق

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	افکار		
۱۵	سرودِ انجم	نظمِ جدید ہیئت نمبر ۱۴	ہستیِ ما نظامِ ما۔۔۔ دورِ فلک بکامِ ما می نگریم و می رویم (نوٹ: بڑے مصرعوں کا وزن ملحوظ رکھا گیا ہے)۔
۴۳	کشمیر	قصیدہ	رخت بہ کاشمر کشا، کوہ و تل و دمن نگر
۵۵	مئے باقی		
	۶	غزل	خیز و نقاب بر کشا پردگیانِ ساز را
	۲۰	غزل	باز بہ سرمہ تاب دہ چشمِ کرشمہ زائے را

زبورِ عجم

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	حصّہ اوّل		
۴		غزل	اے کہ زمن فزودۂ گرمیِ آہ و نالہ را
۸		غزل	بر سرِ کفر و دیں فشاں رحمتِ عام خویش را
۱۳		غزل	فصلِ بہار ایں چنیں بانگِ ہزار ایں چنیں
۱۵		غزل	خیز و بخاک تشنۂ بادۂ زندگی فشاں
۲۱		غزل	سوز و گدازِ زندگی لذتِ جستجوے تو
۴۸		غزل	فرصتِ کشمکش مدہ ایں دلِ بےقرار را
۵۲		غزل	چند بروے خود کشی پردۂ صبح و شام را
	حصّہ دوم		

۴۷		فرد (بیتِ مصرّع) غزل	شاخِ نہال سدرۂ خار و خس چمن مشو از ہمہ کس کنارہ گیر صحبت آشنا طلب

جاوید نامہ

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	(نوٹ: جاوید نامہ مثنوی ہے جو وزن نمبر ۴ میں لکھی گئی ہے لیکن اس میں دیگر اوزان اور ہیئتوں سے بھی کام لیا گیا ہے۔ چنانچہ حسبِ ذیل منظومات کا تعلق وزن نمبر ۱۳ سے ہے)		
۶	زمزمۂ انجم	ترکیب بند	عقلِ تو حاصلِ حیات، عشقِ تو سرِّ کائنات
۱۳	طاسین گوتم		
	رقاصہ ص۵۰	غزل	فرصتِ کشمکش مدہ ایں دلِ بے قرار را (نوٹ: یہ غزل زبورِ عجم سے لی گئی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے زبورِ عجم، حصّہ اوّل غزل نمبر ۴۸)
۴۴	نوائے طاہرہ	غزل	”گر بتو افتدم نظر چہرہ بہ چہرہ، روبرو“ (نوٹ: یہ غزل قرۃ العین طاہرہ کی ہے)

وزن نمبر ۱۴

بحرِ متقارب مثمن سالم:　　فعولن فعولن فعولن فعولن　　(دوبار)

یعنی

آٹھ رکن کا ایک شعر۔ ہر رکن سالم

نوٹ: عروض و ضرب مسبّغ (فعولان) لانا بھی جائز ہے۔ بحرِ متقارب کا بنیادی رکن فعولن ہی ہے۔

بانگِ درا

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	حصّہ اوّل		
۲۷	عشق اور موت	ترکیب بند	سُہانی نمودِ جہاں کی گھڑی تھی
۵۰	غزلیات		
	۲	غزل	نہ آتے، ہمیں اس میں تکرار کیا تھی
	۱۰	غزل	ترے عشق کی انتہا چاہتا ہوں
	حصّہ سوم		
۱۴۲	دریوزۂ خلافت	قطعہ	اگر ملک ہاتھوں سے جاتا ہے، جائے

بالِ جبریل

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
۲/۴۰		غزل	ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
	طارق کی دُعا (اندلس کے میدانِ جنگ میں)	ترکیب بند	یہ غازی، یہ تیرے پُر اَسرار بندے (نوٹ: دو بند ہیں اور دونوں مطلعے سے عاری ہیں)
	دین وسیاست	قطعہ	کلیسا کی بنیاد رہبانیت تھی
	محبت	قصیدہ	شہیدِ محبت نہ کافر نہ غازی
	سنیما	قصیدہ	وہی بت فروشی، وہی بُت گری ہے
	شاہیں	قطعہ	کیا میں نے اُس خاک داں سے کنارا

ضربِ کلیم

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	عورت		
۹۸	پردہ	قطعہ	بہت رنگ بدلے سپہرِ بریں نے

ارمغانِ حجاز

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	ملازادہ ضیغم لولابی کشمیری کا بیاض		
	۹	قطعہ	کھلا جب چمن میں کتب خانۂ گل
	۱۲	قطعہ	دگرگوں جہاں ان کے زورِ عمل سے

پیامِ مشرق

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	افکار		
۱۸	کرمِ کتابی	قطعہ + بیتِ مصرّع	شنیدم شبے در کتب خانۂ من
۲۶	محاورہ مابین خدا و انسان	ترکیب بند	جہاں را ز یک آب و گِل آفریدم
۲۷	ساقی نامہ (در نشاط باغ کشمیر نوشتہ شد)	قصیدہ	خوشا روزگارے خوشا نو بہارے

زبورِ عجم

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	حصّہ دوم		
۱۳		غزل	ز سلطاں کنم آرزوے نگاہے

وزن نمبر ۱۵

(ا) بحرِ متقارب مثمن محذوف الآخر: فعولن فعولن فعولن فَعُل (دوبار)

(ب) بحرِ متقارب مثمن مقصور الآخر: فعولن فعولن فعولن فعول (دوبار)

بالفاظِ دیگر

(ا) آٹھ رکن کا ایک شعر۔ عروض وضرب محذوف، باقی ارکان سالم

(ب) آٹھ رکن کا ایک شعر۔ عروض وضرب مقصور، باقی ارکان سالم

نوٹ: بحرِ متقارب کا بنیادی رکن فعولن ہے۔ ان اوزان میں فعولن کی سالم صورت کے علاوہ حسبِ ذیل دو مزاحف صورتیں استعمال ہوئی ہیں:

۱۔ فعل = محذوف

۲۔ فعول = مقصور

چونکہ حذف و قصر یا بالفاظِ دیگر محذوف الآخر اور مقصور الآخر وزنوں کا اجتماع ایک شعر، نظم یا غزل میں جائز ہے اس لیے عملی اعتبار سے یہ دو وزن ایک وزن کا درجہ رکھتے ہیں۔

بانگِ درا

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	حصّہ اوّل		
۱۱	ماں کا خواب	مثنوی	میں سوئی جو اک شب تو دیکھا یہ خواب

بالِ جبریل

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
		فرد (بیتِ مصرّع)	دریغ آدم زاں ہمہ بوستاں (نوٹ: یہ شعر شیخ سعدیؒ کا ہے علامہ اقبال نے اسے اپنی نظم ''ذوق وشوق''کا سرِ آغاز قرار دیا ہے)
			ہوا خیمہ زن کاروانِ بہار
	ساقی نامہ	مثنوی	بتا کیا تری زندگی کا ہے راز
	پنجاب کے دہقان سے	مثنوی	قبائل ہوں ملّت کی وحدت میں گم
	خوشحال خاں کی وصیت	قطعہ	خودی کو نہ دے سیم و زر کے عوض
	خودی	مثنوی	

پیامِ مشرق

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	افکار		
۱۳	زندگی	قطعہ	شبے زار نالید ابرِ بہار
۱۷	پند باز با بچۂ خویش	مثنوی	تو دانی کہ بازاں زیک جوہر اند
۲۵	قطرۂ آب	مثنوی	مرا معنیِ تازۂ مدّعاست
۳۶	حکمتِ فرنگ	مثنوی	شنیدم کہ در پارس مردِ گزیں

۴۱	نامۂ عالمگیر	مثنوی	ندانی کہ یزدان دیرینہ بود
۵۰	غنی کاشمیری	مثنوی	غنی آں سخن گوے بلبل صفیر
۵۲	طیّارہ	مثنوی	سر شاخِ گل طائرے یک سحر
	نقشِ فرنگ		
٦۷	محاورہ مابینِ حکیم فرانسوی		
۸۰	اگسٹس کومٹ و مردِ	مثنوی	بنی آدم اعضاے یک دیگراند
	مزدور		
	خردہ	فرد (بیتِ غیر مصرّع)	مزن و سمہ بر ریش و ابروے خویش
	۱۳		

وزن نمبر ۱۶

بحرِ متقارب مثمن اثلم سالم الآخر: فعْلن فعولن فعلن فعولن (دوبار)

یعنی

آٹھ رکن کا شعر۔ صدر و ابتدا اثلم، عروض و ضرب سالم، حشو میں ایک جزو اثلم اور ایک سالم۔

نوٹ: اس وزن میں فعْلن بسکونِ عین فعولن کی اثلم صورت ہے۔ ثلم مراد ہے فعولن کے حرفِ اول کو گرانے سے۔ چنانچہ فعولن سے حرف اول کو گرانے کے بعد عولن بچا اسے فعلن سے بدل لیتے ہیں۔

اس وزن میں حشو کے مقام پر فعولن کے بجائے مُسَبّغ (فعولان) لانا بھی جائز ہے۔

بالِ جبریل

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
۲/۳۰		غزل	ہر شے مسافر ہر چیز راہی
۲/۵۲		غزل	نے مہرہ باقی نے مہرہ بازی

ضربِ کلیم

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
۱۱۸	غزل	غزل	دریا میں موتی اے موجِ بے باک
۱۸۳	محراب گل افغان کے افکار		
	۴	قصیدہ	کیا چرخ کج رو کیا مہر کیا ماہ

زبورِ عجم

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	حصّہ اوّل		
۳۵		غزل	از چشمِ ساقی مست شرابم
۴۹		غزل	جانم در آویخت با روزگاراں
	حصّہ دوم		
۴۸		غزل	بینی جہاں را خود را نہ بینی
۶۶		غزل	ایں ہم جہانے، آں ہم جہانے

وزن نمبر ۱۷

بحرِ مضارع مثمن اخرب: مفعولُ فاعلاتن مفعول فاعلاتن (دو بار)

یعنی

آٹھ رکن کا ایک شعر۔ صدر و ابتدا اخرب، عروض و ضرب سالم، حشو میں ایک جزو سالم اور ایک اخرب۔

نوٹ: بحرِ مضارع کا بنیادی وزن مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن فاع لاتن ہے۔ اس وزن میں مفاعیلن کی اخرب صورت استعمال ہوئی ہے۔ خرب مراد ہے اجتماعِ خرم و کف سے۔ چنانچہ مفاعیلن کا میم بہ سبب خرم کے گر گیا اور نون کف کے باعث جاتا رہا۔ باقی رہا فاعیلُ اسے مفعولُ سے بدل لیا فاعلاتن (فاع لاتن) سالم استعمال ہُوا ہے۔

اس وزن میں عروض و ضرب مُسبّغ (فاعلیان) بھی آسکتے ہیں۔

بانگِ درا

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	حصّہ اوّل		
۱۲	پرندے کی فریاد	ترکیب بند	آتا ہے یاد مجھ کو گزرا ہوا زمانہ
۱۹	ایک آرزو	قطعہ + بیتِ مصرّع	دنیا کی محفلوں سے اکتا گیا ہوں یا رب
۳۹	ترانۂ ہندی	قصیدہ	سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا
۴۰	جگنو	ترکیب بند	جگنو کی روشنی ہے کاشانۂ چمن میں
۴۲	ہندوستانی بچوں کا قومی گیت	مخمس ترجیع بند	چشتی نے جس زمیں میں پیغامِ حق سنایا
	نیا شوالہ	ترکیب بند	سچ کہہ دوں اے برہمن گر تو بُرا نہ مانے
	حصّہ دوم		
۶۲	سلیمٰی	قطعہ + بیتِ مصرّع	جس کی نمود دیکھی چشمِ ستارہ بیں نے
	حصّہ سوم		
۸۴	ترانۂ ملّی	قصیدہ	چین و عرب ہمارا، ہندوستاں ہمارا
۸۹	چاند	ترکیب بند	اے چاند حسن تیرا فطرت کی آبرو ہے
۹۰	رات اور شاعر	مثنوی	کیوں میری چاندنی میں پھرتا ہے تو پریشاں (نوٹ: اس نظم کا پہلا حصہ جو رات کی تقریر پر مشتمل ہے اور جس کے لیے رات کا ذیلی عنوان بھی دیا گیا ہے۔ اِس وزن میں ہے لیکن دوسرا حصّہ جو شاعر کی تقریر پر مشتمل ہے اور شاعر کے ذیلی عنوان کے تحت آیا ہے وزن نمبر ۲ میں ہے)۔
۹۱	بزمِ انجم	ترکیب بند	سورج نے جاتے جاتے شامِ سیہ قبا کو

			(نوٹ: پہلا اور دوسرا بند مطلع سے اور تیسرا بند بیتِ واسطہ سے عاری ہے)

بالِ جبریل

نمبر شمار		ہیئت	پہلا مصرع
۳۲/۲		غزل	اعجاز ہے کسی کا یا گردشِ زمانہ

پیامِ مشرق

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
۵۵	مئے باقی ۱۱	غزل	از ما بگو سلامے آں ترکِ تند خو را

زبورِ عجم

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
۷۵	حصّہ دوم	غزل	خود را کنم سجودے، دیر و حرم نمانده

وزن نمبر ۱۸

(ا) بحرِ مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف: مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن (دوبار)

(ب) بحرِ مضارع مثمن اخرب مکفوف مقصور: مفعول فاعلات مفاعیل فاعلان/فاعلات (دوبار)

بالفاظِ دیگر

(ا) آٹھ رکن کا ایک شعر۔ صدر و ابتدا اخرب۔ عروض و ضرب محذوف، باقی مکفوف۔

(ب) آٹھ رکن کا ایک شعر۔ صدر و ابتدا اخرب۔ عروض و ضرب مقصور، باقی مکفوف۔

نوٹ: بحرِ مضارع کا بنیادی وزن مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن فاع لاتن (دوبار) ہے مذکورہ بالا وزنوں میں مفاعیلن اور فاع لاتن کی حسبِ ذیل مزاحف صورتیں استعمال ہوئی ہیں:

۱۔ مفعولُ: مفاعیلن کا اخرب ہے۔

۲۔ فاعلاتُ: فاع لاتن کا مکفوف ہے۔

۳۔ مفاعیلُ: مفاعیلن کی مکفوف صورت ہے۔

۴۔ فاعلن: فاع لاتن کی محذوف صورت ہے۔

۵۔ فاعلات: فاع لاتن کی مقصور صورت ہے بعض حضرات اسے فاعلانْ سے بدل لیتے ہیں تاکہ فاعلاتُ مضموم التّا سے التباس نہ ہو۔

چونکہ حذف و قصر یا بالفاظِ دیگر کسی وزن کی محذوف الآخر اور مقصور الآخر صورتوں کا اجتماع ایک شعر، نظم یا غزل میں جائز ہے اس لیے عملی طور پر یہ دو وزن ایک وزن کا درجہ رکھتے ہیں۔

بانگِ درا

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	حصّہ اوّل		
۱۴	شمع و پروانہ	مثنوی	پروانہ تجھ سے کرتا ہے اے شمع پیار کیوں؟
۱۷	آفتاب (ترجمہ کا تیری)	مثنوی	اے آفتاب روح و روانِ جہاں ہے تو
۱۸	شمع	مثنوی	بزمِ جہاں میں میں بھی ہوں اے شمعِ درد مند
۲۱	دردِ عشق	مثنوی	اے دردِ عشق ہے گہر آب دار تو
۵۰	غزلیات		
	۱	غزل	گلزارِ ہست و بود نہ بیگانہ وار دیکھ
	۷	غزل	ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی
	۱۳	غزل	مجنوں نے شہر چھوڑا تو صحرا بھی چھوڑ دے
	حصّہ سوم		
۹۴	رام	قصیدہ + بیتِ مصرّع	لبریز ہے شرابِ حقیقت سے جامِ ہند
۹۵	موٹر	قصیدہ + بیتِ مصرّع	کیسی پتے کی بات جگندر نے کل کہی
۱۰۲	شفاخانۂ حجاز	ترکیب بند	اک پیشوائے قوم نے اقبال سے کہا (نوٹ: ہر بند مطلعے سے عاری)
۱۱۳	محاصرۂ ادرنہ	قطعہ	یورپ میں جس گھڑی حق و باطل کی چھڑ گئی
۱۱۸	شبلی و حالی	قطعہ	مسلم سے ایک روز یہ اقبال نے کہا
۱۲۰	صدّیقؓ	قطعہ + بیتِ مصرّع	اک دن رسولِ پاکؐ نے اصحابؓ سے کہا
۱۲۸	بلالؓ ۲ ۲۷	ترکیب بند	لکھا ہے اک مغربِی حق شناس نے (نوٹ: پہلا بند مطلعے سے عاری ہے)
	(مذہب) تضمین بر شعرِ مرزا		

۱۳۳	بیدل ص ۲۷		
	جنگِ یرموک کا ایک واقعہ	قطعہ	تعلیمِ پیرِ فلسفۂ مغربی ہے یہ
۱۳۴	پیوستہ رہ شجر سے امیدِ بہار رکھ	قطعہ + بیتِ مصرّع	صف بستہ تھے عرب کے جوانانِ تیغ بند
۱۳۶	ظریفانہ	قطعہ + بیتِ مصرّع	ڈالی گئی جو فصلِ خزاں میں شجر سے ٹوٹ
۱۴۷	۴		
	۵	قطعہ	یہ کوئی دن کی بات ہے اے مردِ ہوش مند
	۶	قطعہ	تعلیمِ مغربی ہے بہت جرأت آفریں
	۷	قطعہ	کچھ غم نہیں جو حضرتِ واعظ ہیں تنگ دست
	۱۰	قطعہ	تہذیب کے مریض کو گولی سے فائدہ؟
	۱۱	قطعہ	’’اصلِ شہود و شاہد و مشہود ایک ہے‘‘
	۱۳	قطعہ	ہاتھوں سے اپنے دامنِ دنیا نکل گیا
	۱۴	قطعہ	ناداں تھے اس قدر کہ نہ جانی عرب کی قدر
	۱۷	قطعہ	ہندوستان میں جُزوِ حکومت ہیں کونسلیں
	۲۵	قطعہ	فرما رہے تھے شیخ طریقِ عمل پہ وعظ
		قطعہ + بیتِ مصرّع	تکرار تھی مزارع و مالک میں ایک روز

بالِ جبریل

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
۵/۱		غزل + بیتِ مصرّع	کیا عشق ایک زندگیِ مستعار کا!
	فلسفہ و مذہب	قطعہ	یہ آفتاب کیا یہ سپہرِ بریں ہے کیا
	چیونٹی اور عقاب	مثنوی	میں پائمال و خوار و پریشان و درد مند

ضربِ کلیم

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	ناظرین سے	قطعہ	جب تک نہ زندگی کے حقائق پہ ہو نظر
	اسلام اور مسلمان		
۱۸	جہاد	قطعہ	فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے
	تعلیم و تربیت		
۷۵	سلطان ٹیپو کی وصیت	قصیدہ	تو رہ نوردِ شوق ہے منزل نہ کر قبول
	ادبیات، فنونِ لطیفہ		
۱۲۰	سرود	قصیدہ	آیا کہاں سے نالۂ نے میں سرورِ مے؟
	سیاسیات، مشرق و مغرب		
۱۶۲	ابی سینیا	نظمِ جدید ہیئت نمبر ۴	یورپ کے کرگسوں کو نہیں ہے ابھی خبر
۱۶۳	ابلیس کا فرمان اپنے سیاسی		
	فرزندوں کے نام	قطعہ	لا کر برہمنوں کو سیاست کے پیچ میں
۱۸۳	محراب گل افغان کے افکار		
	۱۷	قطعہ	آگ اس کی پھونک دیتی ہے برنا و پیر کو

ارمغانِ حجاز

	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	ملاّ ضیغم لولابی کشمیری کا		
	بیاض		
	۸	قطعہ	سمجھا لہو کی بوند اگر تو اسے تو خیر

اسرارِ خودی

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
		غزل	دی شیخ باچراغ ہمی گشت گردِ شہر ۲ (نوٹ: اسرارِ خودی وزن نمبر ۴ میں ہے، اس کے آغاز میں یہ تین شعر آئے ہیں جو مولانا جلال الدین رومیؒ کی ایک غزل سے لیے گئے ہیں اور وزن نمبر ۱۸ میں ہیں)۔

پیامِ مشرق

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	افکار		
۶	ہلالِ عید	قطعہ	نتواں ز چشمِ شوق رمیداے ہلالِ عید
۸	بوے گل	قطعہ + بیتِ مصرّع	حورے بہ کنجِ گلشنِ جنت تپید و گفت
۱۹	کبر و ناز	قطعہ	یخ جوے کوہ رازِ رہِ کبر و ناز گفت
۲۰	لالہ	قطعہ + بیتِ مصرّع	آں شعلہ ام کہ صبحِ ازل درکنارِ عشق
۳۵	زندگی	قطعہ	پرسیدم از بلند نگاہے حیات چیست؟
۳۶	الملک للہ	قطعہ	طارق چو بر کنارۂ اندلس سفینہ سوخت
۴۰	جوے آب	ترجیع بند	بنگر کہ جوے آب چہ مستانہ می رود (نوٹ: بندِ اول اور بندِ سوم میں مطلع موجود نہیں اور بندِ سوم میں بیتِ واسطہ میں بھی تغیر واقع ہُوا ہے)۔
۴۷	چیستانِ شمشیر	قطعہ	آں سخت کوش چیست کہ گیرد ز سنگ آب
۵۳	عشق ص ۱۶۳	قطعہ	آں حرف دلفروز کہ رازست و راز نیست
۵۴	تہذیب	قطعہ	انساں کہ رخ ز غازۂ تہذیب بر فروخت

۵۵	مئے باقی		
	۱۵	غزل	تیر و سنان و خنجر و شمشیرم آرزوست
	۳۱	غزل	سوزِ سخن ز نالۂ مستانۂ دل است
	۳۹	غزل	خاکیم و تند سیر مثالِ ستارہ ایم
	نقشِ فرنگ		
۵۸	شوپنہار و نیٹشا	قصیدہ + بیتِ مصرّع	مرغے ز آشیانہ بسرِ چمن پرید
۶۴	نیٹشا	قطعہ بتصریعِ شعرِ اول	از سستیِ عناصرِ انساں دلش تپید
۷۰	پیغامِ برگسان	قطعہ + بیتِ مصرّع	تا بر تو آشکار شود رازِ زندگی
۷۴	شعرا	قطعہ	بے پشت بود بادۂ سر جوشِ زندگی
۷۷	قسمت نامۂ سرمایہ و مزدور	قطعہ	غوغاے کارخانۂ آہنگری ز من

زبورِ عجم

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	حصّہ اوّل		
	دعا	قصیدہ	یا رب درونِ سینۂ دل با خبر بدہ
۴۰		غزل	نورِ تو وا نمود سپید و سیاہ را
۴۷		غزل + بیتِ مصرّع	خاور کہ آسماں بہ کمندِ خیالِ اوست
	حصّہ دوم		
۲۹		غزل	ما از خداے گم شدہ ایم او بہ جستجوست
۶۸		غزل	صورت گرے کہ پیکرِ روز و شب آفرید
۷۱		غزل	ہنگامہ را کہ بست دریں دَیر دَیرپاے
۷۲		غزل	اے لالہ اے چراغِ کہستان و باغ و راغ

جاوید نامہ

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	(نوٹ: جاوید نامہ مثنوی ہے جو وزن نمبر ۴ میں لکھی گئی ہے لیکن اس میں دیگر اوزان اور ہیئتوں سے بھی کام لیا گیا ہے چنانچہ حسبِ ذیل منظومات کا تعلق وزن نمبر ۱۸ سے ہے)۔		
	غزل ص۱۲	غزل	”بکشاے لب کہ قند فراوانم آرزوست“ (نوٹ: یہ غزل مولانا روم کی ہے)
		قصیدہ + بیتِ مصرّع	بگذر زما و نالۂ مستانۂ مجوی

وزن نمبر ۱۹

(ا) بحرِ مجتث مثمّن مخبون محذوف: مفاعلن فِعِلاتن مفاعلن فِعِلن (دوبار)

(ب) بحرِ مجتث مثمّن مخبون مقصور: مفاعلن فِعِلاتن مفاعلن فَعِلان (دوبار)

(ج) بحرِ مجتث مثمّن مخبون مُسکّن محذوف: مفاعلن فِعِلاتن مفاعلن فعْلن (دوبار)

(د) بحرِ مجتث مثمّن مخبون مسکن مقصور: مفاعلن فِعِلاتن مفاعلن فعْلانْ (دوبار)

بالفاظِ دیگر

(ا) آٹھ رکن کا ایک شعر۔ عروض وضرب مخبون محذوف، باقی مخبون
(ب) آٹھ رکن کا ایک شعر۔ عروض وضرب مخبون مقصور، باقی مخبون
(ج) آٹھ رکن کا ایک شعر۔ عروض وضرب مخبون مسکن محذوف، باقی مخبون
(د) آٹھ رکن کا ایک شعر۔ عروض وضرب مخبون مسکن مقصور، باقی مخبون

نوٹ: بحرِ مجتث کا بنیادی وزن مس تفع لن فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن (دوبار) ہے۔ مذکورہ بالا اوزان میں مس تفع لن اور فاعلاتن کی حسبِ ذیل مزاحف صورتیں استعمال ہوئی ہیں:

۱۔ مفاعلن: مس تفع لن کی مخبون صورت ہے۔

۲۔ فِعِلاتن: فاعلاتن کی مخبون صورت ہے۔

۳۔ فَعِلن: فاعلاتن سے مخبون محذوف ہے۔

۴۔ فعِلاتْ: فاعلاتن سے مخبون مقصور ہے۔ اسے فعِلان سے بھی بدل لیا جاتا ہے۔

۵۔ فعْلن: فاعلاتن سے مخبون مسکن محذوف ہے اسے مُشَعَّث محذوف بھی کہہ سکتے ہیں۔

۶۔ فعْلات: فاعلاتن سے مخبون مسکن مقصور ہے۔ اسے مشعث مقصور بھی کہہ سکتے ہیں۔ بعض ماہرینِ عروض اسے فعْلان سے بدل لیتے ہیں۔ یہ چاروں وزن متحد شمار کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک نظم یا غزل میں ان کا جمع کرنا جائز ہے۔

بانگِ درا

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	حصّہ اوّل		
۷	ایک پہاڑ اور گلہری	مثنوی	کوئی پہاڑ یہ کہتا تھا اک گلہری سے
۳۷	بلالؓ ص۸۷	مثنوی	چمک اٹھا جو ستارہ ترے مقدر کا
۳۸	سر گذشتِ آدم	قطعہ	سنے کوئی مری غربت کی داستاں مجھ سے
۴۵	ابر	مثنوی	اُٹھی پھر آج وہ پُورب سے کالی کالی گھٹا
۴۸	کنارِ راوی	مثنوی	سکوتِ شام میں محوِ سرود ہے راوی
۴۹	التجاے مسافر	ترکیب بند	فرشتے پڑھتے ہیں جس کو وہ نام ہے تیرا
			(نوٹ: دوسرا بند مطلع سے عاری ہے)
۵۰	غزلیات		
	۱۱	غزل	کُشادہ دستِ کرم جب وہ بے نیاز کرے
	حصّہ دوم		
۵۲	حقیقتِ حسن	مثنوی	خدا سے حسن نے اک روز یہ سوال کیا
۵۶	اخترِ صبح	ترکیب بند	ستارہ صبح کا روتا تھا اور یہ کہتا تھا
			(نوٹ: بندِ اول مطلع سے عاری ہے)
۶۶	عشرت امروز	مثنوی	نہ مجھ سے کہہ کہ اجل ہے پیامِ عیش و سرور
۷۲	فراق	مثنوی	تلاشِ گوشۂ عُزلت میں پھر رہا ہوں میں
۷۵	غزلیات		
	۶	غزل	مثال پرتوِ مے طوفِ جام کرتے ہیں
	حصّہ سوم		
۷۷	ستارہ	ترکیب بند	قمر کا خوف کہ ہے خطرۂ سحر تجھ کو

۸۳	پھول کا تحفہ عطا ہونے پر	مثنوی	وہ مستِ ناز جو گلشن میں جا نکلتی ہے
۱۰۱	حضور رسالت مآبؐ میں	ترکیب بند	گراں جو مجھ پہ ہنگامۂ زمانہ ہُوا
۱۰۴	ساقی	قطعہ	نشہ پلا کے گِرانا تو سب کو آتا ہے
۱۰۶	قربِ سلطاں	قطعہ	تمیزِ حاکم و محکوم مِٹ نہیں سکتی
۱۱۰	عید پر شعر لکھنے کی فرمائش کے جواب میں	قطعہ + بیتِ مصرّع	یہ شالامار میں اک برگِ زرد کہتا تھا
۱۱۶	میں اور تو ۲۴۶	قطعہ + قطعہ بتصریعِ شعرِ اول	مذاقِ دید سے نا آشنا نظر ہے مری
۱۱۹	ارتقا	قطعہ + بیتِ مصرّع	ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
۱۲۵	ایک خط کے جواب میں	قطعہ	ہوس بھی ہو تو نہیں مجھ میں ہمّتِ تگ و تاز
	ظریفانہ		
	۱۶	قطعہ	دلیلِ مہر و وفا اس سے بڑھ کے کیا ہو گی

بالِ جبریل

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
۱/۴		غزل	اثر کرے نہ کرے سن تو لے مری فریاد
۱/۹		غزل	مٹا دیا مرے ساقی نے عالمِ من و تو
۱/۱۲		غزل	ضمیرِ لالہ مئے لعل سے ہُوا لبریز
۲/۳		غزل	وہ حرفِ راز کہ مجھ کو سکھا گیا ہے جنوں
۲/۶		غزل	امینِ راز ہے مردانِ حُر کی درویشی
۲/۱۱		غزل	ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
۲/۱۳		غزل	یہ حوریانِ فرنگی، دل و نظر کا حجاب
		غزل	خودی کی شوخی و تُندی میں کبر و ناز نہیں

۱۵/۲		غزل	کمالِ ترک نہیں آب و گِل سے مہجوری
۱۹/۲		غزل	خودی وہ بحر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں
۲۱/۲		غزل	تری نگاہ فرومایہ، ہاتھ ہے کوتاہ
۲۳/۲		غزل	خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں
۲۴/۲		غزل	نگاہِ فقر میں شانِ سکندری کیا ہے
۲۵/۲		غزل	نہ تو زمیں کے لیے ہے نہ آسماں کے لیے
۲۶/۲		غزل	تو اے اسیرِ مکاں لا مکاں سے دور نہیں
۲۷/۲		غزل	خرد نے مجھ کو عطا کی نظرِ حکیمانہ
۲۸/۲		غزل	خودی ہو علم سے محکم تو غیرتِ جبریل
۴۲/۲		غزل	رہا نہ حلقۂ صوفی میں سوزِ مشتاقی
۴۵/۲		غزل	ہوا نہ زور سے اس کے کوئی گریباں چاک
۴۶/۲		غزل	نہ تخت و تاج میں، نے لشکر و سپاہ میں ہے
۴۸/۲		غزل	کریں گے اہلِ نظر تازہ بستیاں آباد
۵۰/۲		غزل	مری نوا سے ہوئے زندہ عارف و عامی
۵۴/۲		غزل	ہر اک مقام سے آگے گزر گیا مہِ نَو
۵۵/۲		غزل	کمالِ جوشِ جنوں میں رہا میں گرمِ طواف
۶۰/۲		غزل	شعور و ہوش و خرد کا معاملہ ہے عجیب
۶۱/۲	جاوید کے نام ۱۵	قصیدہ	خودی کے ساز میں ہے عمرِ جاوداں کا سراغ
-	فرشتے آدم کو جنت سے		
	رخصت کرتے ہیں	قصیدہ	عطا ہوئی ہے تجھے روز و شب کی بے تابی
	ستارے کا پیغام	قطعہ	مجھے ڈرا نہیں سکتی فضا کی تاریکی
	جاوید کے نام (لندن میں		

	اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا پہلا خط آنے پر)	قصیدہ	دیارِ عشق میں اپنا مقام پیدا کر
	نادر شاہ افغان	قطعہ + بیتِ مصرّع	حضورِ حق سے چلا لے کے لولوے لالا
	لہو	قطعہ بتصریعِ شعرِ اول	اگر لہو ہے بدن میں تو خوف ہے نہ ہراس
	پرواز	قطعہ	کہا درخت نے اک روز مرغِ صحرا سے
	فلسفی	قطعہ	بلند بال تھا، لیکن نہ تھا جسور و غیور

ضربِ کلیم

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	-	قطعہ	نہیں مقام کی خُوگر طبیعتِ آزاد
	اعلیٰ حضرت نواب سر حمید اللہ خاں فرمانروائے بھوپال کی خدمت میں	قطعہ	زمانہ با اُممِ ایشیا چہ کرد و کند
	تمہید	قطعہ + (قطعہ + بیتِ مصرّع)	نہ دیر میں نہ حرم میں خودی کی بیداری
	اسلام اور مسلمان		
۲	لا الہ الا اللہ	قصیدہ	خودی کا سرِّ نہاں لا الہ الا اللہ
۷	مسلماں کا زوال	قطعہ	اگرچہ زر بھی جہاں میں ہے قاضی الحاجات
۱۱	ذکر و فکر	قطعہ	یہ ہیں سب ایک ہی سالک کی جستجو کے مقام
۱۲	ملائے حرم	قطعہ	عجب نہیں کہ خدا تک تری رسائی ہو
۱۵	علم اور دین	قصیدہ	وہ علم اپنے بتوں کا ہے آپ ابراہیم
۲۳	سلطانی	قطعہ	کسے خبر کہ ہزاروں مقام رکھتا ہے
۲۴	صوفی سے	قصیدہ	تری نگاہ میں ہے معجزات کی دنیا

۲۵	افرنگ زدہ	قطعہ + قطعہ	ترا وجود سراپا تجلیِ افرنگ (نوٹ: قطعۂ ثانی "ل ب ل ب" کے نظامِ قوافی میں ہے۔ یہ نظامِ قوافی انگریزی میں تو عام ہے مگر اردو میں شاذ ہی نظر آتا ہے)
۲۶	تصوف	قطعہ	یہ حکمتِ ملکوتی یہ علمِ لاہوتی
۳۰	نماز	قطعہ	بدل کے بھیس پھر آتے ہیں ہر زمانے میں
۳۲	شکست	قطعہ	مجاہدانہ حرارت رہی نہ صوفی میں
۳۸	مردانِ خدا	قصیدہ	وہی ہے بندۂ حر جس کی ضرب ہے کاری
۴۵	مدنیتِ اسلام	قطعہ	بتاؤں تجھ کو مسلماں کی زندگی کیا ہے
۴۷	فقر و راہبی	قصیدہ	کچھ اور چیز ہے شاید تری مسلمانی
۵۰	نکتۂ توحید	قطعہ	بیاں میں نکتۂ توحید آ تو سکتا ہے
۵۵	آدم	قطعہ	طلسم بود و عدم، جس کا نام ہے آدم
۶۲	اشاعتِ اسلام فرنگستان میں	قطعہ	ضمیر اس مدنیت کا دِیں سے ہے خالی
۶۴	امرائے عرب سے	قطعہ	کرے یہ کافرِ ہندی بھی جرأتِ گفتار
۶۶	موت	قصیدہ	لحد میں بھی یہی غیب و حضور رہتا ہے
۶۷	قم باذن اللہ	قصیدہ	جہاں اگرچہ دگرگوں ہے، قم باذن اللہ
	تعلیم و تربیت		
۶۸	مقصود	قطعہ	نظر حیات پہ رکھتا ہے مردِ دانش مند
۷۱	آگاہی	قطعہ	نظر سپہر پہ رکھتا ہے جو ستارہ شناس
۷۳	مغربی تہذیب	قطعہ	فسادِ قلب و نظر ہے فرنگ کی تہذیب
۷۸	خودی کی تربیت	قطعہ	خودی کی پرورش و تربیت پہ ہے موقوف
۸۰	خودی کی زندگی	قطعہ	خودی ہو زندہ تو ہے فقر بھی شہنشاہی

۸۴	خوب و زشت	قطعہ	ستارگانِ فضا ہائے نیلگوں کی طرح
۸۵	مرگِ خودی	قطعہ	خودی کی موت سے مغرب کا اندروں بے نور
۸۸	طالبِ علم	قطعہ	خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے
۸۹	امتحان	قطعہ	کہا پہاڑ کی ندی نے سنگ ریزے سے
۹۱	حکیم نطشہ	قطعہ	حریفِ نکتۂ توحید ہو سکا نہ حکیم
۹۳	غزل	غزل	ملے گا منزلِ مقصود کا اسی کو سراغ
	عورت		
۹۶	مردِ فرنگ	قطعہ	ہزار بار حکیموں نے اس کو سُلجھایا
۱۰۰	عورت ص۹۲	قطعہ	وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ
	ادبیات، فنونِ لطیفہ		
۱۰۵	دین و ہنر	قطعہ	سرود و شعر و سیاست، کتاب و دین و ہُنر
۱۰۶	تخلیق	قطعہ	جہانِ تازہ کی افکارِ تازہ سے ہے نمود
۱۰۷	جنوں	قطعہ	زجاج گر کی دکاں شاعری و ملّائی
۱۰۹	پیرس کی مسجد	قطعہ	مری نگاہ کمالِ ہُنر کو کیا دیکھے
۱۱۱	نگاہ	قصیدہ	بہار و قافلۂ لالہ ہائے صحرائی
۱۱۳	تیاتر	قطعہ	تری خودی سے ہے روشن ترا حریمِ وجود
۱۱۵	امید	قطعہ	مقابلہ تو زمانے کا خوب کرتا ہوں
۱۱۶	نگاہِ شوق	قطعہ	یہ کائنات چھپاتی نہیں ضمیر اپنا
۱۲۸	رومی	نظمِ جدید ہیئت نمبرے	غلط نگر ہے تری چشمِ نیم باز اب تک
۱۳۱	جلال و جمال	قطعہ	مرے لیے ہے فقط زورِ حیدری کافی
۱۳۴	سرودِ حرام	قطعہ	نہ میرے ذکر میں ہے صوفیوں کا سوز و سرور
۱۳۵	فوارہ	قطعہ	یہ آبجو کی روانی یہ ہمکناریِ خاک

۱۴۲	موسیقی	قطعہ	وہ نغمہ سردیِ خونِ غزل سرا کی دلیل
۱۴۳	ذوقِ نظر	قطعہ	خودی بلند تھی اُس خُوں گرفتہ چینی کی
	سیاسیاتِ مشرق و مغرب		
۱۵۰	انقلاب	قطعہ	نہ ایشیا میں نہ یورپ میں سوز و سازِ حیات
۱۵۲	مناصب	قطعہ	ہوا ہے بندۂ مومن فسونیِ افرنگ
۱۵۵	بلشویک روس	قطعہ	روش قضائے الٰہی کی ہے عجیب و غریب
۱۵۷	مشرق	قطعہ	مری نوا سے گریبانِ لالہ چاک ہُوا
۱۵۸	سیاستِ افرنگ	قطعہ	تری حریف ہے یا رب سیاستِ افرنگ
۱۶۷	یورپ اور سوریا	قطعہ	فرنگیوں کو عطا خاکِ سوریا نے کیا
۱۷۰	انتداب	قطعہ	کہاں فرشتۂ تہذیب کی ضرورت ہے
۱۷۱	لادین سیاست	قطعہ	جو بات حق ہو، وہ مجھ سے چھپی نہیں رہتی
۱۷۷	سیاسی پیشوا	قطعہ	امید کیا ہے سیاست کے پیشواؤں سے
۱۷۹	غلاموں کی نماز	قطعہ	کہا مجاہدِ ترکی نے مجھ سے بعدِ نماز
۱۸۰	فلسطینی عرب سے	قطعہ	زمانہ اب بھی نہیں جس کے سوز سے فارغ
۱۸۱	مشرق و مغرب	قطعہ	یہاں مرض کا سبب ہے غلامی و تقلید
۱۸۳	محراب گل افغان کے افکار		
	۲	قطعہ	حقیقتِ ازلی ہے رقابتِ اقوام
	۳	قطعہ	تِری دعا سے قضا تو بدل نہیں سکتی
	۱۰	قطعہ	وہی جواں ہے قبیلے کی آنکھ کا تارا
	۱۸	قطعہ	یہ نکتہ خوب کہا شیر شاہ سوری نے
	۱۹	قطعہ	نگاہ وہ نہیں جو سرخ و زرد پہچانے

ارمغانِ حجاز

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	مسعود مرحوم	ترکیب بند	یہ مہر و مہ یہ ستارے یہ آسمانِ کبود
	ملازادہ ضیغم لولابی کشمیری کا بیاض		
	۱۱	قصیدہ	تمام عارف و عامی خودی سے بیگانہ
	۱۳	قطعہ	نشاں یہی ہے زمانے میں زندہ قوموں کا
	۱۴	قصیدہ	چہ کافرانہ قمارِ حیات می بازی
	۱۹	قصیدہ + بیتِ مصرّع	غریبِ شہر ہوں میں، سن تو لے مری فریاد
	حسین احمد	قطعہ	عجم ہنوز نداند رموزِ دیں ورنہ

پیامِ مشرق

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	افکار		
۴	گل نخستیں	قصیدہ	ہنوز ہم نفسے در چمن نمی بینم
۱۱	حیاتِ جاوید	قطعہ	گماں مبر کہ بہ پایاں رسید کارِ مغاں
۱۶	نسیمِ صبح	قطعہ	زروے بحر و سرِ کوہسار می آیم
۳۰	تنہائی	نظمِ جدید ہیئت نمبر ۶	بہ بحر رفتم و گفتم بہ موجِ بے تابے
۴۹	بہ مبلغِ اسلام در فرنگستان	قطعہ	زمانہ باز بر افروخت آتشِ نمرود
۵۵	مئے باقی		
	۱	غزل	بہار تا بہ گلستاں کشید بزمِ سرود
	۴	غزل	مرا ز دیدۂ بینا شکایتِ دگر است

	۵	غزل	بہ ایں بہانہ دریں بزم محرمے جویم
	۸	غزل	بیا کہ ساقی گل چہرہ دست بر چنگ است
	۱۳	غزل	خوش آنکہ رخت خرد را بہ شعلہ مے سوخت
	۱۴	غزل	بیار بادہ کہ گردوں بکامِ ما گردید
	۱۷	غزل	ز خاکِ خویش طلب آتشے کہ پیدا نیست
	۲۱	غزل	فریبِ کشمکشِ عقل دیدنی دارد
	۲۳	غزل	بشاخِ زندگیِ ما نمے ز تشنہ لبی است
	۲۸	غزل	دلیلِ منزلِ شوقم بدامنم آویز
	۳۶	غزل	جہانِ عشق نہ میری نہ سروری داند
	۳۸	غزل	بیا کہ بلبلِ شوریدہ نغمہ پردازست
	۴۳	غزل	اگرچہ زیبِ سرش افسر و کلاہے نیست
	۴۵	غزل	بتانِ تازہ تراشیدۂ دریغ از تو
	نقشِ فرنگ		
۶۰	صحبتِ رفتگاں: کوہکن	قصیدہ	نگارِ من کہ بسے سادہ و کم آمیز است
۶۳	بائرن	قطعہ	مثالِ لالہ و گل شعلہ از زمیں روید
۷۲	موسیولینن و قیصر ولیم	قطعہ + بیتِ مصرّع	بسے گذشت کہ آدم دریں سرائے کہن (نوٹ: اس نظم کا نصفِ ثانی جو قیصر ولیم کی تقریر پر مشتمل ہے وزن نمبر ۹ میں ہے)
۷۸	نوائے مزدور	ترکیب بند	ز مزد بندۂ کرپاس پوش و محنت کش (نوٹ: دو بند ہیں دونوں مطلعے سے عاری)
۸۰	خردہ		
	۴	قطعہ	منم کہ طوفِ حرم کردہ ام بتے بہ کنار

زبورِ عجم

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	حصّہ اوّل		
۲		غزل	درونِ سینۂ ما سوزِ آرزو ز کجاست
۳		غزل	غزل سرائے و نوا ہاے رفتہ باز آور
۱۴		غزل	بروں کشید ز پیچاک ہست و بود مرا
۱۷		غزل	نظر بہ راہ نشیناں سوارہ می گزرد
۳۲		غزل	مرا براہِ طلب بار در گل است ہنوز
۵۳		غزل	نفَس شمار بہ پیچاک روزگار خودیم
	حصّہ دوم		
۲		غزل	مہ و ستارہ کہ در راہ شوق ہم سفرند
۳		غزل	درونِ لالہ گذر چو صبا توانی کرد
۴		غزل	اگر بہ بحر محبت کرانہ می خواہی
۵		غزل	زمانہ قاصد طیار آں دلآرام است
۶		غزل	دگر ز سادہ دل ہاے یار نتواں گفت
۸		غزل	غلامِ زندہ دلانم کہ عاشق سرہ اند
۱۱		غزل	چو موج مست خودی باش و سر بطوفاں کش
۱۵		غزل	ہوس ہنوز تماشا گر جہاں داری است
۱۶		غزل	فرشتہ گرچہ بروں از طلسم افلاک است
۱۷		غزل	عرب کہ باز دہد محفل شبانہ کجاست
۲۰		غزل	جہانِ ما ہمہ خاک است و پے سپر گردد
۲۲		غزل	خیالِ من بہ تماشاے آسماں بوداست

۲۴		غزل	شرابِ میکدۂ من نہ یادگارِ جم است
۲۸		غزل	دریں چمن دلِ مرغاں زماں زماں دگر است
۳۲		غزل	کشادہ روز خوش و ناخوش زمانہ گذر
۴۲		غزل	بیا کہ خاوریاں نقش تازہ ئی بستند
۴۶		غزل	ز رسم و راہِ شریعت نکردہ ام تحقیق
۵۰		غزل	تو کیستی ز کجائی کہ آسمانِ کبود
۵۱		غزل	دیارِ شوق کہ درد آشنا ست خاک آنجا
۵۳		غزل	قلندراں کہ بہ تسخیرِ آب و گل گوشند
۵۴		غزل	دو دستۂ تیغم و گردوں برہنہ ساخت مرا
۵۸		غزل	دم مرا صفت باد فرودیں کردند
۵۹		غزل	گذر ازانکہ ندیدست و جز خبر ندہد

جاوید نامہ

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	(نوٹ: جاوید نامہ مثنوی ہے جو وزن نمبر ۴ میں لکھی گئی ہے لیکن اس میں دیگر اوزان اور ہیئتوں سے بھی کام لیا گیا ہے چنانچہ حسبِ ذیل منظومات کا تعلق وزن نمبر ۱۹ سے ہے)		
۴۲	نوائے حلاج	غزل	ز خاکِ خویش طلب آتشے کہ پیدا نیست (نوٹ: یہ غزل پیامِ مشرق سے لی گئی ہے۔ دیکھیے باب ''مئے باقی'' میں غزل نمبر ۱۷)
۴۳	نوائے غالب	غزل	''بیا کہ قاعدۂ آسماں بگردانیم''

۶۵	غزل زندہ رود	غزل	(نوٹ: یہ غزل مرزا غالب کی ہے) بہ آدمے نرسیدی خدا چہ می جوئی

پس چہ باید کرد

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	(نوٹ: مثنوی پس چہ باید کرد وزن نمبر ۴ میں لکھی گئی ہے لیکن اس میں دیگر اوزان اور ہیئتوں سے بھی کام لیا گیا ہے چنانچہ حسبِ ذیل نظم کا تعلق وزن نمبر ۱۹ سے ہے)۔		
۱	بخوانندۂ کتاب	قطعہ	سپاہِ تازہ بر انگیزم از ولایتِ عشق

مثنوی مسافر

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	(نوٹ: مثنوی مسافر وزن نمبر ۴ میں لکھی گئی ہے لیکن اس میں دیگر اوزان اور ہیئتوں سے بھی کام لیا گیا ہے چنانچہ حسبِ ذیل نظم کا تعلق وزن نمبر ۱۹ سے ہے) بر مزارِ شہنشاہ بابر خلد آشیانی	قصیدہ	بیا کہ سازِ فرنگ از نوا بر افتادست

وزن نمبر ۲۰

بحرِ خفیف مُسدس مخبون محذوف: 　　فعِلاتن مفاعلن فعِلن　　(دوبار)

بحرِ خفیف مسدس مخبون مقصور: 　　فعِلاتن مفاعلن فعِلان　　(دوبار)

بحرِ خفیف مسدس مخبون مُسکّن محذوف: 　　فعِلاتن مفاعلن فعْلن　　(دوبار)

بحرِ خفیف مسدس مخبون مسکن مقصور: 　　فعِلاتن مفاعلن فعْلان　　(دوبار)

نوٹ: ان چار وزنوں کا اجتماع ایک نظم یا غزل میں جائز ہے۔

اس بحر میں صدر و ابتدا کا رکن مخبون (فعِلاتن) کے بجائے سالم (فاعلاتن) بھی آسکتا ہے بلکہ مصرے کا آغاز رکنِ سالم سے ہو تو روانی، ترنم اور موسیقیت میں خاصا اضافہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اس وزن میں علامہ اقبال کے بیش تر مصرعے رکنِ سالم ہی سے شروع ہوتے ہیں۔

بحرِ خفیف کا بنیادی وزن فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن (دوبار) ہے۔ مذکورہ بالا اوزان میں فاعلاتن اور مس تفع لن کی حسبِ ذیل فروع استعمال ہوئی ہیں:

۱۔ فاعلاتن: فعلاتن سے مخبون ہے۔

۲۔ مفاعلن: مس تفع لن سے مخبون ہے۔

۳۔ فعِلن: فاعلاتن سے مخبون محذوف ہے۔

۴۔ فعِلان یا فعِلات: فاعلاتن کا مخبون مقصور ہے۔

۵۔ فعْلن: فاعلاتن سے مخبون مسکن محذوف ہے، مُشَعّث محذوف بھی کہہ سکتے ہیں۔

۶۔ فعْلان یا فعْلات: فاعلاتن کا مخبون مسکن مقصور ہے۔ اسے مشعث مقصور بھی کہہ سکتے ہیں۔

بانگِ درا

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	حصّہ اوّل		
۸	ایک گائے اور بکری	مثنوی	اک چراگاہ ہری بھری تھی کہیں
۱۵	عقل و دل	قصیدہ	عقل نے ایک دن یہ دل سے کہا
	حصّہ سوم		
۹۲	سیرِ فلک	ترکیب بند	تھا تخیّل جو ہم سفر میرا (نوٹ: دوسرا بند مطلع سے عاری ہے)
۱۴۷	ظریفانہ		
	۲	قطعہ	لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی
	۲۰	قطعہ	رات مچھّر نے کہہ دیا مجھ سے

بالِ جبریل

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
۲/۲۰		غزل	عقل گو آستاں سے دور نہیں
	شیخِ مکتب سے	قطعہ	شیخِ مکتب ہے اک عمارت گر

ضربِ کلیم

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	عورت		
۹۷	ایک سوال	قطعہ	کوئی پوچھے حکیمِ مغرب سے

پیامِ مشرق

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	نقشِ فرنگ		
۶۵	جلال و ہیگل	قطعہ + بیتِ مصرّع	فکر بناخنِ شبے کشودم می
۸۰	خردہ		
	۳	فرد (بیتِ غیر مصرّع)	ست مغزی تہی از نالہ را کلک
	۹	قطعہ	اگر نیست تو در عفو طاقتِ

وزن نمبر ۲۱

بحرِ کامل مثمن سالم: مُتَفاعلن مُتَفاعلن مُتَفاعلن مُتَفاعلن (دو بار)

یعنی

آٹھ رکن کا ایک شعر اور ہر رکن سالم

نوٹ: عروض و ضرب کا مذال (متفاعلن) لانا بھی جائز ہے۔ بحرِ کامل کا بنیادی رکن متفاعلن ہی ہے۔

بانگِ درا

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
۱۴۰	حصّہ سوم میں اور تو ۲۸۴	قطعہ	نہ سلیقہ مجھ میں کلیم کا نہ قرینہ تجھ میں خلیل کا
	غزلیات ۶	غزل	کبھی اے حقیقتِ منتظَر! نظر آ لباسِ مجاز میں
	۷	غزل	تہِ دام بھی غزل آشنا رہے طائرانِ چمن تو کیا (نوٹ: مطلع ندارد)

پیامِ مشرق

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
۵۵	مئے باقی ۳۴	غزل	تب و تابِ بت کدۂ عجم نرسد بسوز و گدازِ من

وزن نمبر ۲۲

بحرِ متدارک مثمن مخبون مسکن مُضاعَف الارکان

یعنی

فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن (بسکونِ عین دوبار)

نوٹ: اس وزن میں بعض ارکان کا مخبون (فعِلن) اور بعض کا مخبون مُسَکَّن یا مقطوع (فعُلن) لانا جائز ہے۔ قدر بلگرامی لکھتے ہیں کہ اس بحر کے ارکان ''مخبون و مخبون مسکن در ہم بر ہم'' لائے جاسکتے ہیں۔ اس میں عروض وضرب کو مذال (فعُلان) لانے کا بھی اختیار ہے اور مخبون (فعِلن) اور مقطوع (فعلن) بھی۔[1]

بحرِ متدارک کا بنیادی رکن فاعلن ہے۔ فعِلن اس کی مخبون صورت ہے اور فعُلن مقطوع جسے مخبون مسکن بھی کہا جاسکتا ہے۔ چونکہ زیرِ نظر وزن ایک مثمن وزن کی مضاعف الارکان شکل ہے اس لیے اس میں ہر شعر سولہ رکن پر مشتمل ہو گا۔

۱۔ بحر الفصاحت ص۲۳۳ اور قواعد العروض ص۲۲۹

بانگِ درا

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
۱۴۶	حصّہ سوم غزلیات ۱	غزل	اے بادِ صبا کملی والےؐ سے جا کہیو پیغام مرا (نوٹ: مطلع ندارد)
۱۴۷	ظریفانہ ۹	قصیدہ	ہم مشرق کے مسکینوں کا دل مغرب میں جا اٹکا ہے
	۲۹	قطعہ	مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے

وزن نمبر ۲۳

(ا) بحرِ مُنسرِح مُثمّن مَطوی مکسوف: مفتَعِلن فاعلن مفتعلن فاعلن (دو بار)

(ب) بحرِ منسرح مثمن مطوی موقوف: مفتَعِلن فاعلاتْ مفتعلن فاعلات (دو بار)

بالفاظِ دیگر

(ا) آٹھ رکن کا پورا شعر۔ دوسرا، چوتھا، چھٹا اور آٹھواں رکن مطوی مکسوف، باقی مطوی

(ب) آٹھ رکن کا پورا شعر۔ دوسرا، چوتھا، چھٹا اور آٹھواں رکن مطوی موقوف، باقی مطوی

نوٹ: بحرِ منسرح کا بنیادی وزن مستفعلن مفعولات مستفعلن مفعولات (دو بار) ہے۔ مذکورہ بالا اوزان میں مستفعلن اور مفعولات کی حسبِ ذیل مُزاحَف صورتیں استعمال ہوئی ہیں:

ا۔ مفتعِلن: مستفعلن سے مطوی ہے۔

۲۔ فاعلن: مفعولات کا مطوی مکسوف ہے۔ یہ فرع مفعولات پر طے اور کسف کے عمل سے بنی ہے۔

۳۔ فاعلات: مفعولات کا مطوی موقوف ہے۔ یہ فرع مفعولات پر طے اور وقف کے عمل سے بنی ہے۔ بعض حضرات اسے فاعلان سے بدل لیتے ہیں۔

چونکہ ان دو وزنوں کو ایک شعر، غزل یا نظم میں جمع کرنا جائز ہے اس لیے عملی اعتبار سے یہ دو وزن ایک وزن کا درجہ رکھتے ہیں۔

بالِ جبریل

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
۴۱/۲		غزل	ڈھونڈ رہا ہے فرنگ عیشِ جہاں کا دوام
۵۳/۲		غزل	گرمِ فُغاں ہے جَرَس، اٹھ کہ گیا قافلہ
۵۹/۲		غزل	فقر کے ہیں معجزات تاج و سریر و سپاہ
	دعا	قصیدہ	ہے یہی میری نماز، ہے یہی میرا وضو
	مسجدِ قرطبہ	ترکیب بند	سلسلۂ روز و شب نقش گرِ حادثات

ضربِ کلیم

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	اسلام اور مسلمان		
۸	علم و عشق	مربع	علم نے مجھ سے کہا عشق ہے دیوانہ پن (نوٹ: یہ نظم ہے تو مربع لیکن اس میں بندِ اول جس کے چاروں مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں موجود نہیں)
۴۸	غزل	غزل	تیری متاعِ حیات علم و ہنر کا سرور
	ادبیات، فنونِ لطیفہ		
۱۱۷	اہلِ ہنر سے	قطعہ	مہر و مہ و مشتری چند نفَس کا فروغ
۱۸۳	محراب گل افغان کے افکار		
	۱	قطعہ	میرے کہستاں تجھے چھوڑ کے جاؤں کہاں

ارمغانِ حجاز

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	عالمِ برزخ: زمین	نظمِ جدید ہیئت نمبر ۸	آہ یہ مرگِ دوام آہ یہ رزمِ حیات

	ملازادہ ضیغم لولابی کشمیری کا بیاض		
	۲	قصیدہ	موت ہے اک سخت تر جس کا غلامی ہے نام

پیامِ مشرق

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	افکار		
۷	تسخیرِ فطرت		
	انکارِ ابلیس ۲	قصیدہ	نوریِ ناداں نیم سجدہ بہ آدم برم
	اغوائے آدم ۳	قصیدہ	زندگیِ سوز و ساز بہ ز سکونِ دوام
	صبحِ قیامت ۵	قصیدہ + بیتِ مصرّع	اے کہ ز خورشیدِ تو کوکبِ جاں مستنیر
۱۰	فصلِ بہار	نظمِ جدید ہیئت نمبر ۱۵	خیز کہ در کوہ و دشت خیمہ زد ابرِ بہار
۲۴	حدی (نغمۂ سارِبانِ حجاز)	نظمِ جدید ہیئت نمبر ۱۲	ناقۂ سیارِ من۔۔۔ تیز ترک گام زن منزلِ ما دور نیست (نوٹ: بڑے مصرعے کا وزن ملحوظ رکھا گیا ہے)
۳۸	زندگی و عمل	قطعہ بتصریعِ شعرِ اول	ساحلِ افتادہ گفت گرچہ بسے زیستم
۵۵	مئے باقی		
	۳۰	غزل	گریۂ ما بے اثر نالۂ ما نارساست
	نقشِ فرنگ		
۶۰	صحبتِ رفتگاں:		
	ٹالسٹائی	قطعہ	بارکش اہرمن لشکریِ شہریار
	ہیگل	قطعہ بتصریعِ شعرِ اول	جلوہ دہد باغ و راغ معنیِ مستور را
	ٹالسٹائی	قطعہ بتصریعِ شعرِ اول	عقل دور و آفرید فلسفۂ خود پرست

زبورِ عجم

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
۵۵	حصّہ دوم	غزل	مثلِ شرر ذرہ را تن بہ تپیدن دہم

وزن نمبر ۲۴

بحرِ متشابہ مثمن منوّن مجدوع: مفعولاتن مفعولاتن مفعولاتن فاع (دوبار)

نوٹ: یہ وزن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فاع (دوبار) کی صورت میں بحرِ متدارک یا بحرِ متقارب سے نکالا تو جاسکتا ہے لیکن یہ وزن چہار دہ رکنی ہے اور ظاہر ہے کہ چہار دہ رکنی وزن کسی وزن کی مضاعف الارکان صورت ہی ہو سکتا ہے۔ لہٰذا اس کی اصلی صورت بیت ہفت رکنی قرار پائے گی جو عروضیوں کے نزدیک ناپسندیدہ اور نا قابلِ قبول ہے۔ چنانچہ اسے بحرِ متدارک یا بحرِ متقارب کے کسی وزن کی مضاعف الارکان صورت قرار نہیں دیا جاسکتا۔

مفعولن سے بھی اس وزن کی تقطیع کی جا سکتی ہے لیکن یہاں بھی وہی دقت پیش آتی ہے یعنی وزن معشر ہو جاتا ہے جو عروضیوں کے نزدیک قابلِ قبول نہیں۔ علاوہ ازیں یہ تقطیع وزن کی غنائیت کا بھی خون کر دیتی ہے۔ اس مسئلے کا ایک حل یہ بھی ہے کہ اس نظم کو ہیئت کے اعتبار سے مستزاد شمار کیا جائے۔ اس کی صورت یہ ہو گی:

رومی بدلے شامی بدلے ——— بدلا ہندوستان
تو بھی اے فرزندِ کہستاں ——— اپنی خودی پہچان

فعلن فعلن فعلن فعلن

بحر متدارک مثمن مقطوع

یا

بحر متقارب مثمن اثلم

لیکن اس صورت میں دقت یہ ہے کہ نظم پہلے ہی مستزاد ہے یعنی ہر شعر کے بعد دو ٹکڑے مستزاد پہلے ہی موجود ہیں۔ چنانچہ مستزاد در مستزاد کی زیرِ غور صورت میں نظم کی ہیئت یہ ہو گی:

پہلا بند: رومی بدلے شامی بدلے ——— بدلا ہندوستان
تو بھی اے فرزندِ کہستاں ——— اپنی خودی پہچان
اپنی خودی پہچان
او غافل افغان

یعنی پہلے مصرعے کے ساتھ ایک ٹکڑا مستزاد اور دوسرے مصرعے کے ساتھ تین ٹکڑے مستزاد تسلیم کرنے ہوں گے۔ یہ بات مستزاد کے قواعد کے علاوہ شاعر کی منشا کے بھی خلاف معلوم ہوتی ہے۔

بحرِ متشابہ کے نام سے ایک نئی بحر وجود میں آئی تھی جس کی اصل آٹھ بار مفعولاتُ (بضمِ آخر) قرار دی گئی تھی۔ اور تنوین کے نام سے ایک نیا زِحاف بھی ایجاد کیا گیا تھا۔ مفعولاتُ پر تنوین کے عمل یعنی مفعولاتُ کے آخر میں ایک نون کے اضافے سے مفعولاتن وجود میں آجاتا ہے۔ چنانچہ مفعولاتن مفعولاتن مفعولاتن مفعولاتن (دو بار) بحرِ متشابہ مُنوّن ٹھہری۔[1] ضرب پر زحاف جدع کے عمل سے زیرِ بحث وزن کو وزنِ مثمن کے دائرے میں لایا جا سکتا ہے۔ اس صورت میں تقطیع کا پیمانہ یہ ہو گا:

مفعولاتن مفعولاتن مفعولاتن فاع (دو بار)

یعنی

آٹھ رکن کا ایک شعر۔ عروض و ضرب مجدوع، باقی منون

اور اس وزن کا نام ہو گا بحرِ متشابہ مثمن منون مجدوع۔ چونکہ عروض و ضرب میں جدع و نحر کا اجتماع جائز ہے اس لیے اس وزن میں عروض و ضرب منحور (فع) بھی آسکتے ہیں۔

مگر عروضیوں نے مفعولاتن کو اس بنا پر تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے کہ مفعولاتن دراصل دو فعْلن ساکن العین کا اجتماع ہے اور فعلن بحرِ متقارب اور بحرِ متدارک میں پہلے سے موجود ہے چنانچہ عروضیوں کے نزدیک مفعولاتن کا

ا۔ نجم الغنی رامپوری نے اور ان کی تقلید میں محمد شریف شوخ نے بحر او فر کی اصل آٹھ بار مفعولاتن قرار دی ہے لیکن قدر بلگرامی کے بیان کے مطابق بحرِ متشابہ منون کے نصف کا نام بحرِ او فر ہے۔ (ابو الاعجاز)

کوئی جواز نہیں لیکن مذکورہ بالا تصریحات سے ظاہر ہے کہ مفعولاتن کی ضرورت مسلم ہے۔ خواہ وہ ایک نئے رکن کی صورت میں ہو اور خواہ وہ مفعولاتُ پر زحافِ تنوین کے عمل سے بنے۔

در اصل زیرِ بحث وزن ایک ہندی الاصل وزن ہے جس کی تقطیع پنگل کے قواعد کے تحت آسانی سے ہو سکتی ہے۔ پنگل میں ایک حرف ملفوظ کو لگھُ اور ایک حرف متحرک مع یک ساکن (یعنی سببِ خفیف) کو گرو کہتے ہیں۔ ایک کھڑی لکیر لگھُ کی علامت ہے اور عربی کاف سے ملتا جلتا ایک خط منحنی (ک) گُرو کی علامت ہے۔ اس وزن میں پنگل کی تقطیع کے مطابق ہر چرن (مصرع) ستائیس ماترا کا ہے۔ تیرہ گرو متصل آئے ہیں اور آخر میں ایک لگھُ ہے۔ سولہویں ماترا پر بشرام یعنی ٹھہراؤ ہے۔ پہلے مصرعے کی بنٹت (تقطیع) ملاحظہ ہو:

رو	می	بد	لے	شامی	بد	لے	بد	لا	ھن	دس	تا	ن
ک	ک	ک	ک	ک	ک	ک	ک	ک	ک	ک	ک	ا
گر	گر	گر	گر	گر	گر	گر	گر	گر	گر	گر	گر	لگھ
۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۱

۱۶ بشرام ۱۱

۲۷

یہ وزن علامہ اقبال کو کچھ ایسا مرغوب بھی نہیں۔ اس وزن میں انھوں نے یہی ایک نظم کہی ہے۔

ضربِ کلیم

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
۱۸۳	محراب گل افغان کے افکار ے	مستزاد	رومی بدلے شامی بدلے بدلا ہندوستان (نوٹ: قصیدے کی ہیئت میں پانچ شعر ہیں۔ ہر شعر کے بعد بطورِ مستزاد دو ٹکڑے بہ تکرار آئے ہیں)۔

وزن نمبر ۲۵

(ا) بحر منسرح مثمن مطوی منحور: مفتعلن فاعلات مفتعلن فع (دو بار)

(ب) بحر منسرح مثمن مطوی مجدوع: مفتعلن فاعلات مفتعلن فاع (دو بار)

بالفاظِ دیگر

(ا) آٹھ رکن کا ایک شعر۔ عروض و ضرب منحور، باقی مطوی

(ب) آٹھ رکن کا ایک شعر۔ عروض و ضرب مجدوع، باقی مطوی

نوٹ: بحر منسرح کا بنیادی وزن مستفعلن مفعولات مستفعلن مفعولات (دو بار) ہے۔ مذکورہ بالا اوزان میں مستفعلن اور مفعولات کی حسبِ ذیل مزاحف صورتیں استعمال ہوئی ہیں:

۱۔ مفتعلن: مستفعلن کا مطوی ہے۔

۲۔ فاعلاتُ: مفعولات کا مطوی ہے۔

۳۔ فع: مفعولات کا منحور ہے۔

۴۔ فاع: مفعولات کا مجدوع ہے۔

پورے کلامِ اقبال میں اس وزن میں صرف ایک شعر ملتا ہے جو علامہ اقبال کا اپنا نہیں بلکہ انھوں نے بصورتِ اقتباس مستعار لیا ہے۔ خود علامہ اقبال نے اس وزن میں کوئی شعر نہیں کہا کیونکہ یہ وزن اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں نہایت غیر متعارف ہے بلکہ اردو کے قارئین کے لیے اس کی موزونیت ہی مشکوک ہے۔ محمد شریف شوخ نے تو فنِ شاعری (میزان العروض) میں اس بے ہنگم وزن کا مذاق اڑانے سے بھی دریغ نہیں کیا۔

چونکہ عروض و ضرب میں منحور و مجدوع کا جمع کرنا جائز ہے اس لیے یہ دو وزن عملی اعتبار سے ایک وزن کا درجہ رکھتے ہیں۔

پس چہ باید کرد

نمبر شمار	نظم کا عنوان	ہیئت	پہلا مصرع
	(نوٹ: پس چہ باید کرد مثنوی ہے جو وزن نمبر ۴ میں لکھی گئی ہے لیکن اس میں دوسرے اوزان اور ہیئتوں سے بھی کام لیا گیا ہے۔ چنانچہ حسبِ ذیل شعر کا تعلق وزن نمبر ۲۵ سے ہے)۔	فرد (بیتِ غیر مصرّع)	"نالۂ عاشق بگوش مردم دنیا"

باب چہارم

کلیدِ اوزانِ اقبال

اس باب میں ہر کتاب کی ترتیبِ منظومات کا لحاظ رکھتے ہوئے ہر نظم کا وزن نمبر بتایا گیا ہے۔ وزن نمبر معلوم ہو جانے پر متعلقہ وزن اوزانِ اقبال یا ضمیمہ نمبر ا سے بہ آسانی دریافت کیا جا سکتا ہے۔

بانگِ درا

نمبر شمار	نظم کا عنوان یا عنوان کی عدم موجودگی کی صورت میں پہلا مصرع	وزن کا نمبر
	(حصّہ اوّل۔۔۔۱۹۰۵ء تک)	
۱	ہمالہ	۱
۲	گلِ رنگیں	۱
۳	عہدِ طفلی	۱
۴	مرزا غالب	۱
۵	ابرِ کوہسار	۲
۶	ایک مکڑا اور مکھی	۷
۷	ایک پہاڑ اور گلہری	۱۹
۸	ایک گائے اور بکری	۲۰
۹	بچے کی دُعا	۲
۱۰	ہمدردی	۱۰
۱۱	ماں کا خواب	۱۵
۱۲	پرندے کی فریاد	۱۷
۱۳	خفتگانِ خاک سے استفسار	۱
۱۴	شمع و پروانہ	۱۸
۱۵	عقل و دل	۲۰
۱۶	صدائے درد	۱
۱۷	آفتاب (ترجمہ گاتیری)	۱۸
۱۸	شمع	۱۸

۱۹	ایک آرزو	۱۷
۲۰	آفتابِ صبح	۱
۲۱	دردِ عشق	۱۸
۲۲	گلِ پژمردہ	۱
۲۳	سیّد کی لوحِ تربت	۱
۲۴	ماہِ نو	۱
۲۵	انسان اور بزمِ قدرت	۲
۲۶	پیامِ صبح	۵
۲۷	عشق اور موت	۱۴
۲۸	زہد اور رندی	۷
۲۹	شاعر ص۵۳	۱
۳۰	دل	۲
۳۱	موجِ دریا	۲
۳۲	رخصت اے بزمِ جہاں	۱
۳۳	طفلِ شیر خوار	۱
۳۴	تصویرِ درد	۵
۳۵	نالۂ فراق	۱
۳۶	چاند	۱
۳۷	بلال رضی اللہ عنہ ص۷۸	۱۹
۳۸	سرگزشتِ آدم	۱۹
۳۹	ترانۂ ہندی	۱۷
۴۰	جگنو	۱۷

۴۱	صبح کا ستارہ	۲
۴۲	ہندوستانی بچوں کا قومی گیت	۱۷
۴۳	نیا شوالہ	۱۷
۴۴	داغ	۱
۴۵	ابر	۱۹
۴۶	ایک پرندہ اور جگنو	۹
۴۷	بچہ اور شمع	۱
۴۸	کنارِ راوی	۱۹
۴۹	التجاے مسافر	۱۹
۵۰	غزلیات	
	۱۔ گلزارِ ہست و بود نہ بیگانہ وار دیکھ	۱۸
	۲۔ نہ آتے ہمیں اس میں تکرار کیا تھی	۱۴
	۳۔ عجب واعظ کی دیں داری ہے یارب	۹
	۴۔ لاؤں وہ تنکے کہاں سے آشیانے کے لیے	۱
	۵۔ کیا کہوں اپنے چمن سے میں جدا کیونکر ہوا	۱
	۶۔ انوکھی وضع ہے سارے زمانے سے نرالے ہیں	۵
	۷۔ ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی	۱۸
	۸۔ کہوں کیا آرزوے بے دلی مجھ کو کہاں تک ہے	۵
	۹۔ جنھیں میں ڈھونڈتا تھا آسمانوں میں زمینوں میں	۵
	۱۰۔ ترے عشق کی انتہا چاہتا ہوں	۱۴
	۱۱۔ کشادہ دستِ کرم جب وہ بے نیاز کرے	۱
	۱۲۔ سختیاں کرتا ہوں دل پر غیر سے غافل ہوں میں	۱

	۱۳۔ مجنوں نے شہر چھوڑا، تو صحرا بھی چھوڑ دے	۱۸
	حصّہ دوم ۱۹۰۵ء سے ۱۹۰۸ء تک	
۵۱	محبت	۵
۵۲	حقیقتِ حسن	۱۹
۵۳	پیام	۱۳
۵۴	سوامی رام تیرتھ	۱
۵۵	طلبۂ علی گڑھ کالج کے نام	۱۳
۵۶	اخترِ صبح	۱۹
۵۷	حسن و عشق	۲
۵۸	۔۔۔ کی گود میں بلی دیکھ کر	۲
۵۹	کلی	۲
۶۰	چاند اور تارے	۱۰
۶۱	وصال	۱
۶۲	سُلیمیٰ	۱۷
۶۳	عاشقِ ہرجائی	۱
۶۴	کوششِ ناتمام	۱۳
۶۵	نوائے غم	۲
۶۶	عشرت امروز	۱۹
۶۷	انسان ص ۱۳۴	۱۰
۶۸	جلوۂ حسن	۲
۶۹	ایک شام	۱۰
۷۰	تنہائی	۱۰

۷۱	پیامِ عشق	۱۲
۷۲	فراق	۱۹
۷۳	عبد القادر کے نام	۲
۷۴	صقلیہ	۱
۷۵	۵ غزلیات	
	۱۔ زندگی انساں کی اک دم کے سوا کچھ بھی نہیں	۱
	۲۔ الٰہی عقلِ خجستہ پے کو ذرا سی دیوانگی سکھا دے	۱۲
	۳۔ زمانہ دیکھے گا جب مرے دل سے محشر اٹھے گا گفتگو کا	۱۲
	۴۔ چمک تیری عیاں بجلی میں، آتش میں شرارے میں	۵
	۵۔ یوں تو اے بزمِ جہاں دلکش تھے ہنگامے ترے	۱
	۶۔ مثالِ پرتوِ مے، طوفِ جام کرتے ہیں	۱۹
	۷۔ زمانہ آیا ہے بے حجابی کا، عام دیدارِ یار ہو گا	۱۲
	حصّہ سوم (۱۹۰۸ء سے ـــ)	
۷۶	بلادِ اسلامیہ	۱
۷۷	ستارہ	۱۹
۷۸	دو ستارے	۱۰
۷۹	گورستانِ شاہی	۱
۸۰	نمودِ صبح	۱
۸۱	تضمین بر شعرِ انیسی شاملو	۵
۸۲	فلسفۂ غم	۱
۸۳	پھول کا تحفہ عطا ہونے پر	۱۹
۸۴	ترانۂ ملّی	۱۷

۸۵	وطنیت	۷
۸۶	ایک حاجی مدینے کے راستے میں	۱
۸۷	قطعہ	۱۲
۸۸	شکوہ	۲
۸۹	چاند	۱۷
۹۰	رات اور شاعر	۲،۱۷
۹۱	بزمِ انجم	۱۷
۹۲	سیرِ فلک	۲۰
۹۳	نصیحت	۲
۹۴	رام	۱۸
۹۵	موٹر	۱۸
۹۶	انسان ص۱۹۷	۶
۹۷	خطاب بہ جوانانِ اسلام	۵
۹۸	غرّہٗ شوال یا ہلالِ عید	۱
۹۹	شمع اور شاعر	۱
۱۰۰	مسلم	۱
۱۰۱	حضورِ رسالتِ مآبؐ میں	۱۹
۱۰۲	شفاخانۂ حجاز	۱۸
۱۰۳	جوابِ شکوہ	۲
۱۰۴	ساقی	۱۹
۱۰۵	تعلیم اور اس کے نتائج	۲
۱۰۶	قربِ سلطاں	۱۹

۱۰۷	شاعر ص۲۳۵	۱۳
۱۰۸	نویدِ صبح	۱
۱۰۹	دعا	۶
۱۱۰	عید پر شعر لکھنے کی فرمائش کے جواب میں	۱۹
۱۱۱	فاطمہ بنتِ عبد اللہ	۱
۱۱۲	شبنم اور ستارے	۷
۱۱۳	محاصرۂ ادرنہ	۱۸
۱۱۴	غلام قادر رہیلہ	۵
۱۱۵	ایک مکالمہ	۷
۱۱۶	میں اور تو ص۲۴۶	۱۹
۱۱۷	تضمین بر شعرِ ابو طالب کلیم	۱
۱۱۸	شبلی و حالی	۱۸
۱۱۹	ارتقا	۱۹
۱۲۰	صدیق رضی اللہ عنہ	۱۸
۱۲۱	تہذیبِ حاضر	۵
۱۲۲	والدۂ مرحومہ کی یاد میں	۱
۱۲۳	شعاعِ آفتاب	۱
۱۲۴	عرفی	۵
۱۲۵	ایک خط کے جواب میں	۱۹
۱۲۶	نانک	۱
۱۲۷	کفر و اسلام	۱
۱۲۸	بلال رضی اللہ عنہ ص۲۷۲	۱۸

۱۲۹	مسلمان اور تعلیمِ جدید	۱۱
۱۳۰	پھولوں کی شہزادی	۵
۱۳۱	تضمین بر شعرِ صائب	۵
۱۳۲	فردوس میں ایک مکالمہ	۷
۱۳۳	مذہب (تضمین بر شعرِ مرزا بیدل ص۲۷۷)	۱۸
۱۳۴	جنگِ یرموک کا ایک واقعہ	۱۸
۱۳۵	مذہب ص۲۷۹	۱
۱۳۶	پیوستہ رہ شجر سے، امیدِ بہار رکھ	۱۸
۱۳۷	شبِ معراج	۲
۱۳۸	پھول	۵
۱۳۹	شیکسپئر	۲
۱۴۰	میں اور تو ص۲۸۴	۲۱
۱۴۱	اسیری	۱
۱۴۲	دریوزۂ خلافت	۱۴
۱۴۳	ہمایوں	۱
۱۴۴	خضرِ راہ	۱
۱۴۵	طلوعِ اسلام	۵
۱۴۶	غزلیات	
	۱۔ اے بادِ صبا! کملی والےؐ سے جا کہیو پیغام مرا	۲۲
	۲۔ یہ سرودِ قمری و بلبل فریبِ گوش ہے	۱
	۳۔ نالہ ہے بلبلِ شوریدہ ترا خام ابھی	۲
	۴۔ پردہ چہرے سے اٹھا، انجمن آرائی کر	۲

	۵۔ پھر بادِ بہار آئی، اقبال غزل خواں ہو	۶
	۶۔ کبھی اے حقیقتِ منتظَر! نظر آ لباسِ مجاز میں	۲۱
	۷۔ تہِ دام بھی غزل آشنا رہے طائرانِ چمن تو کیا	۲۱
	۸۔ گرچہ تو زندانیِ اسباب ہے	۴
۱۴۷	ظریفانہ	
	۱۔ مشرق میں اُصولِ دین بن جاتے ہیں	۸
	۲۔ لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی	۲۰
	۳۔ شیخ صاحب بھی تو پردے کے کوئی حامی نہیں	۱
	۴۔ یہ کوئی دن کی بات ہے، اے مردِ ہوش مند!	۱۸
	۵۔ تعلیمِ مغربی ہے بہت جرأت آفریں	۱۸
	۶۔ کچھ غم نہیں جو حضرتِ واعظ ہیں تنگ دست	۱۸
	۷۔ تہذیب کے مریض کو گولی سے فائدہ؟	۱۸
	۸۔ انتہا بھی اس کی ہے آخر خریدیں کب تلک	۱
	۹۔ ہم مشرق کے مسکینوں کا دل مغرب میں جا اٹکا ہے	۲۲
	۱۰۔ "اصلِ شہود و شاہد و مشہود ایک ہے"	۱۸
	۱۱۔ ہاتھوں سے اپنے دامنِ دُنیا نکل گیا	۱۸
	۱۲۔ وہ مس بولی، ارادہ خودکُشی کا جب کیا میں نے	۵
	۱۳۔ ناداں تھے اس قدر کہ نہ جانی عرب کی قدر	۱۸
	۱۴۔ ہندوستاں میں جُزوِ حکومت ہیں کونسلیں	۱۸
	۱۵۔ ممبری امپیریل کونسل کی کچھ مشکل نہیں	۱
	۱۶۔ دلیلِ مہر و وفا اس سے بڑھ کے کیا ہو گی	۱۹
	۱۷۔ فرما رہے تھے شیخ طریقِ عمل پہ وعظ	۱۸

	۱۸۔ دیکھیے چلتی ہے مشرق کی تجارت کب تک	۲
	۱۹۔ گائے اک روز ہوئی اونٹ سے یوں گرم سخن	۲
	۲۰۔ رات مچھر نے کہہ دیا مجھ سے	۲۰
	۲۱۔ یہ آیۂ نو جیل سے نازل ہوئی مجھ پر	۷
	۲۲۔ جان جائے ہاتھ سے جائے نہ ست	۴
	۲۳۔ محنت و سرمایہ دنیا میں صف آرا ہو گئے	۱
	۲۴۔ شام کی سرحد سے رخصت ہے وہ رندِ لَم یزل	۱
	۲۵۔ تکرار تھی مزارع و مالک میں ایک روز	۱۸
	۲۶۔ اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں	۹
	۲۷۔ کارخانے کا ہے مالک مردکِ ناکردہ کار	۱
	۲۸۔ سنا ہے میں نے کل یہ گفتگو تھی کارخانے میں	۵
	۲۹۔ مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے	۲۲

بالِ جبریل

نمبر شمار	نظم کا عنوان یا عنوان کی عدم موجودگی کی صورت میں پہلا مصرع	وزن کا نمبر
	اٹھ کہ خورشید کا سامانِ سفر تازہ کریں	۲
	پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر	۱
۱	میری نوائے شوق سے شور حریمِ ذات میں!	۱۳
	ترے شیشے میں مے باقی نہیں ہے	۹
۲	اگر کج رَو ہیں انجم، آسماں تیرا ہے یا میرا	۵
۳	گیسوئے تاب دار کو اور بھی تاب دار کر	۱۳
	دلوں کو مرکزِ مہر و وفا کر	۹
۴	اثر کرے نہ کرے سن تو لے مری فریاد	۱۹

	جوانوں کو مری آہِ سحر دے	۹
۵	کیا عشق ایک زندگیِ مستعار کا	۱۸
۶	پریشاں ہو کے میری خاک آخر دل نہ بن جائے!	۵
	تری دنیا جہانِ مرغ و ماہی	۹
۷	دگرگوں ہے جہاں تاروں کی گردش تیز ہے ساقی!	۲
	کرم تیرا کہ بے جوہر نہیں میں	۹
۸	لا پھر اک بار وہی بادہ و جام اے ساقی!	۲
	وہی اصلِ مکان ولامکاں ہے	۹
۹	مٹا دیا مرے ساقی نے عالمِ من و تو	۱۹
	کبھی آوارہ و بے خانماں عشق	۹
۱۰	متاعِ بے بہا ہے درد و سوزِ آرزومندی	۵
	کبھی تنہائیِ کوہ و دمن عشق	۹
۱۱	تجھے یاد کیا نہیں ہے مرے دل کا وہ زمانہ	۳
	عطا اسلاف کا جذبِ دروں کر	۹
۱۲	ضمیرِ لالہ مئے لعل سے ہُوا لبریز	۱۹
	یہ نکتہ میں نے سیکھا بوالحسن سے	۹
۱۳	وہی میری کم نصیبی، وہی تیری بے نیازی!	۳
	خرد واقف نہیں ہے نیک و بد سے	۹
۱۴	اپنی جولاں گاہ زیرِ آسماں سمجھا تھا میں	۱
	خدائی اہتمامِ خشک و تر ہے	۹
۱۵	اک دانشِ نورانی، اک دانشِ برہانی	۶
	یہی آدم ہے سلطاں بحر و بر کا؟	۹

۱۶	یارب یہ جہانِ گزراں خوب ہے لیکن	۷
۱	سما سکتا نہیں پہنائے فطرت میں مرا سودا	۵
۲	یہ کون غزل خواں ہے پر سوز و نشاط انگیز	۶
۳	وہ حرفِ راز کہ مجھ کو سکھا گیا ہے جنوں	۱۹
۴	عالمِ آب و خاک و باد! سرِ عیاں ہے تو کہ میں؟	۱۳
۵	تو ابھی رہگزر میں ہے، قیدِ مقام سے گزر	۱۳
۶	امینِ راز ہے مردانِ حُر کی درویشی	۱۹
۷	پھر چراغِ لالہ سے روشن ہوئے کوہ و دمن	۱
۸	مسلماں کے لہو میں ہے سلیقہ دل نوازی کا	۵
۹	عشق سے پیدا نوائے زندگی میں زیر و بم	۱
۱۰	دل سوز سے خالی ہے، نگہ پاک نہیں ہے	۷
۱۱	ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق	۱۹
۱۲	پوچھ اس سے کہ مقبول ہے فطرت کی گواہی	۷
۱۳	یہ حوریانِ فرنگی، دل و نظر کا حجاب	۱۹
۱۴	دلِ بیدار فاروقی، دلِ بیدار کراری	۵
۱۵	خودی کی شوخی و تندی میں کبر و ناز نہیں	۱۹
۱۶	میرِ سپاہ ناسزا، لشکریاں شکستہ صف	۱۳
۱۷	زمستانی ہوا میں گرچہ تھی شمشیر کی تیزی	۵
۱۸	یہ دیرِ کہن کیا ہے؟ انبارِ خس و خاشاک!	۶
۱۹	کمالِ ترک نہیں آب و گل سے مہجوری	۱۹
۲۰	عقل گو آستاں سے دور نہیں	۲۰
۲۱	خودی وہ بحر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں	۱۹

۲۲	یہ پیام دے گئی ہے مجھے بادِ صبح گاہی	۳
۲۳	تری نگاہ فرومایہ، ہاتھ ہے کوتاہ	۱۹
۲۴	خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں	۱۹
۲۵	نگاہِ فقر میں شانِ سکندری کیا ہے!	۱۹
۲۶	نہ تو زمیں کے لیے ہے نہ آسماں کے لیے	۱۹
۲۷	تو اے اسیرِ مکاں! لامکاں سے دور نہیں	۱۹
۲۸	خرد نے مجھ کو عطا کی نظرِ حکیمانہ!	۱۹
۲۹	افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر	۶
۳۰	ہر شے مسافر، ہر چیز راہی!	۱۶
۳۱	ہر چیز ہے محوِ خود نمائی	۱۰
۳۲	اعجاز ہے کسی کا یا گردشِ زمانہ!	۱۷
۳۳	خردمندوں سے کیا پوچھوں کہ میری ابتدا کیا ہے	۵
۳۴	جب عشق سکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی	۶
۳۵	مجھے آہ و فغانِ نیم شب کا پھر پیام آیا	۵
۳۶	نہ ہو طغیانِ مشتاقی تو میں رہتا نہیں باقی	۵
۳۷	فطرت کو خرد کے روبرو کر	۱۰
۳۸	یہ پیرانِ کلیسا و حرم! اے وائے مجبوری!	۵
۳۹	تازہ پھر دانشِ حاضر نے کیا سحرِ قدیم	۲
۴۰	ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں	۱۴
۴۱	ڈھونڈ رہا ہے فرنگ عیشِ جہاں کا دوام	۲۳
۴۲	خودی ہو علم سے محکم تو غیرتِ جبریل	۱۹
۴۳	مکتبوں میں کہیں رعنائیِ افکار بھی ہے؟	۲

۴۴	حادثہ وہ جو ابھی پردۂ افلاک میں ہے	۲
۴۵	رہا نہ حلقۂ صوفی میں سوزِ مشتاقی	۱۹
۴۶	ہوا نہ زور سے اس کے کوئی گریباں چاک	۱۹
۴۷	یوں ہاتھ نہیں آتا وہ گوہرِ یک دانہ	۶
۴۸	نہ تخت و تاج میں نے لشکر و سپاہ میں ہے	۱۹
۴۹	فطرت نے نہ بخشا مجھے اندیشۂ چالاک	۷
۵۰	کریں گے اہلِ نظر تازہ بستیاں آباد	۱۹
۵۱	کی حق سے فرشتوں نے اقبال کی غمّازی	۶
۵۲	نے مہرہ باقی نے مہرہ بازی	۱۶
۵۳	گرم فغاں ہے جرس، اٹھ کہ گیا قافلہ	۲۳
۵۴	مری نوا سے ہوئے زندہ عارف و عامی!	۱۹
۵۵	ہر اک مقام سے آگے گزر گیا مہِ نو	۱۹
۵۶	کھو نہ جا اس سحر و شام میں اے صاحبِ ہوش	۲
۵۷	تھا جہاں مدرسۂ شیری و شاہنشاہی	۲
۵۸	ہے یاد مجھے نکتۂ سلمانِ خوش آہنگ	۷
۵۹	فقر کے ہیں معجزات تاج و سریر و سپاہ	۲۳
۶۰	کمالِ جوشِ جنوں میں رہا میں گرمِ طواف	۱۹
۶۱	شعور و ہوش و خرد کا معاملہ ہے عجیب	۱۹
۹	نوٹ: اکسٹھویں غزل کے بعد بائیس دوبیتیاں آئی ہیں۔	
	دعا	۲۳
	دمِ عارف نسیمِ صبح دم ہے	۹
	مسجدِ قرطبہ	۲۳

	قید خانے میں معتمد کی فریاد	۱
	عبد الرحمٰن اول کا بویا ہُوا کھجور کا پہلا درخت	۱۰
	رگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے!	۹
	ہسپانیہ	۷
	کھلے جاتے ہیں اسرارِ نہانی	۹
	طارق کی دعا (اندلس کے میدانِ جنگ میں)	۱۴
	زمانے کی یہ گردشِ جاودانہ	۹
	لینن (خدا کے حضور میں)	۷
	فرشتوں کا گیت	۱۳
	فرمانِ خدا (فرشتوں سے)	۷
	حکیمی، نامسلمانی خودی کی	۹
	ذوق و شوق	۱۳۔۱۵
	پروانہ اور جگنو	۷
	جاوید کے نام	۱۹
	گدائی	۱
	ملّا اور بہشت	۲
	دین و سیاست	۱۴
	اَلارضُ للہ	۱
	ایک نوجوان کے نام	۵
	نصیحت	۱
	لالۂ صحرا	۶
	اقبال نے کل اہلِ خیاباں کو سنایا	۷

	ساقی نامہ	۱۵
	زمانہ	۱۲
	فرشتے آدم کو جنت سے رخصت کرتے ہیں	۱۹
	روحِ ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے	۷
	قطعہ	۷
	پیر و مرید	۴
	تراتن روح سے ناآشنا ہے	۹
	جبریل و ابلیس	۱
	قطعہ	۷
	اذان	۷
	قطعہ	۷
	محبت	۱۴
	ستارے کا پیغام	۱۹
	جاوید کے نام (لندن میں اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا پہلا خط آنے پر)	۱۹
	فلسفہ و مذہب	۱۸
	یورپ سے ایک خط	۷،۴
	نپولین کے مزار پر	۲
	مسولینی	۱
	سوال	۷
	پنجاب کے دہقان سے	۱۵
	نادر شاہ افغان	۱۹
	خوشحال خاں کی وصیّت	۱۵

	تاتاری کا خواب	۹
	حال و مقام	۷
	ابو العلا معری	۷
	سنیما	۱۴
	پنجاب کے پیرزادوں سے	۷
	سیاست	۷
	فقر	۶
	خودی	۱۵
	جدائی	۱۰
	خانقاہ	۱
	ابلیس کی عرضداشت	۷
	لہو	۱۹
	پرواز	۱۹
	شیخِ مکتب سے	۲۰
	فلسفی	۱۹
	شاہیں	۱۴
	باغی مرید	۷
	ہارون کی آخری نصیحت	۷
	ماہرِ نفسیات سے	۷
	یورپ	۱
	آزادیِ افکار	۷
	شیر اور خچر	۱

	چیونٹی اور عقاب	۱۸

ضربِ کلیم

نمبر شمار	نظم کا عنوان یا عنوان کی عدم موجودگی کی صورت میں پہلا مصرع	وزن کا نمبر
	نہیں مقام کی خوگر طبیعتِ آزاد	۱۹
	اعلیٰ حضرت نواب سر حمید اللہ خاں فرمانروائے بھوپال کی خدمت میں	۱۹
	ناظرین سے	۱۸
	تمہید	۱۹
	اسلام اور مسلمان	
۱	صبح	۲
۲	لا الٰہ الا اللہ	۱۹
۳	تن بہ تقدیر	۲
۴	معراج	۷
۵	ایک فلسفہ زدہ سید زادے کے نام	۱۰
۶	زمین و آسمان	۷
۷	مسلماں کا زوال	۱۹
۸	علم و عشق	۲۳
۹	اجتہاد	۲
۱۰	شکر و شکایت	۷
۱۱	ذکر و فکر	۱۹
۱۲	مُلّائے حرم	۱۹
۱۳	تقدیر	۷
۱۴	توحید	۲

۱۵	علم اور دین	۱۹
۱۶	ہندی مسلمان	۷
۱۷	آزادیِ شمشیر کے اعلان پر	۷
۱۸	جہاد	۱۸
۱۹	قوت اور دین	۷
۲۰	فقر و مُلوکیت	۲
۲۱	اسلام	۲
۲۲	حیاتِ ابدی	۲
۲۳	سلطانی	۱۹
۲۴	صوفی سے	۱۹
۲۵	افرنگ زدہ	۱۹
۲۶	تصوف	۱۹
۲۷	ہندی اسلام	۷
۲۸	غزل: دلِ مردہ دل نہیں ہے، اسے زندہ کر دوبارہ	۳
۲۹	دنیا	۷
۳۰	نماز	۱۹
۳۱	وحی	۲
۳۲	شکست	۱۹
۳۳	عقل و دل	۷
۳۴	مستیِ کردار	۷
۳۵	قبر	۷
۳۶	قلندر کی پہچان	۷

۳۷	فلسفہ	۷
۳۸	مردانِ خدا	۱۹
۳۹	کافر و مومن	۷
۴۰	مہدیِ برحق	۷
۴۱	مومن	۷
۴۲	محمد علی باب	۷
۴۳	تقدیر (ابلیس و یزداں)	۱
۴۴	اے روحِ محمدؐ!	۷
۴۵	مدنیتِ اسلام	۱۹
۴۶	امامت	۲
۴۷	فقر و راہبی	۱۹
۴۸	غزل: تیری متاعِ حیات، علم و ہنر کا سرور	۲۳
۴۹	تسلیم و رضا	۷
۵۰	نکتۂ توحید	۱۹
۵۱	الہام اور آزادی	۷
۵۲	جان و تن	۱
۵۳	لاہور و کراچی	۲
۵۴	نبوت	۲
۵۵	آدم	۱۹
۵۶	مکہ اور جنیوا	۷
۵۷	اے پیرِ حرم	۷
۵۸	مہدی	۷

۵۹	مردِ مسلمان	۷
۶۰	پنجابی مسلمان	۷
۶۱	آزادی	۷
۶۲	اشاعتِ اسلام فرنگستان میں	۱۹
۶۳	لاو الّا	۵
۶۴	امرائے عرب سے	۱۹
۶۵	احکامِ الٰہی	۷
۶۶	موت	۱۹
۶۷	قم باذن اللہ	۱۹
	(تعلیم و تربیت)	
۶۸	مقصود	۱۹
۶۹	زمانۂ حاضر کا انسان	۲
۷۰	اقوامِ مشرق	۲
۷۱	آگاہی	۱۹
۷۲	مصلحینِ مشرق	۵
۷۳	مغربی تہذیب	۱۹
۷۴	اسرارِ پیدا	۷
۷۵	سلطان ٹیپو کی وصیت	۱۸
۷۶	غزل: نہ میں اعجمی نہ ہندی، نہ عراقی و حجازی	۳
۷۷	بیداری	۷
۷۸	خودی کی تربیت	۱۹
۷۹	آزادیِ فکر	۷

۸۰	خودی کی زندگی	۱۹
۸۱	حکومت	۲
۸۲	ہندی مکتب	۷
۸۳	تربیت	۱
۸۴	خوب وزشت	۱۹
۸۵	مرگِ خودی	۱۹
۸۶	مہمانِ عزیز	۲
۸۷	عصرِ حاضر	۲
۸۸	طالبِ علم	۱۹
۸۹	امتحان	۱۹
۹۰	مدرسہ	۲
۹۱	حکیم نطشے	۱۹
۹۲	اساتذہ	۷
۹۳	غزل: ملے گا منزلِ مقصود کا اسی کو سراغ	۱۹
۹۴	دین و تعلیم	۲
۹۵	جاوید سے	۱۰
	(عورت)	
۹۶	مردِ فرنگ	۱۹
۹۷	ایک سوال	۲۰
۹۸	پردہ	۱۴
۹۹	خلوت	۷
۱۰۰	عورت صہ ۹۲	۱۹

۱۰۱	آزادیِ نسواں	۷
۱۰۲	عورت کی حفاظت	۷
۱۰۳	عورت اور تعلیم	۷
۱۰۴	عورت ص۹۶	۲
	ادبیات، فنونِ لطیفہ	
۱۰۵	دین و ہنر	۱۹
۱۰۶	تخلیق	۱۹
۱۰۷	جنون	۱۹
۱۰۸	اپنے شعر سے	۲
۱۰۹	پیرس کی مسجد	۱۹
۱۱۰	ادبیات	۲
۱۱۱	نگاہ	۱۹
۱۱۲	مسجد قوت الاسلام	۲
۱۱۳	تیاتر	۱۹
۱۱۴	شعاعِ امید	۷
۱۱۵	امید	۱۹
۱۱۶	نگاہِ شوق	۱۹
۱۱۷	اہلِ ہنر سے	۲۳
۱۱۸	غزل	۱۶
۱۱۹	وجود	۲
۱۲۰	سرود	۱۸
۱۲۱	نسیم و شبنم	۷

۱۲۲	اہرامِ مصر	۷
۱۲۳	مخلوقاتِ ہنر	۲
۱۲۴	اقبال	۷
۱۲۵	فنونِ لطیفہ	۷
۱۲۶	صبحِ چمن	۷
۱۲۷	خاقانی	۱۰
۱۲۸	رومی	۱۹
۱۲۹	جدت	۷
۱۳۰	میرزا بیدل	۱
۱۳۱	جلال و جمال	۱۹
۱۳۲	مصوّر	۷
۱۳۳	سرودِ حلال	۲
۱۳۴	سرودِ حرام	۱۹
۱۳۵	فوارہ	۱۹
۱۳۶	شاعر	۷
۱۳۷	شعرِ عجم	۷
۱۳۸	ہنرورانِ ہند	۲
۱۳۹	مردِ بزرگ	۲
۱۴۰	عالمِ نو	۲
۱۴۱	ایجادِ معانی	۷
۱۴۲	موسیقی	۱۹
۱۴۳	ذوقِ نظر	۱۹

۱۴۴	شعر	۷
۱۴۵	رقص و موسیقی	۱
۱۴۶	ضبط	۵
۱۴۷	رقص	۲
	(سیاسیاتِ مشرق و مغرب)	
۱۴۸	اشتراکیت	۷
۱۴۹	کارل مارکس کی آواز	۱۲
۱۵۰	انقلاب	۱۹
۱۵۱	خوشامد	۷
۱۵۲	مناصب	۱۹
۱۵۳	یورپ اور یہود	۷
۱۵۴	نفسیاتِ غلامی صہ ۱۴۲	۷
۱۵۵	بلشویک روس	۱۹
۱۵۶	آج اور کل	۷
۱۵۷	مشرق	۱۹
۱۵۸	سیاسیاتِ افرنگ	۱۹
۱۵۹	خواجگی	۲
۱۶۰	غلاموں کے لیے	۲
۱۶۱	اہلِ مصر سے	۲
۱۶۲	ابی سینیا	۱۸
۱۶۳	ابلیس کا فرمان اپنے سیاسی فرزندوں کے نام	۱۸
۱۶۴	جمعیتِ اقوامِ مشرق	۷

۱۶۵	سلطانیِ جاوید	۷
۱۶۶	جمہوریت	۷
۱۶۷	یورپ اور سوریا	۱۹
۱۶۸	مسولینی (اپنے مشرقی اور مغربی حریفوں سے)	۱
۱۶۹	گلہ	۷
۱۷۰	انتداب	۱۹
۱۷۱	لا دین سیاست	۱۹
۱۷۲	دامِ تہذیب	۷
۱۷۳	نصیحت	۷
۱۷۴	ایک بحری قزاق اور سکندر	۵
۱۷۵	جمعیتِ اقوام	۷
۱۷۶	شام و فلسطین	۷
۱۷۷	سیاسی پیشوا	۱۹
۱۷۸	نفسیاتِ غلامی ط۱۶۱	۲
۱۷۹	غلاموں کی نماز	۱۹
۱۸۰	فلسطینی عرب	۱۹
۱۸۱	مشرق و مغرب	۱۹
۱۸۲	نفسیاتِ غلامی	۷
۱۸۳	(محراب گل افغان کے افکار)	
	۱۔ میرے کہستاں تجھے چھوڑ کے جاؤں کہاں	۲۳
	۲۔ حقیقتِ ازلی ہے رقابتِ اقوام	۱۹
	۳۔ تری دعا سے قضا تو بدل نہیں سکتی	۱۹

	۴۔ کیا چرخِ کج رو، کیا مہر، کیا ماہ	۱۶
	۵۔ یہ مدرسہ، یہ کھیل، یہ غوغاے رَوارَو	۷
	۶۔ جو عالمِ ایجاد میں ہے صاحبِ ایجاد	۷
	۷۔ رومی بدلے، شامی بدلے، بدلا ہندوستان	۲۴
	۸۔ زاغ کہتا ہے نہایت بدنما ہیں تیرے پَر	۱
	۹۔ عشق طینت میں فرومایہ نہیں مثلِ ہوس	۲
	۱۰۔ وہی جواں ہے قبیلے کی آنکھ کا تارا	۱۹
	۱۱۔ جس کے پرتَو سے منور رہی تیری شبِ دوش	۲
	۱۲۔ لادینی ولاطینی، کس پیچ میں الجھا تو!	۶
	۱۳۔ مجھ کو تو یہ دنیا نظر آتی ہے دگرگوں	۷
	۱۴۔ بے جرأتِ رندانہ ہر عشق ہے روباہی	۶
	۱۵۔ آدم کا ضمیر اس کی حقیقت پہ ہے شاہد	۷
	۱۶۔ قوموں کے لیے موت ہے مرکز سے جدائی!	۷
	۱۷۔ آگ اس کی پھونک دیتی ہے برناو پیر کو	۱۸
	۱۸۔ یہ نکتہ خوب کہا شیر شاہ سوری نے	۱۹
	۱۹۔ نگاہ وہ نہیں جو سرخ و زرد پہچانے	۱۹
	۲۰۔ فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی	۶

ارمغانِ حجاز

نمبر شمار	نظم کا عنوان یا عنوان کی عدم موجودگی کی صورت میں پہلا مصرع	وزن کا نمبر
	حضورِ حق	۹
	حضورِ رسالت	
	ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر	۵

	حضورِ رسالت	۹
	حضورِ ملت	۹
	حضورِ عالمِ انسانی	
	آدمیت احترامِ آدمی	۴
	حضورِ عالمِ انسانی	۹
	بہ یارانِ طریق	۹
	اردو نظمیں	
	ابلیس کی مجلسِ شوریٰ	۱
	بڈھے بلوچ کی نصیحت بیٹے کو	۷
	تصویر و مصور	۹
	عالمِ برزخ	۷،۱،۲۳
	معزول شہنشاہ	۱
	دوزخی کی مناجات	۷
	مسعود مرحوم	۱۹
	آوازِ غیب!	۷
۹	(رباعیات)	
	ملازادہ ضیغم لولابی کشمیری کا بیاض	
۱	پانی ترے چشموں کا تڑپتا ہوا سیماب!	۷
۲	موت ہے اک سخت تر جس کا غلامی ہے نام	۲۳
۳	آج وہ کشمیر ہے محکوم و مجبور و فقیر	۱
۴	گرم ہو جاتا ہے جب محکوم قوموں کا لہو	۱
۵	دَرّاج کی پرواز میں ہے شوکتِ شاہیں	۷

۶	رندوں کو بھی معلوم ہیں صوفی کے کمالات	۷
۷	نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری	۵
۸	سمجھا لہو کی بوند اگر تو اسے تو خیر	۱۸
۹	کھلا جب چمن میں کتب خانۂ گل	۱۴
۱۰	آزاد کی رگ سخت ہے مانندِ رگِ سنگ	۷
۱۱	تمام عارف و عامی خودی سے بیگانہ	۱۹
۱۲	دگرگوں جہاں ان کے زورِ عمل سے	۱۴
۱۳	نشاں یہی ہے زمانے میں زندہ قوموں کا	۱۹
۱۴	چہ کافرانہ قمارِ حیات می بازی	۱۹
۱۵	ضمیرِ مغرب ہے تاجرانہ، ضمیرِ مشرق ہے راہبانہ	۱۲
۱۶	حاجت نہیں اے خطۂ گل شرح و بیاں کی	۷
۱۷	خود آگاہی نے سکھلا دی ہے جس کو تن فراموشی	۵
۱۸	آں عزمِ بلند آور آں سوزِ جگر آور	۶
۱۹	غریبِ شہر ہوں میں، سن تو لے مری فریاد	۱۹
	سر اکبر حیدری صدرِ اعظم حیدر آباد دکن کے نام	۲
	حسین احمد	۱۹
	حضرتِ انساں	۵

اسرارِ خودی

نمبر شمار	نظم کا عنوان یا عنوان کی عدم موجودگی کی صورت میں پہلا مصرع	وزن کا نمبر
	نیست در خشک و تر بیشۂ من کوتاہی	۲
	(اسرارِ خودی)	۴
	غزل ؃۲ دی شیخ باچراغ ہمی گشت گردِ شہر	۱۸

	(نوٹ: وزن نمبر ۲، اور وزن نمبر ۱۸ کی ذیل میں آنے والے اشعار ضمنی حیثیت میں آئے ہیں۔ مثنوی اسرارِ خودی کا اصل وزن، وزن نمبر ۴ ہی ہے)	

رموزِ بے خودی

نمبر شمار	نظم کا عنوان یا عنوان کی عدم موجودگی کی صورت میں پہلا مصرع	وزن کا نمبر
	رموزِ بے خودی	۴
	منکر نتواں گشت اگر دم زنم از عشق	۷
	(نوٹ: وزن نمبر ۷ کی ذیل میں آنے والا شعر ضمنی حیثیت میں آیا ہے۔ مثنوی رموزِ بے خودی کا اصل وزن، وزن نمبر ۴ ہی ہے)	

پیامِ مشرق

نمبر شمار	نظم کا عنوان یا عنوان کی عدم موجودگی کی صورت میں پہلا مصرع	وزن کا نمبر
۲	پیش کش	۴
۳	لالۂ طور	۹
	افکار	
۴	گلِ نخستیں	۱۹
۵	دعا	۱
۶	ہلالِ عید	۱۸
۷	تسخیرِ فطرت	۲۔۳۔۲۲
۸	بوے گل	۱۸
۹	نواے وقت	۶
۱۰	فصلِ بہار	۲۳

۱۱	حیاتِ جاوید	۱۹
۱۲	افکارِ انجم	۹
۱۳	زندگی	۱۵
۱۴	محاورۂ علم و عشق	۹
۱۵	سرودِ انجم	۱۳
۱۶	نسیمِ صبح	۱۹
۱۷	پند باز با بچۂ خویش	۱۵
۱۸	کرمِ کتابی	۱۴
۱۹	کبر و ناز	۱۸
۲۰	لالہ	۱۸
۲۱	حکمت و شعر	۴
۲۲	کرمکِ شب تاب ص۱۲۲	۷
۲۳	حقیقت	۹
۲۴	حدی	۲۳
۲۵	قطرۂ آب	۱۵
۲۶	محاورہ مابینِ خدا و انسان	۱۴
۲۷	ساقی نامہ	۱۴
۲۸	شاہین و ماہی	۷
۲۹	کرمکِ شب تاب ص۱۳۶	۹
۳۰	تنہائی	۱۹
۳۱	شبنم	۷
۳۲	عشق	۱۰

۳۳	اگر خواہی حیات اندر خطر زی	۹
۳۴	جہانِ عمل	۲
۳۵	زندگی	۱۸
۳۶	حکمتِ فرنگ	۱۵
۳۷	حور و شاعر	۳
۳۸	زندگی و عمل	۲۳
۳۹	الملک للہ	۱۸
۴۰	جوے آب	۱۸
۴۱	نامۂ عالمگیر	۱۵
۴۲	بہشت	۹
۴۳	کشمیر	۱۳
۴۴	عشق ص۱۵٦	٦
۴۵	بندگی	۲
۴٦	غلامی	۲
۴۷	چیستانِ شمشیر	۱۸
۴۸	جمہوریت	۵
۴۹	بہ مبلغِ اسلام در فرنگستان	۱۹
۵۰	غنی کاشمیری	۱۵
۵۱	خطاب بہ مصطفیٰ کمال پاشا	۲
۵۲	طیارہ	۱۵
۵۳	عشق ص۱٦۳	۱۸
۵۴	تہذیب	۱۸

۵۵	مئے باقی (غزلیات)	
	۱۔ بہار تا بہ گلستاں کشید بزمِ سرود	۱۹
	۲۔ حلقہ بستند سرِ تربتِ من نوحہ گراں	
	۳۔ می تراشد فکرِ ماہر دم خداوندے دگر	۱
	۴۔ مرا ز دیدۂ بینا شکایت دگر است	۱۹
	۵۔ بایں بہانہ دریں بزمِ محرمے جویم	۱۹
	۶۔ خیز و نقاب بر کشا پردگیانِ ساز را	۱۳
	۷۔ بہ ملازمانِ سلطاں خبرے دہم ز رازے	۳
	۸۔ بیا کہ ساقیِ گل چہرہ دست بر چنگ است	۱۹
	۹۔ صورت نہ پرستم من، بت خانہ شکستم من	۶
	۱۰۔ ہوائے فرودیں در گلستاں مے خانہ می سازد	۵
	۱۱۔ از ما بگو سلامی آں ترکِ تند خو را	۱۷
	۱۲۔ آشنا ہر خار را از قصۂ ما ساختی	۱
	۱۳۔ خوش آنکہ رختِ خرد را بہ شعلۂ مے سوخت	۱۹
	۱۴۔ بیار بادہ کہ گردوں بکامِ ما گردید	۱۹
	۱۵۔ تیر و سنان و خنجر و شمشیرم آرزوست	۱۸
	۱۶۔ دانۂ سبحہ بہ زنار کشیدن آموز	۲
	۱۷۔ ز خاکِ خویش طلب آتشے کہ پیدا نیست	۱۹
	۱۸۔ موج را از سینۂ دریا گسستن می تواں	۱
	۱۹۔ صد نالۂ شب گیرے، صد صبح بلا خیزے	۶
	۲۰۔ باز بہ سرمہ تاب دہ چشمِ کرشمہ زاے را	۱۳
	۲۱۔ فریبِ کشمکشِ عقل دیدنی دارد	۱۹

	۲۲۔ حسرتِ جلوۂ آں ماہ تمامے دارم	۲
	۲۳۔ بشاخِ زندگیِ ما نمے ز تشنہ لبی است	۱۹
	۲۴۔ فرقے نہ نہد عاشق در کعبہ و بت خانہ	۶
	۲۵۔ بے تو از خوابِ عدم دیدہ کشودن نتواں	۲
	۲۶۔ ایں گنبدِ مینائی، ایں پستی و بالائی	۶
	۲۷۔ ہوسِ منزلِ لیلیٰ نہ تو داری و نہ من	۲
	۲۸۔ دلیلِ منزلِ شوقم بدامنم آویز	۱۹
	۲۹۔ در جہانِ دلِ ما دورِ قمر پیدا نیست	۲
	۳۰۔ گریۂ ما بے اثر، نالۂ ما نارساست	۲۳
	۳۱۔ سوزِ سخن ز نالۂ مستانۂ دل ست	۱۸
	۳۲۔ سطوت از کوہ ستانند و بکاہے بخشند	۲
	۳۳۔ نہ تو اندر حرم گنجی نہ در بت خانہ می آئی	۵
	۳۴۔ تب و تابِ بت کدۂ عجم نرسد بہ سوز و گدازِ من	۲۱
	۳۵۔ مثلِ آئینہ مشو محوِ جمالِ دگراں	۲
	۳۶۔ جہانِ عشق نہ میری نہ سروری داند	۱۹
	۳۷۔ خواجۂ نیست کہ چوں بندہ پرستارش نیست	۲
	۳۸۔ بیا کہ بلبلِ شوریدہ نغمہ پرداز است	۱۹
	۳۹۔ خاکیم و تند سیر مثال ستارہ ایم	۱۸
	۴۰۔ عرب از سرشکِ خونم ہمہ لالہ زار بادا	۳
	۴۱۔ نظر تو ہمہ تقصیر و خرد کوتاہی	۲
	۴۲۔ سرخوش از بادۂ تو خم شکنے نیست کہ نیست	۲
	۴۳۔ اگرچہ زیب سرش افسر و کلاہے نیست	۱۹

	۴۴۔ شعلہ در آغوش دارد عشقِ بے پروائے من	۱
	۴۵۔ بتانِ تازہ تراشیدۂ دریغ از تو	۱۹
	نقشِ فرنگ	
۵۶	پیام	۲
۵۷	جمعیت الاقوام	۲
۵۸	شوپن ہار و نیٹشا	۱۸
۵۹	فلسفہ و سیاست	۱
۶۰	صحبتِ رفتگاں	۱،۱۹،۲۳
۶۱	نیٹشا	۴
۶۲	حکیم آئن سٹائن	۱
۶۳	بائرن	۱۹
۶۴	نیٹشا	۱۸
۶۵	جلال و ہیگل	۲۰
۶۶	پٹوفی	۳
۶۷	محاورہ مابین حکیم فرانسوی اگسٹس کومٹ و مردِ مزدور	۱۵
۶۸	ہیگل	۱
۶۹	جلال و گوئٹے	۴
۷۰	پیغامِ برگسان	۱۸
۷۱	مے خانۂ فرنگ	۱،۹
۷۲	موسیو لینن و قیصر ولیم	۱۹
۷۳	حکما	۲
۷۴	شعرا	۱۸

۷۵	خراباتِ فرنگ	۲
۷۶	خطاب بہ انگلستان	۲
۷۷	قسمت نامۂ سرمایہ و مزدور	۱۸
۷۸	نوائے مزدور	۱۹
۷۹	آزادیِ بحر	۹
۸۰	خردہ	
	۱۔ می خورد ہر ذرّۂ ما پیچ و تاب	۴
	۲۔ در دانہ ادا شناس دریاست	۱۰
	۳۔ کلک رانالہ از تہی مغزی است	۲۰
	۴۔ منم کہ طوفِ حرم کردہ ام بتے بہ کنار	۱۹
	۵۔ گل گفت کہ عیشِ نو بہارے خوشتر	۸
	۶۔ سخن گو طفلک و برنا و پیر است	۹
	۷۔ چشم را بینائی افزاید سہ چیز	۴
	۸۔ اے برادرِ من ترا از زندگی دادم نشاں	۱
	۹۔ طاقتِ عفو در تو نیست اگر	۲۰
	۱۰۔ از نزاکت ہائے طبع موشگافِ او مپرس	۱
	۱۱۔ در جہاں مانندِ جوے کہسار	۴
	۱۲۔ اے کہ گل چیدی مناں از نیش خار	۴
	۱۳۔ مزن وسمہ بر ریش و ابروے خویش	۱۵
	۱۴۔ ندارد کار بادوں ہمتاں عشق	۹
	۱۵۔ نقد شاعر در خور بازار نیست	۴
	۱۶۔ چہ خوش بودے اگر مردِ نکوپے	۹

زبورِ عجم

نمبر شمار	نظم کا عنوان یا عنوان کی عدم موجودگی کی صورت میں پہلا مصرع	وزن کا نمبر
	بخوانندۂ کتابِ زبور	۲
	حصّہ اوّل	
	زبرون در گذشتم ز درونِ خانہ گفتم	۳
	دعا	۱۸
۱	عشق شور انگیز راہر جادہ در کوے تو برد	۱
۲	درونِ سینۂ ماسوزِ آرزوز کجاست	۱۹
۳	غزل سرا و نواہاے رفتہ باز آور	۱۹
۴	اے کہ ز من فزودۂ گرمیِ آہ و نالہ را	۱۳
۵	از مشتِ غبارِ ما صد نالہ برانگیزی	۶
۶	من اگرچہ تیرہ خاکم دلکے ست برگ و سازم	۳
۷	بہ صداے دردمندے بہ نواے دل پذیرے	۳
۸	برسرِ کفر و دیں فشاں رحمتِ عام خویش را	۱۳
۹	نواے من ازاں پر سوز و بے باک و غم انگیز است	۵
۱۰	دل و دیدۂ کہ دارم ہمہ لذتِ نظارہ	۳
۱۱	گرچہ شاہین خرد برسرِ پروازے ہست	۲
۱۲	ایں جہاں چیست صنم خانۂ پندارِ من است	۲
۱۳	فصلِ بہار ایں چنیں، بانگِ ہزار ایں چنیں	۱۳
۱۴	بروں کشید ز پیچاکِ ہست و بود مرا	۱۹
۱۵	خیز د بخاک تشنۂ بادہ زندگی فشاں	۱۳
۱۶	تو بایں گماں کہ شاید سر آستانہ دارم	۳

۱۷	نظر بہ راہ نشیناں سوارہ می گذرد	۱۹
۱۸	بر عقلِ فلک پیما ترکانہ شبے خوں بہ	۶
۱۹	یا مسلمان را مدہ فرماں کہ جاں بر کف بنہ	۱
۲۰	عقل ہم عشق است و از ذوق نگہ بیگانہ نیست	۱
۲۱	سوز و گدازِ زندگی لذتِ جستجوے تو	۱۳
۲۲	دریں محفل کہ کارِ او گذشت از بادہ و ساقی	۵
۲۳	ساقیا بر جگرم شعلۂ نمناک انداز	۲
۲۴	ازاں آبے کہ در من لالہ کارد ساتگینے دہ	۵
۲۵	ز ہر نقشے کہ دل از دیدہ گیرد پاک می آیم	۵
۲۶	دلِ بے قیدِ من بے نورِ ایماں کافری کردہ	۵
۲۷	ز شاعر نالۂ مستانہ در محشر چہ می خواہی	۵
۲۸	نہ در اندیشۂ من کارزارِ کفر و ایمانے	۵
۲۹	مرغ خوش لہجہ و شاہین شکاری از تست	۲
۳۰	خوشتر ز ہزار پارسائی	۱۰
۳۱	بر جہانِ دلِ من تاختنش رانگرید	۲
۳۲	مرا براہِ طلب بار در گل است ہنوز	۱۹
۳۳	زمستاں را سر آمد روزگاراں	۹
۳۴	ہواے خانہ و منزل ندارم	۹
۳۵	از چشمِ ساقی مست شرابم	۱۶
۳۶	شب من سحر نمودی کہ بہ طلعت آفتابی	۳
۳۷	دریں مے خانہ اے ساقی ندارم محرمے دیگر	۵
۳۸	بہ جہانِ درمنداں تو بگو چہ کارداری	۳

۳۹	اگر نظارہ از خود رفتگی آرد حجاب اولیٰ	۵
۴۰	نورِ تو وا نمود سپید و سیاہ را	۱۸
۴۱	بدہ آں دل کہ مستی ہاے او از بادۂ خویش است	۵
۴۲	کفِ خاک برگ و سازم بر ہے فشانم او را	۳
۴۳	ایں دل کہ مرا دادی لبریز یقیں بادا	۶
۴۴	رمزِ عشقِ تو بہ اربابِ ہوس نتواں گفت	۲
۴۵	یادِ ایامے کہ خوردم بادہ ہا با چنگ و نے	۱
۴۶	انجم بگریباں ریخت ایں دیدۂ تر ما را	۶
۴۷	خاور کہ آسماں بہ کمندِ خیالِ اوست	۱۸
۴۸	فرصتِ کشمکش مدہ ایں دلِ بے قرار را	۱۳
۴۹	جانم در آویخت با روزگاراں	۱۶
۵۰	بہ تسلّی کہ دادی نگذاشت کارِ خود را	۳
۵۱	بحرفے می تواں گفتن تمنائے جہانے را	۵
۵۲	چند بروے خود کشی پردۂ صبح و شام را	۱۳
۵۳	نفَس شمار بہ پیچاک روزگار خودیم	۱۹
۵۴	بہ فغاں نہ لب کشودم کہ فغاں اثر ندارد	۳
۵۵	ما کہ رفتندہ تر از پرتو مہ آمدہ آیم	۲
۵۶	اے خداے مہر و مہ خاک پریشانے نگر	۱
	حصّہ دوم	
	شاخِ نہالِ سدرہ ئی خار و خس چمن مشو	۱۳
	دو عالم را تواں دیدن بہ مینائے کہ من دارم	۵
۱	برخیز کہ آدم راہنگام نمود آمد	۶

۲	مہ و ستارہ کہ در راہِ شوق ہم سفر اند	۱۹
۳	درونِ لالہ گذر چوں صبا توانی کرد	۱۹
۴	اگر بہ بحرِ محبت کرانہ می خواہی	۱۹
۵	زمانہ قاصدِ طیار آں دلآرام است	۱۹
۶	دگر ز سادہ دلیہاے یار نتواں گفت	۱۹
۷	خرد از ذوقِ نظر گرم تماشا بود است	۲
۸	غلام زندہ دلانم کہ عاشق سرہ اند	۱۹
۹	لالۂ ایں چمن آلودہ رنگ است ہنوز	۲
۱۰	تکیہ بر حجت و اعجاز بیاں نیز کنند	۲
۱۱	چو موج مست خودی باش و سر بہ طوفاں کش	۱۹
۱۲	خضرِ وقت از خلوت دشتِ حجاز آید بروں	۱
۱۳	ز سلطاں کنم آرزوے نگاہے!	۱۴
۱۴	با نشۂ درویشی در ساز و دمادم زن	۶
۱۵	ہوس ہنوز تماشا گر جہاں داری است	۱۹
۱۶	فرشتہ گرچہ بروں از طلسمِ افلاک است	۱۹
۱۷	عرب کہ باز دید محفلِ شبانہ کجاست	۱۹
۱۸	مانندِ صبا خیز و زیدن دگر آموز	۷
۱۹	اے غنچۂ خوابیدہ چو نرگس نگراں خیز	۷
۲۰	جہانِ ما ہمہ خاک است و پے سپر گردد	۱۹
۲۱	باز بر رفتہ و آئندہ نظر باید کرد	۲
۲۲	خیالِ من بہ تماشاے آسماں بود است	۱۹
۲۳	از نوا بَر من قیامت رفت و کس آگاہ نیست	۱

۲۴	شرابِ مے کدۂ من نہ یادگارِ جم است	۱۹
۲۵	لالۂ صحرا ایم از طرف خیابانم برید	۱
۲۶	سخنِ تازہ زدم کس بہ سخن وا نرسید	۲
۲۷	عاشق آں نیست کہ لب گرم فغانے دارد	۲
۲۸	دریں چمن دلِ مرغاں زماں زماں دگر است	۱۹
۲۹	ما از خدائے گم شدہ ایم او بہ جستجوست	۱۸
۳۰	خواجہ از خونِ رگِ مزدور سازد لعلِ ناب	۱
۳۱	گرچہ می دانم کہ روزے بے نقاب آید بروں	۱
۳۲	کشادہ روز خوش وناخوش زمانہ گذر	۱۹
۳۳	زندگی در صدف خویش گہر ساختن است	۲
۳۴	بروں زیں گنبد دربستہ پیدا کردہ ام راہے	۵
۳۵	گنہگار غیورم مزد بے خدمت نمی گیرم	۵
۳۶	جہاں کورست واز آئینۂ دل غافل افتاد است	۵
۳۷	نہ یابی در جہاں یارے کہ داند دل نوازی را	۵
۳۸	علمے کہ تو آموزی مشتاق نگاہے نیست	۶
۳۹	چو خورشیدِ سحر پیدا نگاہے می تواں کردن	۵
۴۰	کشیدی بادہ ہادرِ صحبت بیگانہ پے درپے	۵
۴۱	عشق اندر جستجو افتاد و آدم حاصل است	۹
۴۲	بیا کہ خاوریاں نقشِ تازہ بستند	۱۹
۴۳	عشق را نازم کہ بودش را غمِ نابودنے	۱
۴۴	بر دلِ بے تاب من ساقی مئے نابے زند	۱
۴۵	فروغِ خاکیاں از نوریاں افزوں شود روزے	۵

۴۶	زرسم وراہِ شریعت نکردہ ام تحقیق	۱۹
۴۷	از ہمہ کس کنارہ گیر صحبت آشنا طلب	۱۳
۴۸	بنی جہاں راخود رانہ بینی	۱۶
۴۹	من ہیچ نمی ترسم از حادثۂ شب ہا	۶
۵۰	تو کیستی ز کجائی کہ آسمانِ کبود	۱۹
۵۱	دیارِ شوق کہ درد آشناست خاک آں جا	۱۹
۵۲	مئے دیرینہ ومعشوق جواں چیزے نیست	۲
۵۳	قلندراں کہ بہ تسخیرِ آب و گِل کوشند	۱۹
۵۴	در دستہ تیغم و گردوں برہنہ ساخت مرا	۱۹
۵۵	مثلِ شرر ذرہ راتن بہ تپیدن دہم	۲۳
۵۶	خودی رامر دم آمیزی دلیلِ نارسائی ہا	۵
۵۷	چوں چراغِ لالہ سوزم در خیابانِ شما	۱
۵۸	دم مر اصفتِ بادِ فرودیں کردند	۱۹
۵۹	گذر ازانکہ ندیدست وجز خبر ندہد	۱۹
۶۰	دریں صحرا گذر افتاد شاید کاروانے را	۵
۶۱	ترانا داں امیدِ غم گساری ہاز افرنگ است	۵
۶۲	بگذر از خاور وافسونیِ افرنگ مشو	۲
۶۳	جہانِ رنگ وبو پیدا تو می گوئی کہ راز ست ایں	۵
۶۴	از داغِ فراقِ او در دل چمنے دارم	۶
۶۵	بنگاہِ آشنائے چو درونِ لالہ دیدم	۳
۶۶	ایں ہم جہانے آں ہم جہانے	۱۶
۶۷	بہار آمد نگہ می غلطد اندر آتش لالہ	۵

۶۸	صورت گرے کہ پیکرِ روز و شب آفرید	۱۸
۶۹	باز ایں عالم دیرینہ جواں می بایست	۲
۷۰	لالۂ ایں گلستاں داغِ تمنائے نداشت	۱
۷۱	ہنگامہ را کہ بست دریں دیر دیر پائے	۱۸
۷۲	اے لالہ اے چراغِ کہستان و باغ و راغ	۱۸
۷۳	من بندۂ آزادم عشق است امامِ من	۶
۷۴	کم سخن غنچہ کہ در پردۂ دل رازے داشت	۲
۷۵	خود را کنم سجودے دیر و حرم نماندہ	۱۷
	گلشنِ راز جدید	
	بہ سوادِ دیدۂ تو نظر آفریدہ ام من	۳
	گلشنِ راز جدید ص۲۰۳ تا ص۲۴۳	۹
	غزل: فنارا بادۂ ہر جام کردند ص۲۴۰	۹
	بندگی نامہ	۴

جاوید نامہ

نمبر شمار	نظم کا عنوان یا عنوان کی عدم موجودگی کی صورت میں پہلا مصرع	وزن کا نمبر
	جاوید نامہ	۴
۳	نغمۂ ملائک	۵
	غزل ص۱۲: بکشائے لب کہ قند فراوانم آرزوست	۱۸
۶	زمزمۂ انجم	۱۳
۱۱	نوائے سروش	۶
۱۳	طاسین گوتم (توبہ آوردن زنِ رقاصۂ عشوہ فروش)	
	گوتم ص۴۸	۲

	رقاصہ	۱۳
۲۸	غزل زندہ رود: ایں گل ولالہ تو گوئی کہ مقیم اند ہمہ	۲
۳۱	نغمۂ بعل	۴
	غزل: باز بر رفتہ و آئندہ نظر باید کرد	۲
۴۲	نوائے حلاج	۱۹
۴۳	نوائے غالب	۱۹
۴۴	نوائے طاہرہ	۱۳
	قمری کفِ خاکستر و بلبل قفسِ رنگ ص۱۴۵	۷
	نہ جبریلے نہ فردوسے نہ حورے نے خداوندے ص۱۷۶	۵
	جمع کردم مشت خاشاکے کہ سوزم خویش را ص۱۸۴	۱
	بگذر ز ما و نالۂ مستانۂ مجوے ص۱۸۹	۱۸
	زندہ رود غزل با نشۂ درویشی در ساز و دمادم زن ص۱۹۶	۶
	بھرتری ہری: ایں خدایانِ تنک مایہ	
	زسنگ اندوز خشت ص۱۹۹	۲
۶۲	نمودار می شود روحِ ناصر خسرو علوی	
	و غزلے مستانہ سرائیدہ غائب می شود	۱
۶۵	غزل زندہ رود: بہ آدمے نرسیدی خدا چہ می جوئی	۱۹
	بگذر از خاور و افسونیِ افرنگ مشو ص۲۳۰	۲
	نوٹ: جاوید نامہ مثنوی ہے اور اس کا اصل وزن، وزن نمبر ۴ ہے دیگر اوزان اور ہیئتوں کی ذیل میں آنے والے اشعار ضمنی حیثیت میں آئے ہیں۔ (ابو الاعجاز)	

پس چہ باید کرد

نمبر شمار	نظم کا عنوان یا عنوان کی عدم موجودگی کی صورت میں پہلا مصرع	وزن کا نمبر
۱	بخوانندۂ کتاب	۱۹
	پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق	۴
	نالۂ عاشق بگوشِ مردم دنیا	۲۵
	(نوٹ: وزن نمبر ۱۹ اور وزن نمبر ۲۵ کی ذیل میں آنے والے اشعار ضمنی حیثیت میں آئے ہیں۔ مثنوی پس چہ باید کرد کا اصل وزن، وزن نمبر ۴ ہی ہے)	

مثنوی مسافر

نمبر شمار	نظم کا عنوان یا عنوان کی عدم موجودگی کی صورت میں پہلا مصرع	وزن کا نمبر
	مثنوی مسافر	۴
	بر مزارِ شہنشاہِ بابر خلد آشیانی	۱۹
	غزل ضہ۳: از دیرِ مغاں آیم بے گردشِ صہبا مست	۶
	(نوٹ: وزن نمبر ۱۹ اور وزن نمبر ۴ کی ذیل میں آنے والے اشعار ضمنی حیثیت میں آئے ہیں مثنوی مسافر کا اصل وزن، وزن نمبر ۴ ہی ہے)	

بابِ پنجم

ضمیمے

ضمیمہ نمبر ۱:   اوزانِ اقبال ایک نظر میں

ضمیمہ نمبر ۲: علّامہ اقبال نے اپنی مختلف تصانیف میں کون کون سے اور کل کتنے وزن استعمال کیے ہیں۔

ضمیمہ نمبر ۳: کون ساوزن علامہ اقبال کی کون کون سی تصانیف میں استعمال ہوا ہے۔

ضمیمہ نمبر ۴: کون کون سی ہیئتوں سے علامہ اقبال نے کون کون سی تصانیف میں کام لیا ہے۔

ضمیمہ نمبر ۵: علامہ اقبال کی مختلف تصانیف میں بقیدِ وزن مختلف ہیئتوں میں کہی ہوئی نظموں کی تعداد (پچیس جدولیں)۔

ضمیمہ نمبر ۶: تصنیف وار مختلف ہیئتوں میں آنے والی نظموں کی تعداد۔

ضمیمہ نمبر ۷: کلامِ اقبال ایک نظر میں (مختلف ہیئتوں کے تحت آنے والی نظموں کی بقیدِ وزن کل تعداد)۔

ضمیمہ نمبر ۸: متفرق نتائج۔

ضمیمہ نمبر ۱

اوزانِ اقبال ایک نظر میں

وزن کا نمبر	وزن کا نام	وزن
۱	بحرِ رمل مثمن محذوف الآخر یا مقصور الآخر	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن یا فاعلان (دو بار)
۲	بحرِ رمل مثمن مخبون مشعث مقصور بحرِ رمل مثمن مخبون مقصور بحرِ رمل مثمن مخبون محذوف مسکن بحرِ رمل مثمن مخبون محذوف	فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلان (دو بار) فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعِلان (دو بار) فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن (دو بار) فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعِلن (دو بار)
۳	بحرِ رمل مثمن مشکول	فعِلات فاعلاتن فعلات فاعلاتن (دو بار)
۴	بحرِ رمل مسدس محذوف الآخر یا مقصور الآخر	فاعلاتن فاعلاتن فاعلن یا فاعلان (دو بار)
۵	بحرِ ہزج مثمن سالم	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن (دو بار)
۶	بحرِ ہزج مثمن اخرب سالم الآخر	مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن (دو بار)
۷	بحرِ ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف الآخر یا مقصور الآخر	مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن یا مفاعیل (دو بار)
۸	بحرِ ہزج مثمن اخرب (دائرۂ اخرب الصدر والابتداء)	مفعول مفاعلن مفاعیلن فع (دو بار) مفعول مفاعلن مفاعیل فعل (دو بار)
۹	بحرِ ہزج مسدس محذوف الآخر یا مقصور الآخر	مفاعیلن مفاعیلن فعولن یا مفاعیل (دو بار)
۱۰	بحرِ ہزج مسدس اخرب مقبوض محذوف الآخر بحرِ ہزج مسدس اخرب مقبوض مقصور الآخر بحرِ ہزج مسدس اخرم اشتر محذوف الآخر	مفعول مفاعلن فعولن (دو بار) مفعول مفاعلن فعولن (دو بار) مفعولن فاعلن فعولن (دو بار)

	بحرِ ہزج مسدس اخرم اشتر مقصور الآخر	مفعولن فاعلن مفاعیل (دوبار)
۱۱	بحرِ رجز مثمن سالم	مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن (دوبار)
۱۲	بحرِ رجز مثمن مخبون مرفل	مفاعلاتن مفاعلاتن مفاعلاتن مفاعلاتن (دوبار)
۱۳	بحرِ رجز مثمن مطوی مخبون	مفتعلن مفاعلن مفتعلن مفاعلن (دوبار)
۱۴	بحرِ متقارب مثمن سالم	فعولن فعولن فعولن فعولن (دوبار)
۱۵	بحرِ متقارب مثمن محذوف الآخر یا مقصور الآخر	فعولن فعولن فعولن فعل یا فعول (دوبار)
۱۶	بحرِ متقارب مثمن اثلم سالم الآخر	فعلن فعولن فعلن فعولن (دوبار)
۱۷	بحرِ مضارع مثمن اخرب	مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن (دوبار)
۱۸	بحرِ مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف الآخر یا مقصور الآخر	مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن یا فاعلان (دوبار)
۱۹	بحرِ مجتث مثمن مخبون محذوف بحرِ مجتث مثمن مخبون مقصور بحرِ مجتث مثمن مخبون مسکن محذوف بحرِ مجتث مثمن مخبون مسکن مقصور	مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعِلن (دوبار) مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعِلان (دوبار) مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعْلن (دوبار) مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعْلان (دوبار)
۲۰	بحرِ خفیف مسدس مخبون محذوف بحرِ خفیف مسدس مخبون مقصور بحرِ خفیف مسدس مخبون مسکن محذوف بحرِ خفیف مسدس مخبون مسکن مقصور	فعلاتن مفاعلن فعِلن (دوبار) فعلاتن مفاعلن فعِلان (دوبار) فعلاتن مفاعلن فعْلن (دوبار) فعلاتن مفاعلن فعْلان (دوبار)
۲۱	بحرِ کامل مثمن سالم	متَفاعلن متَفاعلن متَفاعلن متَفاعلن (دوبار)
۲۲	بحرِ متدارک مثمن مخبون مسکن مضاعف الارکان	فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن (دوبار)
۲۳	بحرِ منسرح مثمن مطوی مکسوف بحرِ منسرح مثمن مطوی موقوف	مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن (دوبار) مفتعلن فاعلات مفتعلن فاعلات (دوبار)
۲۴	بحرِ متشابہ مثمن منون مجدوع یا منحور	مفعولاتن مفعولاتن مفعولاتن فاع یا فع (دوبار)

۲۵	بحرِ منسرح مثمن مطوی منحور یا مجدوع	مفتعلن فاعلات مفتعلن فع یا فاع (دو بار)

ضمیمہ نمبر ۲

علامہ اقبال نے اپنی مختلف تصانیف میں کون کون سے اور کل کتنے وزن استعمال کیے ہیں

کتاب کا نام	ان اوزان کے نمبر جو اس کتاب میں استعمال ہوئے ہیں	استعمال کردہ اوزان کی تعداد
بانگِ درا	۱، ۲، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲	۲۰
بالِ جبریل	۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۹، ۱۰، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۳	۱۹
ضربِ کلیم	۱، ۲، ۳، ۵، ۶، ۷، ۱۰، ۱۲، ۱۴، ۱۶، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۳، ۲۴	۱۵
ارمغانِ حجاز	۱، ۲، ۴، ۵، ۶، ۷، ۹، ۱۲، ۱۴، ۱۸، ۱۹، ۲۳	۱۲
اسرارِ خودی	۲، (۴)، ۱۸	۳
رموزِ بے خودی	(۴)، ۷	۲
پیامِ مشرق	۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۳	۱۹
زبورِ عجم	۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۹، ۱۰، ۱۳، ۱۴، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۳	۱۶
جاوید نامہ	۱، ۲، (۴)، ۵، ۶، ۷، ۱۳، ۱۸، ۱۹	۹
پس چہ باید کرد	(۴)، ۱۹، ۲۵	۳
مثنوی مسافر	(۴)، ۶، ۱۹	۳

نوٹ: کسی ہندسے کے گرد دائرے کا مطلب یہ ہے کہ اس کتاب کا اصل وزن یہی ہے۔ دوسرے اوزان اس کتاب میں ضمنی حیثیت میں آئے ہیں۔

ضمیمہ نمبر ۳

کون سا وزن علامہ اقبال کی کون کون سی تصانیف میں استعمال ہوا ہے

وزن کا نمبر	بانگِ درا	بالِ جبریل	ضربِ کلیم	ارمغانِ حجاز	اسرارِ خودی	رموزِ بے خودی	پیامِ مشرق	زبورِ عجم	جاوید نامہ	پس چہ باید کرد	مثنوی مسافر	یہ وزن کل کتنی تصانیف میں استعمال ہوا ہے
۱	ص	ص	ص	ص	+	+	ص	ص	ص	+	+	۷
۲	ص	ص	ص	ص	ص	+	ص	ص	ص	+	+	۸
۳	+	ص	ص	+	+	+	ص	ص	+	+	+	۴
۴	ص	ص	+	ص	ص	+	ص	ص	ص	ص	ص	۱۰
۵	ص	ص	ص	ص	+	+	ص	ص	ص	+	+	۷
۶	ص	ص	ص	ص	+	+	ص	ص	ص	+	ص	۸
۷	ص	ص	ص	ص	+	ص	ص	ص	ص	+	+	۸
۸	ص	+	+	+	+	+	ص	+	+	+	+	۲
۹	ص	ص	+	ص	+	+	ص	ص	+	+	+	۵
۱۰	ص	ص	ص	+	+	+	ص	ص	+	+	+	۵
۱۱	ص	+	+	+	+	+	+	+	+	+	+	۱
۱۲	ص	ص	ص	ص	+	+	+	+	+	+	+	۴
۱۳	ص	ص	+	+	+	+	ص	ص	ص	+	+	۵

۱۴	ص	ص	ص	ص	+	+	ص	ص	+	+	+	۶
۱۵	ص	ص	+	+	+	+	ص	+	+	+	+	۳
۱۶	+	ص	ص	+	+	+	+	ص	+	+	+	۳
۱۷	ص	ص	+	+	+	+	ص	ص	+	+	+	۴
۱۸	ص	ص	ص	ص	ص	+	ص	ص	ص	+	+	۸
۱۹	ص	ص	ص	ص	+	+	ص	ص	ص	ص	ص	۹
۲۰	ص	ص	ص	+	+	+	ص	+	+	+	+	۴
۲۱	ص	+	+	+	+	+	ص	+	+	+	+	۲
۲۲	ص	+	+	+	+	+	+	+	+	+	+	۱
۲۳	+	ص	ص	ص	+	+	ص	ص	+	+	+	۵
۲۴	+	+	ص	+	+	+	+	+	+	+	+	۱
۲۵	+	+	+	+	+	+	+	+	+	ص	+	۱

علامات:

ص: اس علامت کے معنی یہ ہیں کہ متعلقہ وزن اس کتاب میں استعمال ہُوا ہے۔

+: اس علامت کے معنی یہ ہیں کہ متعلقہ وزن اس کتاب میں استعمال نہیں ہُوا۔

ضمیمہ نمبر ۴

کون کون سی ہیئتوں سے علامہ اقبال نے کون کون سی تصانیف میں کام لیا ہے

ہیئت	بانگِ درا	بالِ جبریل	ضربِ کلیم	ارمغانِ حجاز	اسرارِ خودی	رموزِ بے خودی	پیامِ مشرق	زبورِ عجم	جاوید نامہ	پس چہ باید کرد	مثنوی مسافر	میزان یعنی کسی خاص ہیئت سے کتنی کتابوں میں کام لیا گیا ہے
غزل	ص	ص	ص	+	ص	+	ص	ص	ص	+	ص	۸
قصیدہ	ص	ص	ص	ص	+	+	ص	ص	ص	+	ص	۸
قطعہ	ص	ص	ص	ص	+	+	ص	+	+	ص	+	۶
قطعہ بتصریعِ شعرِ اول	ص	ص	+	+	+	+	ص	+	+	+	+	۳
دوبیتی	+	ص	+	ص	+	+	ص	+	+	+	+	۳
رباعی	ص	+	+	+	+	+	ص	+	+	+	+	۲
غزل + بیتِ مصرّع	+	ص	+	+	+	+	+	ص	+	+	+	۲
قصیدہ + بیتِ مصرّع	ص	+	+	ص	+	+	ص	+	ص	+	+	۴
قطعہ + بیتِ مصرّع	ص	ص	ص	ص	+	+	ص	+	+	+	+	۵
مثنوی	ص	ص	ص	+	ص	ص	ص	ص	ص	ص	ص	۱۰
مثلث	+	+	+	+	+	+	+	ص	+	+	+	۱
مربع	+	+	ص	+	+	+	+	+	+	+	+	۱
مخمس	+	ص	+	+	+	+	ص	+	+	+	+	۲

مخمس ترجیع بند	ص	+	+	+	+	+	+	+	+	+	+	۱
مسدس ترکیب بند	ص	+	+	+	+	+	+	+	+	+	+	۱
ترکیب بند	ص	ص	ص	ص	+	+	ص	+	ص	+	+	۶
ترجیع بند	+	+	+	+	+	+	ص	+	+	+	+	۱
مستزاد	+	+	ص	ص	+	+	ص	ص	+	+	+	۴
فرد	+	ص	+	ص	ص	ص	ص	ص	ص	ص	+	۸
نظمِ جدید	ص	ص	ص	ص	+	+	ص	ص	ص	+	+	۷
میزان یعنی کسی خاص کتاب میں کتنی ہیئتیں موجود ہیں۔	۱۲	۱۲	۹	۹	۳	۲	۱۵	۸	۷	۳	۳	

علامات:

ص: اس علامت کے معنی یہ ہیں کہ متعلقہ ہیئت اس کتاب میں موجود ہے۔

+: اس علامت کے معنی یہ ہیں کہ متعلقہ ہیئت اس کتاب میں موجود نہیں۔

ضمیمہ نمبر ۵

علامہ اقبال کی مختلف تصانیف میں بقیدِ وزن مختلف ہیئتوں میں کہی ہوئی نظموں کی تعداد

ان جدولوں کا عمودی رخ کتاب کے لیے ہے اور افقی رخ ہیئت کے لیے۔ چنانچہ اگر آپ کسی جدول کے ہندسوں کو اوپر سے نیچے کو پڑھیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ علامہ اقبال نے اپنی کسی تصنیف میں کون کون سی ہیئتوں میں کتنی نظمیں کہی ہیں۔ ہر کالم کی نچلی میزان یہ ظاہر کرتی ہے کہ اس وزنِ خاص میں کسی تصنیف میں کل کتنی نظمیں آئی ہیں۔

اگر آپ کسی جدول کے ہندسوں کو دائیں سے بائیں کو مطالہ کرتے جائیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ علامہ اقبال نے کسی خاص ہیئت میں کون کون سی تصانیف میں کتنی نظمیں کہی ہیں۔ بائیں ہاتھ کی میزان یہ ظاہر کرتی ہے کہ اس خاص ہیئت میں (جہاں تک اس وزن کا تعلق ہے) مختلف تصانیف میں ملا کر کل کتنی نظمیں آئی ہیں۔

آخری میزان جس کے گرد دائرہ بنایا گیا ہے یہ ظاہر کرتی ہے کہ یہ وزن مختلف تصانیف میں مختلف ہیئتوں کے لیے اتنی مرتبہ استعمال ہوا ہے، بالفاظِ دیگر اس وزنِ خاص میں علامہ اقبال نے کل اتنی نظمیں کہی ہیں۔

ان جدولوں میں غزل + غزل کو دو غزلیں، قصیدہ + قصیدہ کو دو قصیدے، قطعہ + قطعہ کو دو قطعے، قطعہ + (قطعہ + بیتِ مصرّع) کو ایک قطعہ اور ایک قطعہ + بیتِ مصرّع شمار کیا گیا ہے جو غزلیں دو مختلف مجموعوں میں آئی ہیں انھیں دونوں جگہ شمار کیا گیا ہے۔

وزن نمبر ۱

ہیئت	بانگِ درا	بالِ جبریل	ضربِ کلیم	ارمغانِ حجاز	اسرارِ خودی	رموزِ بے خودی	پیامِ مشرق	زبورِ عجم	جاوید نامہ	پس چہ باید کرد	مثنوی مسافر	میزان
غزل	۶	۳	ـ	ـ	ـ	ـ	۴	۱۲	۱	ـ	ـ	۲۶
قصیدہ	۲	۳	۱	۹	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	۱۶
قطعہ	۷	۵	۵	۲	ـ	ـ	۵	ـ	ـ	ـ	ـ	۲۴
قطعہ بتصریعِ شعرِ اول	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۱
قصیدہ + بیتِ مصرّع	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۱
قطعہ + بیتِ مصرّع	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	۲
مثنوی	۲۵	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۲۵
مسدس ترکیب بند	۷	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۷
ترکیب بند	۳	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۴
مستزاد	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۲	ـ	ـ	ـ	۲
فرد	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	۲	۱	۱	ـ	ـ	۵
نظمِ جدید	۱	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۲
میزان	۵۳	۱۳	۷	۱۲	ـ	ـ	۱۳	۱۵	۲	ـ	ـ	۱۱۵

وزن نمبر ۲

ہیئت	بانگِ درا	بالِ جبریل	ضربِ کلیم	ارمغانِ حجاز	اسرارِ خودی	رموزِ بے خودی	پیامِ مشرق	زبورِ عجم	جاوید نامہ	پس چہ باید کرد	مثنوی مسافر	میزان
غزل	۲	۶	-	-	-	-	۱۱	۱۷	۵	-	-	۴۱
قصیدہ	-	۱	۵	-	-	-	۲	۱	۱	-	-	۱۰
قطعہ	۴	۱	۲۹	۱	-	-	۴	-	-	-	-	۳۹
قطعہ بتصریعِ شعرِ اول	-	-	-	-	-	-	۱	-	-	-	-	۱
غزل + بیتِ مصرّع	-	-	-	-	-	-	-	۱	-	-	-	۱
قصیدہ + بیتِ مصرّع	۱	-	-	-	-	-	۱	-	-	-	-	۲
قطعہ + بیتِ مصرّع	۲	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۲
مثنوی	۸	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۸
مسدس ترکیب بند	۴	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۴
ترکیب بند	۱	-	-	-	-		۱	-	-	-	-	۲
فرد	-	۱	-	-	۱	-	۳	-	-	-	-	۵
نظمِ جدید	۱	-	۱	-	-	-	-	-	-	-	-	۲
میزان	۲۳	۹	۳۵	۱	۱	-	۲۳	۱۹	۶	-	-	۱۱۷

وزن نمبر ۳

ہیئت	بانگِ درا	بالِ جبریل	ضربِ کلیم	ارمغانِ حجاز	اسرارِ خودی	رموزِ بیخودی	پیامِ مشرق	زبورِ عجم	جاوید نامہ	پس چہ باید کرد	مثنوی مسافر	میزان
غزل	ـ	۳	۲	ـ	ـ	ـ	۲	۱۰	ـ	ـ	ـ	۱۷
قصیدہ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۳	ـ	ـ	ـ	ـ	۳
غزل + بیتِ مصرّع	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	۱
قصیدہ + بیتِ مصرّع	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	۱
فرد	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	۱
میزان	ـ	۳	۲	ـ	ـ	ـ	۶	۱۲	ـ	ـ	ـ	۲۳

وزن نمبر ۴

ہیئت	بانگِ درا	بالِ جبریل	ضربِ کلیم	ارمغانِ حجاز	اسرارِ خودی	رموزِ بیخودی	پیامِ مشرق	زبورِ عجم	جاوید نامہ	پس چہ باید کرد	مثنوی مسافر	میزان
غزل	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۱
قطعہ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۵	ـ	ـ	ـ	ـ	۵
قطعہ بتصریعِ شعرِ اول	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۱
مثنوی	ـ	۲	ـ	ـ	۱	۱	۲	۱	۱	۱	۱	۱۰
فرد	ـ	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	۲	ـ	ـ	ـ	ـ	۳
نظمِ جدید	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	۱
میزان	۲	۲	ـ	۱	۱	۱	۹	۱	۲	۱	۱	۲۱

وزن نمبر ۵

ہیئت	بانگِ درا	بالِ جبریل	ضربِ کلیم	ارمغانِ حجاز	اسرارِ خودی	رموزِ بیخودی	پیامِ مشرق	زبورِ عجم	جاوید نامہ	پس چہ باید کرد	مثنوی مسافر	میزان
غزل	۴	۱۲	ـ	ـ	ـ	ـ	۲	۲۴	۱	ـ	ـ	۴۳
قصیدہ	ـ	۲	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۳
قطعہ	۶	ـ	۴	ـ	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	۱۱
قصیدہ + بیتِ مصرّع	۲	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۳
قطعہ + بیتِ مصرّع	۲	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۲
ترکیب بند	۳	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۳
فرد	ـ	ـ	ـ	۲	ـ	ـ	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	۳
نظمِ جدید	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۱
میزان	۱۸	۱۴	۴	۴	ـ	ـ	۳	۲۴	۲	ـ	ـ	۶۹

وزن نمبر ۶

ہیئت	بانگِ درا	بالِ جبریل	ضربِ کلیم	ارمغانِ حجاز	اسرارِ خودی	رموزِ بیخودی	پیامِ مشرق	زبورِ عجم	جاوید نامہ	پس چہ باید کرد	مثنوی مسافر	میزان
غزل	۱	۷	ـ	ـ	ـ	ـ	۴	۱۰	۱	ـ	۱	۲۴
قصیدہ	۱	۱	۳	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	۶
قطعہ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	۲
مخمّس	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	۱

فرد	-	-	-	۱	-	-	-	-	-	-	-	۱
نظمِ جدید	-	۱	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱
میزان	۳	۹	۳	۱	-	-	۶	۱۰	۲	-	۱	۳۵

وزن نمبر ۷

ہیئت	بانگِ درا	بالِ جبریل	ضربِ کلیم	ارمغانِ حجاز	اسرارِ خودی	رموزِ بیخودی	پیامِ مشرق	زبورِ عجم	جاوید نامہ	پس چہ باید کرد	مثنوی مسافر	میزان
غزل	-	۵	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۵
قصیدہ	۱	۲	۷	۳	-	-	-	-	-	-	-	۱۳
قطعہ	۲	۱۶	۵۷	۵	-	-	۱	-	-	-	-	۸۱
قطعہ بتصریعِ شعرِ اول	-	۱	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱
قصیدہ + بیتِ مصرّع	۱	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱
قطعہ + بیتِ مصرّع	۱	-	۶	۱	-	-	-	-	-	-	-	۸
مثنوی	۱	۱	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۲
مسدس ترکیب بند	۱	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱
مستزاد	-	-	-	۱	-	-	۱	-	-	-	-	۲
مخمّس	-	۱	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱
مثلث	-	-	-	-	-	-	-	۱	-	-	-	۱
فرد	-	-	-	-	-	۱	-	-	۱	-	-	۲
نظمِ جدید	-	-	۱	-	-	-	۱	۱	-	-	-	۳
میزان	۷	۲۶	۷۱	۱۰	-	۱	۳	۲	۱	-	-	۱۲۱

وزن نمبر ۸

ہیئت	بانگِ درا	بالِ جبریل	ضربِ کلیم	ارمغانِ حجاز	اسرارِ خودی	رموزِ بیخودی	پیامِ مشرق	زبورِ عجم	جاوید نامہ	پس چہ باید کرد	مثنوی مسافر	میزان
رباعی	۱	-	-	-	-	-	۱	-	-	-	-	۲
میزان	۱	-	-	-	-	-	۱	-	-	-	-	۲

وزن نمبر ۹

ہیئت	بانگِ درا	بالِ جبریل	ضربِ کلیم	ارمغانِ حجاز	اسرارِ خودی	رموزِ بیخودی	پیامِ مشرق	زبورِ عجم	جاوید نامہ	پس چہ باید کرد	مثنوی مسافر	میزان
غزل	۱	-	-	-	-	-	-	۳	-	-	-	۴
قطعہ	۱	-	-	۳۷	-	-	۷۳	-	-	-	-	۱۱۱
دوبیتی	-	۴۱	-	۳۷۴	-	-	۱۰۰	-	-	-	-	۵۱۵
مثنوی	۱	-	-	-	-	-	-	۱	-	-	-	۲
ترکیب بند	-	۱	-	-	-	-	۲	-	-	-	-	۳
فرد	-	-	-	-	-	-	۲	-	-	-	-	۲
میزان	۳	۴۲	-	۴۱۱	-	-	۱۷۷	۴	-	-	-	۶۳۷

وزن نمبر ۱۰

ہیئت	بانگِ درا	بالِ جبریل	ضربِ کلیم	ارمغانِ حجاز	اسرارِ خودی	رموزِ بےخودی	پیامِ مشرق	زبورِ عجم	جاوید نامہ	پس چہ باید کرد	مثنوی مسافر	میزان
غزل	ـ	۲	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	۳
مثنوی	۴	ـ	۲	ـ	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	۷
قصیدہ + بیتِ مصرّع	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۱
قطعہ + بیتِ مصرّع	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۱
ترکیب بند	ـ	۱	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۲
فرد	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	۱
نظمِ جدید	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۱
میزان	۶	۴	۳	ـ	ـ	ـ	۲	۱	ـ	ـ	ـ	۱۶

وزن نمبر ۱۱

ہیئت	بانگِ درا	بالِ جبریل	ضربِ کلیم	ارمغانِ حجاز	اسرارِ خودی	رموزِ بےخودی	پیامِ مشرق	زبورِ عجم	جاوید نامہ	پس چہ باید کرد	مثنوی مسافر	میزان
نظمِ جدید	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۱
میزان	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۱

وزن نمبر ۱۲

ہیئت	بانگِ درا	بالِ جبریل	ضربِ کلیم	ارمغانِ حجاز	اسرارِ خودی	رموزِ بیخودی	پیامِ مشرق	زبورِ عجم	جاوید نامہ	پس چہ باید کرد	مثنوی مسافر	میزان
غزل	۳	–	–	–	–	–	–	–	–	–	–	۳
قصیدہ	۱	۱	۱	۱	–	–	–	–	–	–	–	۴
قطعہ	۱	–	–	–	–	–	–	–	–	–	–	۱
میزان	۵	۱	۱	۱	–	–	–	–	–	–	–	۸

وزن نمبر ۱۳

ہیئت	بانگِ درا	بالِ جبریل	ضربِ کلیم	ارمغانِ حجاز	اسرارِ خودی	رموزِ بیخودی	پیامِ مشرق	زبورِ عجم	جاوید نامہ	پس چہ باید کرد	مثنوی مسافر	میزان
غزل	–	۵	–	–	–	–	۲	۸	۲	–	–	۱۷
قصیدہ	–	۱	–	–	–	–	۱	–	–	–	–	۲
قطعہ	۱	–	–	–	–	–	–	–	–	–	–	۱
قصیدہ + بیتِ مصرّع	۱	–	–	–	–	–	–	–	–	–	–	۱
قطعہ + بیتِ مصرّع	۱	–	–	–	–	–	–	–	–	–	–	۱
ترکیب بند	۱	۱	–	–	–	–	–	–	۱	–	–	۳
فرد	–	–	–	–	–	–	–	۱	–	–	–	۱
نظمِ جدید	–	–	–	–	–	–	۱	–	–	–	–	۱
میزان	۴	۷	–	–	–	–	۴	۹	۳	–	–	۲۷

وزن نمبر ۱۴

ہیئت	بانگِ درا	بالِ جبریل	ضربِ کلیم	ارمغانِ حجاز	اسرارِ خودی	رموزِ بے خودی	پیامِ مشرق	زبورِ عجم	جاوید نامہ	پس چہ باید کرد	مثنوی مسافر	میزان
غزل	۲	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	۴
قصیدہ	ـ	۲	ـ	ـ	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	۳
قطعہ	۱	۲	۱	۲	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۶
قطعہ + بیتِ مصرّع	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	۱
ترکیب بند	۱	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	۳
میزان	۴	۶	۱	۲	ـ	ـ	۳	۱	ـ	ـ	ـ	۱۷

وزن نمبر ۱۵

ہیئت	بانگِ درا	بالِ جبریل	ضربِ کلیم	ارمغانِ حجاز	اسرارِ خودی	رموزِ بے خودی	پیامِ مشرق	زبورِ عجم	جاوید نامہ	پس چہ باید کرد	مثنوی مسافر	میزان
قطعہ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	۲
مثنوی	۱	۳	ـ	ـ	ـ	ـ	۷	ـ	ـ	ـ	ـ	۱۱
فرد	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	۲
میزان	۱	۵	ـ	ـ	ـ	ـ	۹	ـ	ـ	ـ	ـ	۱۵

وزن نمبر ۱۶

ہیئت	بانگِ درا	بالِ جبریل	ضربِ کلیم	ارمغانِ حجاز	اسرارِ خودی	رموزِ بےخودی	پیامِ مشرق	زبورِ عجم	جاوید نامہ	پس چہ باید کرد	مثنوی مسافر	میزان
غزل	-	۲	۱	-	-	-	-	۴	-	-	-	۷
قصیدہ	-	-	۱	-	-	-	-	-	-	-	-	۱
میزان	-	۲	۲	-	-	-	-	۴	-	-	-	۸

وزن نمبر ۱۷

ہیئت	بانگِ درا	بالِ جبریل	ضربِ کلیم	ارمغانِ حجاز	اسرارِ خودی	رموزِ بےخودی	پیامِ مشرق	زبورِ عجم	جاوید نامہ	پس چہ باید کرد	مثنوی مسافر	میزان
غزل	-	۱	-	-	-	-	۱	۱	-	-	-	۳
قصیدہ	۲	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۲
مثنوی	۱	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱
قطعہ + بیتِ مصرّع	۲	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۲
ترکیب بند	۵	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۵
مخمس ترجیع بند	۱	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱
میزان	۱۱	۱	-	-	-	-	۱	۱	-	-	-	۱۴

وزن نمبر ۱۸

ہیئت	بانگِ درا	بالِ جبریل	ضربِ کلیم	ارمغانِ حجاز	اسرارِ خودی	رموزِ بیخودی	پیامِ مشرق	زبورِ عجم	جاوید نامہ	پس چہ باید کرد	مثنوی مسافر	میزان
غزل	۳	ـ	ـ	ـ	۱	ـ	۳	۵	۱	ـ	ـ	۱۳
قصیدہ	ـ	ـ	۲	ـ	ـ	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	۳
قطعہ	۱۲	۱	۴	۱	ـ	ـ	۹	ـ	ـ	ـ	ـ	۲۷
قطعہ بتصریعِ شعرِ اول	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	۱
غزل + بیتِ مصرّع	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	۲
قصیدہ + بیتِ مصرّع	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۱	ـ	۱	ـ	ـ	۳
قطعہ + بیتِ مصرّع	۵	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۳	ـ	ـ	ـ	ـ	۸
مثنوی	۴	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۵
ترکیب بند	۲	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۲
ترجیع بند	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	۱
نظمِ جدید	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۱
میزان	۲۷	۳	۷	۱	۱	ـ	۱۸	۷	۲	ـ	ـ	۶۶

وزن نمبر ۱۹

ہیئت	بانگِ درا	بالِ جبریل	ضربِ کلیم	ارمغانِ حجاز	اسرارِ خودی	رموزِ بیخودی	پیامِ مشرق	زبورِ عجم	جاوید نامہ	پس چہ باید کرد	مثنوی مسافر	میزان
غزل	۲	۲۵	۱	ـ	ـ	ـ	۱۴	۲۹	۳	ـ	ـ	۷۴

قصیدہ	ـ	۳	۸	۲	ـ	ـ	۲	ـ	ـ	ـ	۱	۱۶
قطعہ	۶	۳	۵۸	۲	ـ	ـ	۵	ـ	ـ	۱	ـ	۷۵
قطعہ بتصریعِ شعرِ اول	۱	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۲
مثنوی	۸	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۸
قصیدہ + بیتِ مصرّع	ـ	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۱
قطعہ + بیتِ مصرّع	۲	۱	۱	ـ	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	۵
ترکیب بند	۴	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	۶
نظمِ جدید	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	۲
میزان	۲۳	۳۳	۶۹	۶	ـ	ـ	۲۴	۲۹	۳	۱	۱	۱۸۹

وزن نمبر ۲۰

ہیئت	بانگِ درا	بالِ جبریل	ضربِ کلیم	ارمغانِ حجاز	اسرارِ خودی	رموزِ بےخودی	پیامِ مشرق	زبورِ عجم	جاوید نامہ	پس چہ باید کرد	مثنوی مسافر	میزان
غزل	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۱
قصیدہ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۱
قطعہ	۲	۱	۱	ـ	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	۵
قطعہ + بیتِ مصرّع	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	۱
مثنوی	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۱
ترکیب بند	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۱
فرد	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	۱
میزان	۵	۲	۱	ـ	ـ	ـ	۳	ـ	ـ	ـ	ـ	۱۱

وزن نمبر ۲۱

ہیئت	بانگِ درا	بالِ جبریل	ضربِ کلیم	ارمغانِ حجاز	اسرارِ خودی	رموزِ بیخودی	پیامِ مشرق	زبورِ عجم	جاوید نامہ	پس چہ باید کرد	مثنوی مسافر	میزان
غزل	۲	-	-	-	-	-	۱	-	-	-	-	۳
قطعہ	۱	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱
میزان	۳	-	-	-	-	-	۱	-	-	-	-	۴

وزن نمبر ۲۲

ہیئت	بانگِ درا	بالِ جبریل	ضربِ کلیم	ارمغانِ حجاز	اسرارِ خودی	رموزِ بیخودی	پیامِ مشرق	زبورِ عجم	جاوید نامہ	پس چہ باید کرد	مثنوی مسافر	میزان
غزل	۱	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱
قصیدہ	۱	-	-	-	-	-	-		-	-	-	۱
قطعہ	۱	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱
میزان	۳	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۳

وزن نمبر ۲۳

ہیئت	بانگِ درا	بالِ جبریل	ضربِ کلیم	ارمغانِ حجاز	اسرارِ خودی	رموزِ بیخودی	پیامِ مشرق	زبورِ عجم	جاوید نامہ	پس چہ باید کرد	مثنوی مسافر	میزان
غزل	-	۳	۱	-	-	-	۱	۱	-	-	-	۶

قصیدہ	-	۱	-	۱	-	-	۲	-	-	-	-	۴
قطعہ	-	-	۲	-	-	-	۱	-	-	-	-	۳
قطعہ بتصریعِ شعرِ اول	-	-	-	-	-	-	۳	-	-	-	-	۳
قصیدہ + بیتِ مصرّع	-	-	-	-	-	-	۱	-	-	-	-	۱
مربع	-	-	۱	-	-	-	-	-	-	-	-	۱
ترکیب بند	-	۱	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱
نظمِ جدید	-	-	-	۱	-	-	۲	-	-	-	-	۳
میزان	-	۵	۴	۲	-	-	۱۰	۱	-	-	-	۲۲

وزن نمبر ۲۴

ہیئت	بانگِ درا	بالِ جبریل	ضربِ کلیم	ارمغانِ حجاز	اسرارِ خودی	رموزِ بیخودی	پیامِ مشرق	زبورِ عجم	جاوید نامہ	پس چہ باید کرد	مثنوی مسافر	میزان
مستزاد	-	-	۱	-	-	-	-	-	-	-	-	۱
میزان	-	-	۱	-	-	-	-	-	-	-	-	۱

وزن نمبر ۲۵

ہیئت	بانگِ درا	بالِ جبریل	ضربِ کلیم	ارمغانِ حجاز	اسرارِ خودی	رموزِ بیخودی	پیامِ مشرق	زبورِ عجم	جاوید نامہ	پس چہ باید کرد	مثنوی مسافر	میزان
فرد	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱	-	۱
میزان	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱	-	۱

ضمیمہ نمبر ۶

تصنیف وار مختلف ہیئتوں میں آنے والی نظموں کی تعداد

	غزل	قصیدہ	قطعہ	قطعہ بحر ایک شعرِ اول	دوبیتی	رباعی	غزل + بیتِ مصرّع	قصیدہ + بیتِ مصرّع	قطعہ + بیتِ مصرع	مثنوی	مثلث	مربع	مخمس	مخمس ترجیع بند	مسدس ترکیب بند	ترکیب بند	ترجیع بند	مستزاد	فرد	نظمِ جدید	میزان
بانگِ درا	۲۸	۹	۴۶	۳	-	۱	-	۸	۱۵	۵۴	-	-	-	۱	۱۲	۲۱	-	-	-	۵	۲۰۳
بالِ جبریل	۷۶	۱۷	۳۰	۲	۴۱	-	۱	-	۳	۷	-	-	۱	-	-	۵	-	-	۳	۱	۱۸۷
ضربِ کلیم	۵	۲۸	۱۶۱	-	-	-	-	-	۷	۲	-	۱	-	-	-	۱	-	۱	-	۵	۲۱۱
ارمغانِ حجاز	-	۱۷	۵۰	-	۳۷۴	-	-	۲	۱	-	-	-	-	-	-	۲	-	۱	۴	۱	۴۵۲
اسرارِ خودی	۱	-	-	-	-	-	-	-	-	۱	-	-	-	-	-	-	-	-	۱	-	۳
رموزِ بےخودی	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱	-	-	-	-	-	-	-	-	۱	-	۲
پیامِ مشرق	۴۵	۱۲	۱۰۷	۵	۱۰۰	۱	-	۴	۷	۱۰	-	-	۱	-	-	۵	۱	۱	۱۲	۵	۳۱۶
زبورِ عجم	۱۲۶	۲	-	-	-	-	۳	-	-	۲	۱	-	-	-	-	-	-	۲	۳	۱	۱۴۰
جاوید نامہ	۱۴	۲	-	-	-	-	-	۱	-	۱	-	-	-	-	-	۱	-	-	۳	۱	۲۳
پس چہ باید کرد	-	-	۱	-	-	-	-	-	-	۱	-	-	-	-	-	-	-	-	۱	-	۳
مثنوی مسافر	۱	۱	-	-	-	-	-	-	-	۱	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۳
میزان	۲۹۶	۸۸	۳۹۵	۱۰	۵۱۵	۲	۴	۱۵	۳۳	۸۰	۱	۱	۲	۱	۱۲	۳۵	۱	۵	۲۸	۱۹	۱۵۴۳

نوٹ: اس جدول کا عمودی رخ ہیئت کے لیے ہے، اور افقی رخ تصنیف کے لیے۔ چنانچہ اگر آپ اس جدول کے ہندسوں کو اوپر سے نیچے کو پڑھیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ علامہ اقبال نے اس خاص ہیئت میں کون کون سی تصانیف میں کتنی نظمیں کہی ہیں۔ ہر کالم کی نچلی میزان یہ ظاہر کرتی ہے کہ اس خاص ہیئت میں علامہ اقبال نے کل کتنی نظمیں کہی ہیں۔ اگر آپ اس جدول کے ہندسوں کو دائیں سے بائیں کو مطالعہ کرتے جائیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ علامہ اقبال

نے کسی خاص تصنیف میں کون کون سی ہیئت میں کتنی نظمیں کہی ہیں۔ بائیں ہاتھ کی میزان یہ ظاہر کرتی ہے کہ اس تصنیف میں کل کتنی نظمیں آئی ہیں۔ آخری میزان جس کے گرد دائرہ بنایا گیا ہے منظوماتِ اقبال کی مجموعی تعداد ظاہر کرتی ہے۔

خیال رہے کہ اس جدول میں بھی دوسرے ضمیموں کی طرح غزل + غزل کو دو غزلیں، قطعہ + قطعہ کو دو قطعے، قصیدہ + قصیدہ کو دو قصیدے، قطعہ + (قطعہ + بیتِ مصرّع) کو ایک قطعہ اور ایک قطعہ + بیتِ مصرّع شمار کیا گیا ہے، علیٰ ہٰذا القیاس۔ جو غزلیں دو مختلف مجموعوں میں آئی ہیں انھیں دونوں جگہ شمار کیا گیا ہے۔

ضمیمہ نمبر ۷

کلامِ اقبال ایک نظر میں

مختلف ہیئتوں کے تحت آنے والی نظموں کی بقیدِ وزن کل تعداد

وزن کا نمبر	غزل	قصیدہ	قطعہ	قطعہ بتکرارِ شعرِ اول	دوبیتی	رباعی	غزل + بیتِ مصرّع	قصیدہ + بیتِ مصرّع	قطعہ + بیتِ مصرع	مثنوی	مثلث	مربع	مخمس	مخمس ترجیع بند	مسدس ترکیب بند	ترکیب بند	ترجیع بند	مستزاد	فرد	نظم جدید	میزان
۱	۲۶	۱۶	۲۴	۱	-	-	-	۱	۲	۲۵	-	-	-	-	۷	۴	-	۲	۵	۲	۱۱۵
۲	۴۱	۱۰	۳۹	۱	-	-	۱	۲	۲	۸	-	-	-	-	۴	۲	-	-	۵	۲	۱۱۷
۳	۱۷	۳	-	-	-	-	۱	۱	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱	-	۲۳
۴	۱	-	۵	۱	-	-	-	-	-	۱۰	-	-	-	-	-	-	-	-	۳	۱	۲۱
۵	۴۳	۳	۱۱	-	-	-	-	۳	۲	-	-	-	-	-	-	۳	-	-	۳	۱	۶۹
۶	۲۴	۶	۲	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱	-	-	-	-	-	۱	۱	۳۵
۷	۵	۱۳	۸۱	۱	-	-	-	۱	۸	۲	۱	-	۱	-	۱	-	-	۲	۲	۳	۱۲۱
۸	-	-	-	-	-	۲	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۲
۹	۴	-	۱۱۱	-	۵۱۵	-	-	-	-	۲	-	-	-	-	-	۳	-	-	۲	-	۶۳۷
۱۰	۳	-	-	-	-	-	-	۱	۱	۷	-	-	-	-	-	۲	-	-	۱	۱	۱۶
۱۱	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱	۱
۱۲	۳	۴	۱	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۸
۱۳	۱۷	۲	۱	-	-	-	-	۱	۱	-	-	-	-	-	-	۳	-	-	۱	۱	۲۷
۱۴	۴	۳	۶	-	-	-	-	-	۱	-	-	-	-	-	-	۳	-	-	-	-	۱۷
۱۵	-	-	۲	-	-	-	-	-	-	۱۱	-	-	-	-	-	-	-	-	۲	-	۱۵
۱۶	۷	۱	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۸

۱۷	۳	۲	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۲	۱	ـ	ـ	ـ	۱	ـ	۵	ـ	ـ	ـ	ـ	۱۴
۱۸	۱۳	۳	۲۷	۱	ـ	ـ	۲	۳	۸	۵	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۲	۱	ـ	ـ	۱	۶۶
۱۹	۷۴	۱۶	۷۵	۲	ـ	ـ	ـ	۱	۵	۸	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۶	ـ	ـ	ـ	۲	۱۸۹
۲۰	۱	۱	۵	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۱	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	۱	ـ	۱۱
۲۱	۳	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۴
۲۲	۱	۱	۱	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۳
۲۳	۶	۴	۳	۳	ـ	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	۳	۲۲
۲۴	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	ـ	۱
۲۵	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	۱	ـ	ـ	۱
میزان	۲۹۶	۸۸	۳۹۵	۱۰	۵۱۵	۲	۴	۱۵	۳۳	۸۰	۱	۱	۲	۱	۱۲	۳۵	۱	۵	۲۸	۱۹	۱۵۴۳

نوٹ: اس جدول کا عمودی رخ ہیئت کے لیے ہے اور افقی رخ وزن کے لیے۔ چنانچہ اگر آپ اس جدول کے ہندسوں کو اوپر سے نیچے کو پڑھیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ علامہ اقبال نے اس خاص ہیئت میں کون کون سے اوزان میں کتنی نظمیں کہی ہیں۔ ہر کالم کی نچلی میزان یہ ظاہر کرتی ہے کہ اس خاص ہیئت میں علامہ اقبال نے کل کتنی نظمیں کہی ہیں۔ اگر آپ اس جدول کے ہندسوں کو دائیں سے بائیں کو مطالعہ کرتے جائیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ علامہ اقبال نے اس وزنِ خاص میں کون کون سی ہیئت میں کتنی نظمیں کہی ہیں۔ بائیں ہاتھ کی میزان یہ ظاہر کرتی ہے کہ اس وزن میں علامہ اقبال نے کل کتنی نظمیں کہی ہیں۔ آخری میزان جس کے گرد دائرہ بنایا گیا ہے منظوماتِ اقبال کی مجموعی تعداد کو ظاہر کرتی ہے۔ اس جدول میں غزل + غزل کو دو غزلیں، قصیدہ + قصیدہ کو دو قصیدے، قطعہ + قطعہ کو دو قطعے اور قطعہ + (قطعہ + بیتِ مصرّع) کی ہیئت کو ایک قطعہ اور ایک قطعہ + بیتِ مصرّع شمار کیا گیا ہے۔ جو غزلیں دو مختلف مجموعوں میں آئی ہیں، انھیں دونوں جگہ شمار کیا گیا ہے۔

ضمیمہ نمبر ۸

متفرق نتائج

اس ضمیمے میں ایسے متفرق نتائج کا ذکر کیا گیا ہے جو اوزانِ اقبال کے مطالعے سے حاصل ہُوئے ہیں یا اوزانِ اقبال کی ترتیب و تالیف کے دوران میں ضمنی طور پر منکشف ہوئے ہیں۔

۱

اس مقالے کی تالیف کے دوران میں بلا قصد یہ حقیقت بھی منکشف ہوئی کہ جب لمحۂ فیضان طویل ہوتا ہے تو علامہ اقبال کا شعری وجدان جس خاص وزن میں مصروفِ تخلیق ہوتا ہے اسی وزن میں سرگرمِ کار رہتا ہے اور معنوی اعتبار سے جو ذہنی فضا وجود میں آجاتی ہے وہ فضا بھی اس وزن کے ساتھ ساتھ چلتی رہتی ہے۔ مثال کے طور پر زبورِ عجم کے حصّہ اوّل میں چوبیسویں غزل سے لے کر اٹھائیسویں غزل تک پانچ غزلیں مسلسل ایک ہی وزن میں چل رہی ہیں اور ان کی معنوی فضا بھی لگ بھگ یکساں ہے۔ اس طرح زبورِ عجم کے حصّہ دوم میں چونتیسویں غزل سے لے کر سینتیسویں عزل تک چار غزلیں مسلسل ایک ہی وزن میں چل رہی ہیں۔ یہ استنباط اس قرینِ قیاس مفروضے پر مبنی ہے کہ یہ غزلیں جس ترتیب سے مجموعوں میں شامل ہیں اسی ترتیب سے وجود میں آئی ہیں۔

۲

اگرچہ اسرارِ خودی اور رموزِ بے خودی علی الترتیب ۱۹۱۵ء اور ۱۹۱۸ء میں شائع ہو چکی تھیں لیکن یہ نظمیں طویل مثنویوں کی صورت میں لکھی گئی ہیں اور جب شعوری طور پر مثنوی کا فارم اختیار کر لیا تو ظاہر ہے کہ ہیئت میں تجربے کی گنجائش تقریباً ختم ہو گئی۔ ہیئتوں کا تنوع بانگِ درا اور پیامِ مشرق میں ملتا ہے۔ ہیئت کے بیش تر تجربے بھی پیامِ مشرق اور بانگِ درا میں ملتے ہیں۔ اگرچہ علامہ اقبال کی شاعری کا آغاز اردو ہی سے ہوا تھا لیکن اسرار و رموز کے علاوہ علامہ اقبال کی تیسری تصنیف پیامِ مشرق بھی بانگِ درا سے ایک سال پہلے اشاعت پذیر ہو گئی۔ پیامِ مشرق ۱۹۲۳ء میں اور بانگِ درا ۱۹۲۴ء میں شائع ہوئی، ان سنین کو سامنے رکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ علامہ اقبال ۱۹۲۴ء تک شاعری میں ہیئت کے مسئلے کو نسبتاً زیادہ توجہ دیتے تھے۔ ضربِ کلیم ۱۹۳۶ء میں اور ارمغانِ حجاز ۱۹۳۸ء میں شائع ہوئی۔ یہ ان کی شاعری کا آخری دور ہے۔ ان کتابوں میں ہیئتوں کا تنوع نسبتاً کم ہے، اور ہیئت کے تجربات اگرچہ نسبتاً کم ہیں لیکن موجود ضرور ہیں۔ چنانچہ ہم یہ نتیجہ اخذ کرنے میں بھی بالکل حق بجانب ہیں کہ علامہ اقبال ہیئت کے مسئلے سے ہر دور میں دل چسپی لیتے رہے۔

۳

جہاں تک غزل کا تعلق ہے، مسدس اوزان کے مقابلے میں مثمن اوزان کی مناسبت و موزونیت مسلم ہے۔ علامہ اقبال کا شعری وجدان بھی اس حقیقت کو پورے طور پر محسوس کرتا ہے۔ چنانچہ ان کی ۲۹۶ غزلوں میں سے ۲۸۶ غزلیں مثمن اوزان میں لکھی گئی ہیں۔ پورے کلامِ اقبال میں صرف ۹ غزلیں ملتی ہیں جو مسدس اوزان میں کہی گئی ہیں۔ صرف ایک

غزل مثمن مضاعف الارکان میں ہے۔ مثمن مضاعف الارکان اوزان بھی غزل کے لیے مناسب نہیں سمجھے جاتے۔

۴

ضربِ کلیم قطعات کی جنت ہے۔ ۳۹۵ قطعات میں سے ۱۶۱ ضربِ کلیم میں آئے ہیں اور باقی دوسری تصانیف میں۔ اور اگر ۳۹۵ قطعات میں سے وہ ۱۱۱ قطعات نکال دیے جائیں جو وزن نمبر ۹ (مفاعیلن مفاعیلن فعولن یا مفاعیل (دوبار)) میں لکھے گئے ہیں اور صرف دو دو شعروں پر مشتمل ہیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ۲۸۴ قطعات میں سے ۱۶۱ ضربِ کلیم میں آئے ہیں۔ جہاں تک قطعہ نگاری کا تعلق ہے وزن نمبر ۹ کے علاوہ وزن نمبر ۲، وزن نمبر ۷ اور وزن نمبر ۱۹ علامہ اقبال کو خاص طور پر مرغوب ہیں۔

۵

جہاں تک فارسی شاعری کا تعلق ہے مثنوی علامہ اقبال کی مرغوب ہیئت ہے۔ اسرارِ خودی، رموزِ بے خودی، گلشنِ رازِ جدید، بندگی نامہ، جاوید نامہ، پس چہ باید کرد اور مثنوی مسافر طویل مثنویاں ہیں۔ ان مثنویوں کے علاوہ مثنوی کے فارم سے علامہ اقبال نے اپنی چھوٹی چھوٹی نظموں میں بھی خوب کام لیا ہے۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مثنوی سے علامہ اقبال کی رغبت کسی بھی دور میں کم نہیں ہوئی۔ جب کہ مسدس ترکیب بند سے علامہ اقبال کا شغف بانگِ درا کے بعد بالکل ختم ہو گیا۔ فارسی میں علامہ اقبال کی شعری صلاحیت مثنوی اور غزل میں بہتر طور پر اظہار پاتی ہے۔

۶

وزن نمبر ۳ بحرِ رمل مثمن مشکول یعنی فعلاتُ فاعلاتن فعلاتُ فاعلاتن (دوبار) بانگِ درا (۱۹۰۱ء تا ۱۹۲۴ء) میں استعمال نہیں ہوا جب کہ پیامِ مشرق مطبوعہ ۱۹۲۳ء میں استعمال ہوا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ علامہ اقبال ۱۹۲۴ء تک اس وزن کو اردو میں استعمال کرنے سے ہچکچاتے رہے بالآخر انھوں نے سال ہا سال کے غور و خوض کے بعد (۱۹۲۴ء کے بعد) اسے پہلی بار بالِ جبریل میں استعمال کیا۔

۷

جہاں تک طویل مثنویوں کا تعلق ہے، علامہ اقبال کا مرغوب وزن رمل مسدس محذوف یا مقصور ہے یعنی فاعلاتن فاعلاتن فاعلن یا فاعلان۔ رغبتِ ذاتی کے علاوہ اس وزن کے اسبابِ پسندیدگی میں یہ امر بھی شامل ہے کہ یہ وزن علامہ اقبال کے مرشدِ معنوی پیرِ روم کی مثنوی کا وزن ہے چنانچہ اسرارِ خودی، رموزِ بے خودی، جاوید نامہ، پس چہ باید کرد اور مثنوی

مسافر اسی وزن میں لکھی گئی ہیں۔ طویل مثنویوں میں صرف دو مثنویاں مستثنیٰ ہیں:

۱۔ ساقی نامہ (بالِ جبریل)

۲۔ گلشنِ راز جدید (زبورِ عجم)

لیکن ان نظموں کے لیے دوسرے اوزان بدرجۂ مجبوری اختیار کیے گئے ہیں۔ ساقی نامہ بحرِ متقارب مثمن محذوف یا مقصور (فعولن فعولن فعولن فعل یا فعول دو بار) میں لکھا گیا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ ساقی نامے اسی وزن میں لکھے جاتے ہیں۔ البتہ دوسرے ساقی نامے میں جو علامہ اقبال نے فارسی میں لکھا ہے اور پیامِ مشرق میں شامل ہے اس شرط کا لحاظ نہیں رکھا بلکہ پیامِ مشرق میں شامل ساقی نامے کے لیے نظامِ قوافی بھی مثنوی کا نہیں قصیدے کا اپنایا گیا ہے۔ گلشنِ راز جدید بحرِ ہزج مسدس محذوف یا مقصور یعنی مفاعیلن مفاعیلن فعولن یا مفاعیل (دو بار) میں لکھا گیا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ منظوم سوالات جن کے نئے جوابات گلشنِ راز جدید میں دیے جانے مقصود ہیں اسی وزن میں ہیں۔ محمود شبستری کی مثنوی گلشن راز بھی جس کا جواب مقصود ہے اسی وزن میں ہے۔ اپنی اردو شاعری کے ابتدائی دور میں علامہ اقبال نے کم از کم آٹھ سال (۱۹۰۱ء سے لے کر ۱۹۰۸ء) تک یہ وزن استعمال نہیں کیا۔ اس وزن میں بانگِ درا میں صرف دو نظمیں آئی ہیں جو ۱۹۰۸ء کے بعد لکھی گئی ہیں۔ ان دو میں سے ایک غزل ہے اور ایک قطعہ بتصریعِ شعر اول۔ مثنوی کوئی نہیں۔

۸

رباعی کے مقررہ اوزان یعنی بحرِ ہزج کے اوزان اخرب واخرم سے علامہ اقبال کو کوئی خاص دل چسپی نہیں۔ زندگی بھر میں انھوں نے صرف دو رباعیاں کہی ہیں ایک فارسی میں اور ایک اردو میں (ملاحظہ فرمایئے باب اوزانِ اقبال وزن نمبر ۸)۔ مزے کی بات یہ ہے کہ ان دونوں رباعیوں پر انھوں نے لفظِ رباعی درج کرنے سے بھی احتراز کیا ہے بلکہ انھیں متفرقات کے خانے میں ڈال دیا ہے۔ اردو رباعی بانگِ درا میں ''ظریفانہ'' کے باب میں بلا عنوان آئی ہے۔ فارسی رباعی بھی پیامِ مشرق کے باب ''خردہ'' میں بلا عنوان آئی ہے۔

۹

وزن نمبر ۱۱ بحرِ رجز مثمن سالم یعنی مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن (دو بار) علامہ اقبال کو مرغوب نہیں۔ اس وزن میں انھوں نے صرف ایک نظم کہی ہے جو بانگِ درا کے حصّہ سوم میں مسلمان اور تعلیمِ جدید کے عنوان سے شامل ہے۔

۱۰

وزن نمبر ۱۲ بحرِ رجز مثمن مخبون مرفل یعنی مفاعلاتن مفاعلاتن مفاعلاتن مفاعلاتن (دو بار) علامہ اقبال نے اردو شاعری کے لیے تو استعمال کیا ہے فارسی شاعری کے لیے مطلق استعمال نہیں کیا۔ بانگِ درا میں اس وزن میں پانچ نظمیں آئی ہیں اور بانگِ درا کے بعد کی تصانیف میں صرف تین نظمیں اس وزن میں ملتی ہیں جن میں سے ایک بالِ جبریل میں، ایک ضربِ کلیم میں اور ایک ارمغانِ حجاز میں شامل ہے۔ یہ آٹھوں نظمیں نہایت کامیاب نظمیں ہیں۔ اس لیے تعجب ہوتا ہے کہ یہ وزن علامہ اقبال کے مرغوب اوزان میں کیوں شامل نہیں ہو سکا۔

۱۱

وزن نمبر ۱۵ یعنی بحرِ متقارب مثمن محذوف یا مقصور (فعولن فعولن فعولن فعل یا فعول دو بار) میں کل پندرہ نظمیں آئی ہیں۔ یہ وزن پیامِ مشرق میں نو نظموں کے لیے، بانگِ درا میں صرف ایک مثنوی کے لیے اور بالِ جبریل میں پانچ نظموں کے لیے استعمال ہوا ہے۔ یعنی بالِ جبریل (۱۹۳۵ء) کے بعد اس وزن سے علامہ اقبال کی دل چسپی بالکل ختم ہو گئی۔

۱۲

وزن نمبر ۱۶ بحرِ متقارب مثمن اثلم سالم الآخر یعنی فعلن فعولن فعلن فعولن (دو بار) علامہ اقبال کے ادبی وجدان پر خاصی تاخیر سے منکشف ہوا۔ اسرارِ خودی اور رموزِ بے خودی تو چند مستثنیٰ اشعار سے قطع نظر فاعلاتن فاعلاتن فاعلن کے وزن میں کہی ہوئی مثنویاں ہیں اس لیے ان کتابوں میں تو اس وزن کی توقع رکھنا بے جا ہے۔ تعجب اس بات پر ہے کہ پیامِ مشرق (۱۹۲۳ء) اور بانگِ درا (۱۹۲۴ء) میں بھی یہ وزن موجود نہیں۔ یہ وزن پہلی بار زبورِ عجم میں استعمال ہوا ہے۔ زبورِ عجم ۱۹۲۷ء میں چھپی تھی۔

۱۳

وزن نمبر ۲۱ بحرِ کامل مثمن سالم یعنی متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن (دو بار) بھی علامہ اقبال کو چنداں مرغوب نہیں اگرچہ یہ وزن اردو اور فارسی دونوں میں استعمال ہوا ہے لیکن اس وزن میں کہی ہوئی نظموں کی تعداد صرف چار ہے: تین اردو میں جو بانگِ درا میں شامل ہیں اور ایک فارسی میں جو پیامِ مشرق میں شامل ہے۔ گویا بانگِ درا (۱۹۲۴ء) کے بعد علامہ اقبال کو اس وزن سے کوئی دل چسپی نہ رہی۔

۱۴

وزن نمبر ۲۲ بحرِ متدارک مثمن مخبون مسکن مضاعف الارکان (فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن دو بار) صرف بانگِ درا میں تین نظموں کے لیے استعمال ہوا ہے یعنی بانگِ درا (۱۹۲۴ء) کے بعد اس وزن سے علامہ اقبال کو کوئی دل چسپی نہ رہی۔

۱۵

وزن نمبر ۲۲ بحرِ منسرح مثمن مطوی مکسوف یا موقوف یعنی مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن (دو بار) یا مفتعلن فاعلات مفتعلن فاعلات (دو بار) ایک جھٹکے کھاتا ہوا وزن ہے اور اکثر شعرا اس وزن میں شعر کہنے سے ہچکچاتے ہیں۔ لیکن اس وزن کو علامہ اقبال نے اس مہارت اور سلیقے سے استعمال کیا ہے کہ اس کے کھر درے پن اور ثقالت کا احساس تک نہیں ہوتا اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں انھوں نے بائیس نظموں کے لیے یہ وزن نہایت کامیابی سے استعمال کیا ہے۔ مسجدِ قرطبہ جیسی شاہ کار نظم اس وزن میں لکھی گئی ہے۔ یہ وزن بانگِ درا (۱۹۰۱ء تا ۱۹۲۴ء) میں استعمال نہیں ہوا لیکن پیامِ مشرق (۱۹۲۳ء) میں استعمال ہوا ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ علامہ اقبال اردو شاعری کے لیے اس وزن کو استعمال کرنے میں طویل عرصے تک تأمّل کا شکار رہے۔ جہاں تک اردو کا تعلق ہے یہ وزن پہلی بار بالِ جبریل میں نظر آتا ہے۔ پھر ضربِ کلیم اور ارمغانِ حجاز میں بھی استعمال ہوا ہے۔

۱۶

علامہ اقبال نے ہندی الاصل اوزان میں شعر کہنے سے اجتناب کیا ہے۔ پورے کلامِ اقبال میں صرف ایک نظم ضربِ کلیم میں آئی ہے جو ایک ہندی الاصل وزن (وزن نمبر ۲۴) میں کہی گئی ہے۔ ہم نے عروضِ اوزان کے مطابق اسے بحرِ متشابہ مثمن منون مجدوع قرار دیا ہے۔ مولانا عبد السلام ندوی فرماتے ہیں کہ یہ نظم علامہ اقبال نے پشتو کے مشہور گیت "دا قربان" کی دھن میں لکھی ہے[۱]۔ جمیل الدین خاں اور بعض دوسرے جدید شعرا نے یہ وزن ودھوں کے لیے استعمال کیا ہے۔

۱۷

پہلا، دوسرا، چوتھا، پانچواں، ساتواں، نواں، اٹھارہواں اور انیسواں وزن علامہ اقبال کو بطورِ خاص مرغوب ہیں۔ ان کی کل ۱۵۴۳ نظموں میں سے ۱۳۳۵، انھی آٹھ اوزان میں کہی گئی ہیں۔

۱۔ اقبال کامل ص ۱۲۲

۱۸

عام غزل گو شعرا کی طرح غزل گو اقبال کو بھی شروع میں ردیف سے بہت دل چسپی تھی چنانچہ بانگِ درا کی ہر غزل میں ردیف کا التزام کیا گیا ہے لیکن رفتہ رفتہ ردیف سے علامہ اقبال کی دل چسپی کم ہوتی چلی گئی۔ چنانچہ بالِ جبریل کی ۷۶ غزلوں میں سے پچاس غزلیں بے ردیف ہیں۔ پورا حساب یہ ہے:

ایسی غزلوں کی تعداد جن میں ردیف سے کام نہیں لیا گیا :	۵۰
ایسی غزلوں کی تعداد جن میں یک لفظی ردیف سے کام لیا گیا ہے :	۱۰
ایسی غزلوں کی تعداد جن میں دو لفظی ردیف سے کام لیا گیا ہے :	۹
ایسی غزلوں کی تعداد جن میں سہ لفظی ردیف سے کام لیا گیا ہے :	۴
ایسی غزلوں کی تعداد جن میں چہار لفظی ردیف سے کام لیا گیا ہے :	۲
ایسی غزلوں کی تعداد جن میں پنج لفظی ردیف سے کام لیا گیا ہے :	۱
میزان:	۷۶

ضربِ کلیم میں کل پانچ غزلیں آئی ہیں اور وہ سب بے ردیف ہیں۔

لیکن جہاں تک فارسی غزلوں کا تعلق ہے علامہ اقبال کو لمبی ردیف سے تو خیر کبھی دل چسپی نہیں رہی البتہ یک لفظی ردیف انھیں بہت مرغوب ہے اور ہر دور میں مرغوب رہی ہے۔ پیامِ مشرق میں ۴۵ غزلیں آئی ہیں، جن میں سے ۲۹ یک لفظی ردیف کی حامل ہیں۔ پورا حساب یہ ہے:

ایسی غزلوں کی تعداد جن میں ردیف سے کام نہیں لیا گیا :	۱۱
ایسی غزلوں کی تعداد جن میں یک لفظی ردیف سے کام لیا گیا ہے :	۲۹
ایسی غزلوں کی تعداد جن میں دو لفظی ردیف سے کام لیا گیا ہے :	۲
ایسی غزلوں کی تعداد جن میں سہ لفظی ردیف سے کام لیا گیا ہے :	۲
ایسی غزلوں کی تعداد جن میں چہار لفظی ردیف سے کام لیا گیا ہے :	صفر
ایسی غزلوں کی تعداد جن میں چار لفظوں سے بھی بڑی ردیف سے کام لیا گیا ہے:	۱
میزان:	۴۵

زبورِ عجم میں ۱۲۶ غزلیں شامل ہیں۔ ان میں سے اکہتر یک لفظی ردیف کی حامل ہیں۔ پورا حساب یہ ہے:

ایسی غزلوں کی تعداد جن میں ردیف سے کام نہیں لیا گیا :	۲۸
ایسی غزلوں کی تعداد جن میں یک لفظی ردیف سے کام لیا گیا ہے :	۷۱
ایسی غزلوں کی تعداد جن میں دو لفظی ردیف سے کام لیا گیا ہے :	۲۶
ایسی غزلوں کی تعداد جن میں سہ لفظی ردیف سے کام لیا گیا ہے :	۱
ایسی غزلوں کی تعداد جن میں چہار لفظی ردیف سے کام لیا گیا ہے :	صفر
ایسی غزلوں کی تعداد جن میں پنج لفظی ردیف سے کام لیا گیا ہے :	صفر
میزان:	۱۲۶

نوٹ: بالِ جبریل کی ایک غزل اور زبورِ عجم کی تین غزلیں جو غزل + بیتِ مصرّع کی ہیئت میں ہیں اس حساب میں شامل نہیں کی گئیں۔

۱۹

پہیلی میں (جسے عربی میں لغز اور فارسی میں چیستان کہتے ہیں) کسی چیز کی چند علامات، صفات یا خواص مذکور ہوتے ہیں اور قاری یا سامع سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ ان اشارات کی مدد سے وہ چیز دریافت کرے۔ کسی زمانے میں پہیلی کہنا بھی فنونِ شاعری میں سے ایک باقاعدہ فن شمار ہوتا تھا۔ چنانچہ امیر خسرو، سودا، رنگین، انشا اور مومن جیسے شعرا نے بھی پہیلیاں کہی ہیں۔ اب اس کا رواج تقریباً ختم ہو چکا ہے۔ علامہ اقبال کے کلام میں صرف ایک پہیلی موجود ہے جو ”چیستانِ شمشیر“ کے عنوان سے پیامِ مشرق میں شامل ہے۔